دمنہ کے معاملے میں غور وخوض

ذبشلیم بادشاہ نے بیدبا فیلسوف سے کہا: مجھے اس مکار، چالاک، چغل خور کے بارے میں بتلاؤ جو دو دوستوں کے درمیان محبت کو چغل خوری کے ذریعے بگاڑ دیتا ہے، اس وقت مجھے دمنہ کے احوال اور شتربہ کے قتل کے بعد اس کے انجام کو بیان کرو، جس وقت شیر نے دمنہ کی رائے کی جانچ پڑتال کی، تو شیر اور اس کے رفیقوں کے یہاں اس نے کیا عذر ومعذرت کی؟ دمنہ کی چغل خوری اور غیبت کا اسے یقین ہوگیا تو اس بارے میں اس کے ثبوت کیا تھے؟ فیلسوف نے کہا: دمنہ کی گفتگو میں یہ بھی موجود تھا کہ شیر نے جس وقت شتربہ کو قتل کیا تو اسے اس کے قتل پر شرمندگی ہوئی، اس نے اس کی پرانی رفاقت اور بے انتہا خدمت کا ذکر کیا، وہ اس کے سب سے معزز ومحترم لوگوں میں سے تھا، وہ اس کے پاس خصوصی درجہ اور رتبے کا حامل تھا، اور اس کا سب سے مقرب اور عزیز شخص تھا، دیگر خصوصی لوگوں کے مقابل وہ اکثر بیشتر اس سے مشورہ لیا کرتا تھا، بیل کے بعد اس کے رفیقوں میں خصوصی مرتبہ کا حامل چیتا تھا۔

ایک مرتبہ چیتے نے شیر کے پاس شب گذاری کی، وہ آدھی رات کو شیر کے پاس سے نکل کر اپنے گھر جارہا تھا کہ اس کا گذر کلیلہ دمنہ کے گھر پر ہوا، جس وقت وہ دروازے پر پہونچا تو کلیلہ کو دمنہ کی اس غلطی پر اس کو ڈانٹ ڈپٹ اور اس کی غیبت اور چغل خوری پر لعنت وملامت کرتے ہوئے سنا، چیتے کو دمنہ کی گنہ گاری، اور نافرمانی کا پتہ چل گیا، وہ وہیں کھڑا ہوکر ان کی آپسی گفتگو کو سنتا رہا، کلیلہ نے دمنہ سے یہ بھی کہا: تم نے نہایت ہی دشوار گذار راستہ کو اختیار کیا ہے، اور بہت ہی زیادہ تنگ گلی میں داخل ہوچکے ہو، تم نے اپنے اوپر مہلک جرم کا ارتکاب کیا ہے، جس کا انجام نہایت خراب ہوگا اور تم نہایت ہی

سخت نتیجے سے دو چار ہو گے، اگر شیر کو تمہاری اطلاع ہو جائے گی اور وہ تمہاری دھوکہ دہی کو جان لیگا، تو تمہارا کوئی مددگار نہیں ہوگا، تمہارے شر اور فتنہ کے خوف سے تمہیں ذلیل وخوار کیا جائے گا، اور تمہیں قتل کیا جائے گا، میں آج کے بعد تم سے دوستی بھی نہیں رکھوں گا، اور نہ تمہارے سامنے اپنے کسی راز کو ظاہر کروں گا، چونکہ علماء نے یوں کہا ہے: جس چیز سے تمہیں دلچسپی اور لگاؤ ہی نہ ہو، اس سے دور ہی رہو، میرے لئے تم سے دوری اختیار کرنا اور اس بارے میں شیر کے دل میں جو خیالات اور اندیشے آرہے ہیں اس سے خلاصی اختیار کرنا ہی میرے لئے بہتر ہے۔

جب چیتے نے ان کی گفتگو سنی تو وہ وہیں سے الٹے پاؤں لوٹ کر شیر ماں کے پاس آیا، اور اس سے یہ عہد و پیمان کیا کہ وہ جس راز کو بتلانے والا ہے، وہ اس کا اظہار نہیں کرے گی، اس کا اس نے عہد کیا، چنانچہ چیتے نے اسے کلیلہ دمنہ کی گفتگو کی اطلاع دی، صبح شیر کی ماں شیر کے پاس آئی، وہ بیل کے قتل کے واقعہ سے بہت رنجیدہ، افسردہ اور پژمردہ تھا، اور کہا: کس فکر نے تمہیں اس قدر مغلوب اور مجبور کر دیا ہے؟ اس نے کہا: بیل کے قتل نے مجھے غم زدہ اور پریشان کر دیا ہے، مجھے اس کی صحبت ورفاقت اور پابندی سے میری خدمت یاد پڑتی ہے، جو پند ونصائح میں اس کی سنا کرتا تھا، مشورہ کے لئے اس سے رجوع کرتا تھا اور اس کی ہمدردی وخیر خواہی کو قبول کرتا تھا، یہ یاد پڑتا ہے، شیر کی ماں نے کہا: سب سے بڑا حادثہ اور واقعہ یہ ہوتا ہے کہ آدمی خود اپنے خلاف گواہی دے، یہ بہت بڑی چوک ہو چکی ہے، تم نے بغیر کسی یقینی معلومات کے بیل کے قتل پر کیسے اقدام کیا؟ علماء نے راز کے اظہار اور جو کچھ گناہ اس میں ہوتا ہے بتلایا نہ ہوتا تو میں کچھ باتوں کی تمہیں اطلاع دیتی، جو کچھ اس واقعہ کے بارے میں معلوم ہوا ہے بتا دیتی، شیر نے کہا: علماء کے اقوال کے بے شمار مطالب ہیں، مجھے تمہاری بات کی صحت اور درستگی کا علم ہے، اگر تمہاری کوئی رائے اور مشورہ ہے تو اسے مجھ سے چھپاؤ نہیں، اگر تمہیں کسی نے کوئی راز بتایا ہے تو وہ بھی مجھے بتلاؤ، اور اس کی مجھے خبر دو، مختصر یہ کہ: شیر کی ماں نے چیتے کی اس سے کہی ہوئی باتیں اس کے نام کے ذکر کئے بغیر بتا دیا، اور کہا: میں بھی اس حوالے سے سخت سزا کے بارے

میں علماء کے اقوال اور رازوں کے ظاہر کرنے میں آدمی کو جو ذلت اور رسوائی اٹھانی پڑتی ہے اس سے بے خبر نہیں ہوں؛لیکن میں یہ چاہتی ہوں کہ تمہیں تمہارے مفاد کی چیز بتلاؤں،اور اگر اس کا نقصان اور ضرر عوام تک پہونچے گا تو وہ بادشاہ کی دھوکہ دہی،خیانت پر اڑ جائیں گے،جس سے ان کی خرابی اور فساد کا خاتمہ ناممکن ہوجائے گا،بیوقوف اسے بطور دلیل پیش کریں گے،وہ اپنے برے کاموں کو اچھا قرار دیں گے،سب سے بڑی خیانت اور غلطی جس کے وہ مرتکب ہوں گے،کہ وہ دراندیش پرعزم لوگوں کے خلاف جرأت کریں گے،جب شیر کی ماں یہ بات مکمل کر چکی تو اس نے اپنے ساتھیوں اور لاؤلشکر کو بلایا،وہ اس کے پاس آئے،پھر اس نے دمنہ کو لے آنے کے لئے کہا:جب وہ شیر کے سامنے آکھڑا ہوا تو اس نے شیر کی افسردگی اور رنجیدگی کو دیکھا،پھر وہ بعض حاضرین کی جانب متوجہ ہوا،اور کہا:کیا ہوا ہے؟کس چیز نے بادشاہ کو غم زدہ اور پژمردہ کردیا ہے؟شیر کی ماں اس کی طرف متوجہ ہوئی،اور کہا:تمہاری موجودگی ہی نے گرچہ وہ ایک لمحہ کے لئے کیوں نہ ہو بادشاہ کو مبتلائے غم کیا ہے،وہ آج کے بعد تمہیں زندہ نہ چھوڑے گا،دمنہ نے کہا:پہلے نے دوسرے کے لئے کچھ نہ چھوڑا؛چونکہ یوں کہا جاتا ہے:جو شخص فتنہ وفساد،خراب وبگاڑ سے جس قدر بچنا چاہتا ہے،وہی شخص فساد وبگاڑ کرنے والے سے پہلے اس میں مبتلا ہوجاتا ہے،اس بارے میں بادشاہ،اس کے خواص اور لاؤلشکر برانمونہ نہ بنیں،مجھے اس مثل کا علم ہوا ہے کہ:جو شخص برے لوگوں کی صحبت اختیار کرتا ہے،جب کہ وہ ان کے احوال سے واقف بھی ہے،اس کی تکلیف خود اس کی اپنی پیدا کردہ ہے،اسی وجہ سے عابد زاہد لوگ اپنے آپ کو مخلوق سے علٰحدہ کر لیتے ہیں اور خلوت کو جلوت پر ترجیح دیتے ہیں،اللہ عزوجل کے لئے عمل کی محبت کو دنیا اور دنیا والوں کی محبت پر رتبہ دیتے ہیں،بھلائی کا بدلہ بھلائی سے،احسان کا بدلہ احسان سے کیا کوئی اللہ کے سوا دے سکتا ہے؟جو شخص بھلائی اور اچھائی کا بدلہ غیر اللہ سے طلب کرتا ہے،تو وہ محرومی کا شکار ہوجاتا ہے،غیر اللہ کے لئے عمل کے خالص کرنے اور لوگوں سے بدلہ کی خواہش میں وہ درستگی اور راہ حق سے ہٹ جاتا ہے،بادشاہ کی رعایا کو جس چیز کے بارے میں رغبت اور دلچسپی کا زیادہ مظاہرہ

کرنا چاہئے وہ حسن اخلاق، راہ حق کی تلاش اور حسن سیرت ہے، علماء نے کہا ہے: جو شخص جھوٹ قرار دی جانے والی چیز کو سچ قرار دے اور سچ قرار دینے والی چیز کو جھوٹ قرار دے وہ دانا اور عقلمند لوگوں کی فہرست سے نکل جاتا ہے، اس سے کنارہ کشی اور دوری ہی اختیار کی جانی چاہئے۔

بادشاہ کو محض شبہ کی بنیاد پر میرے معاملہ میں جلد بازی سے کام نہیں لینا چاہئے، میں موت سے نفرت کی وجہ سے یہ بات نہیں کہہ رہا ہوں؛ چونکہ موت، گرچہ کہ اس کی تکلیف سے نجات اور فرار نہیں، ہر چیز ہلاک اور فنا ہونے والی ہے، اگر میرے پاس سو جانیں ہوتیں اور مجھے معلوم ہوتا کہ شیر ان تمام کو ختم کر دینا چاہتا ہے تو میں اس کے لئے بخوشی راضی ہوجاتا، کسی لشکری نے کہا: یہ بادشاہ سے محبت کی وجہ سے یہ بات نہیں کہہ رہا ہے؛ بلکہ اپنی جان کو بچانے اور بہانے تراشنے کے لئے، اس سے دمنہ نے کہا: تیری تباہی ہو! کیا میرے اپنے لئے بہانے اور اعذار تلاش کرنے میں بھی کوئی قباحت ہے؟ کیا آدمی کی جان سے بھی زیادہ قریب کوئی چیز ہوتی ہے؟ اگر وہ اپنی جان کے لئے نہیں تو کس لئے عذر اور بہانے تلاش کرے گا، جس بغض وحسد اور کینہ وکپٹ کو تم چھپا نہیں پارہے تھے تم نے اسی کو ظاہر کر دیا ہے، جو شخص بھی تمہاری یہ بات سنے گا تو اسے پتہ چل جائے گا کہ تم کسی کے لئے بھلائی کو نہیں چاہتے ہو، تم اپنی جان کے دشمن ہو، دوسروں کی جان کے تو بدرجہ اولیٰ دشمن ہوگے، تم جیسا شخص چوپایوں کے ساتھ بھی رہنے کے قابل نہیں؛ چہ جائے کہ وہ بادشاہ کے ساتھ رہے اور اس کے دروازے پر پڑا رہے۔

جب دمنہ نے اسے یہ جواب دیا تو وہ نہایت مغموم، شرمندہ ہوکر وہاں سے واپس ہوگیا، شیر کی ماں نے دمنہ سے کہا: اے مکار! مجھے تمہاری حیا کی کمی اور بے شرمی وبے حیائی کی زیادتی اور تم سے گفتگو کرنے والے کے لئے تمہارے برجستہ جواب نے حیرت میں ڈال دیا ہے، دمنہ نے کہا: چونکہ تم مجھے ایک آنکھ سے دیکھتی ہو، اور میری باتوں کو ایک کان سے سنتی ہو، میری بدقسمتی کہ ہر چیز نے میرے خلاف پلٹا کھایا ہے، یہاں تک کہ بادشاہ کے یہاں لوگوں نے میری چغل خوری اور بدگوئی کی تک شکایت کر دی ہے، بادشاہ کے

دروازے پر رہنے والے ان کے بادشاہ کو کمتر حقیر سمجھنے، ان کے لئے بادشاہ کے اعزاز واکرام، اور جس عیش وآرام اور ناز ونعمت میں وہ ہیں، اس کی وجہ سے انہیں یہ پتہ نہیں رہا ہے کہ کس وقت بادشاہ سے گفتگو کرنی چاہئے اور کس وقت خاموش رہنا چاہئے، شیر کی ماں نے کہا: دیکھ رہے ہو اس بدبخت کو، اس قدر بڑے جرم کے باوجود اپنے آپ کو کیسے بے قصور اور بے گناہ ٹھہرا رہا ہے؟ دمنہ نے کہا: جو بے موقع، بے محل، بے حس کام کرتے ہیں تو ان کا اعتبار ہی نہیں ہوتا، اس شخص کی طرح جو ریت کی جگہ راکھ یا لید یا گوبر استعمال کرتا ہے، اس آدمی کی طرح جو عورت کے کپڑے پہنتا ہے یا اس عورت کی طرح جو مرد کے کپڑے پہنتی ہے، یا اس کمزور اور ناتواں کے مانند جو اپنے آپ کو گھر کا مالک قرار دیتا ہے، یا اس شخص کی طرح جو چند لوگوں کے درمیان غیر ضروری گفتگو کرتا ہے، بدبخت وہ ہوتا ہے جو چیزوں سے اور لوگوں کے احوال سے واقف نہیں ہوتا، اور نہ اپنے جانب سے برائی کا دفاع اور رد کرسکتا ہے۔

شیر کی ماں نے کہا: اے مکار دھوکہ باز! کیا تو یہ خیال کرتا ہے کہ اپنی باتوں سے تو بادشاہ کو دھوکہ دے پائیگا اور وہ تمہیں قید نہ کرے گا؟ دمنہ نے کہا: دھوکہ باز وہ ہوتا ہے جس کا دشمن اس کے مکروفریب سے مامون نہیں ہوتا، اور وہ جب اپنے دشمن پر قابو یافتہ ہوجاتا ہے تو اسے بے گناہ ہی قتل کردیتا ہے، شیر کی ماں نے کہا: اے جھوٹے غدار! کیا تو یہ باور کرتا ہے کہ تو اپنے جھوٹ کے انجام بد سے بچ نکلے گا، اور تمہاری یہ مکاری وعیاری تمہارے اس گناہ اور جرم کے باوجود تمہارے لئے نفع بخش ہوگی؟ دمنہ نے کہا: جھوٹا وہ ہوتا ہے جو خلافِ واقعہ کہتا ہے، اُن کی کہی اور ان کی کہی باتیں چلاتا ہے، میری گفتگو تو بالکل صاف اور صریح ہے، شیر کی ماں نے کہا: تم ہی میں کے علماء ہی اس کے معاملے کی دوٹوک وضاحت کریں گے، پھر وہ وہاں سے اٹھ کر چلی گئی، شیر نے دمنہ کو قاضی کے پاس بھیجا، قاضی نے اسے قید کرنے کو کہا، اس کے گلے میں رسی ڈال دی گئی اور اسے جیل لے جایا گیا۔

آدھی رات گذرنے کے بعد کلیلہ کو پتہ چلا کہ دمنہ قید میں ہے، وہ چپکے سے اس

کے پاس آیا، جب اس نے دمنہ کی تنگی، گھٹن، اور اس کی مجبوری ومقہوری کو دیکھا تو رو پڑا اور کہا: تمہاری دھوکہ دہی اور مکر وفریب اور نصیحت سے اعراض ہی کی وجہ سے تم اس حالت سے دوچار ہوئے ہو؛ لیکن میرے لئے تم کو ڈرانے دھمکانے اور نصیحت کرنے کے سوا اور تمہارے ساتھ میرے خالص اور سچے لگاؤ کی وجہ سے تمہارے پاس بجلد پہونچنے کے سوا میرے لئے کوئی چارۂ کار ہی نہیں تھا؛ چونکہ ہر جگہ کے مناسب ایک گفتگو ہوتی ہے اور ہر بات کا ایک موقع ہوتا ہے، میں جس وقت سکون وعافیت کے ساتھ تھا تو میں تم کو نصیحت کرنے میں کوئی کوتاہی کرتا تو میں بھی آج تمہارے شریک جرم ہوتا، لیکن خود پسندی، بڑائی تمہارے اندر مکمل سرایت کر چکی تھی، جس کی وجہ سے تم مغلوب الرائے اور مغلوب العقل ہو چکے تھے، میں تمہارے سامنے بے شمار امثال بیان کرتا اور علماء کے اقوال ذکر کرتا، علماء نے یوں کہا ہے: مکار، غدار اپنی مدتِ حیات کی تکمیل سے پہلے ہی مرجاتا ہے، دمنہ نے کہا: مجھے تمہاری بات کی سچائی کا علم ہو چکا، علماء نے یوں بھی کہا ہے: جب تمہاری کسی غلطی پر اطلاع ہو جائے تو اس کی سزا سے گھبراؤ نہیں، تمہارے گناہ پر عذاب دنیا میں دیا جائے یہ اس سے بہتر ہے کہ اس کا عذاب تمہیں آخرت میں جہنم میں دیا جائے، کلیلہ نے کہا: میں تمہاری بات سمجھ چکا لیکن تمہارا گناہ بہت بڑا ہے، شیر کی سزا نہایت ہی سخت اور دردناک ہوتی ہے، وہیں ان کے قریب تیندوا بھی مقید تھا، وہ ان دونوں کی گفتگو سن رہا تھا، وہ اسے دیکھ نہیں پا رہے تھے، وہ دمنہ کی بدکاری اور جو کام اس سے سرزد ہوا تھا اس پر کلیلہ کی سرزش اور ڈانٹ ڈپٹ کو جان گیا، اور دمنہ بھی اپنی بدفعلی اور گناہِ عظیم کا معترف تھا، اس نے ان کی آپسی گفتگو کو ذہین نشیں کر لیا، اور اس نے اس غرض سے چھپائے رکھا کہ اس سے دریافت کئے جانے پر وہ اس کی گواہی دے، پھر کلیلہ اپنے گھر لوٹ گیا۔

شیر کی ماں صبح شیر کے پاس آئی، اور اس سے کہنی لگی: اے درندوں کے سردار! تم اپنی گذشتہ کل کہی ہوئی بات بھول نہ جاؤ، تم نے اسے ایک مدت کے لئے قید کا حکم دیا تھا اور اس کے ذریعہ تم نے رب العباد کی رضاجوئی حاصل کی تھی، علماء نے یوں کہا ہے:

انسان کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ تقویٰ کے لئے کوشش میں سستی اور کاہلی کرے؛ بلکہ یہ بھی مناسب نہیں ہے کہ وہ گنہ گار کے گناہ کا دفاع کرے، جب شیر نے اپنی ماں کی گفتگو سنی تو چیتے کو سامنے آنے کے لئے کہا، یہی عہدۂ قضا پر فائز تھا، جب وہ آموجود ہوا تو اس کو اور منصف جوّ اس (یہ شیر کا نام ہے) سے کہا: کہ وہ کمرۂ عدالت میں بیٹھ جائیں اور لشکر کے ہر چھوٹے بڑے وہاں آموجود ہونے کا اعلان کریں اور وہ دمنہ کے احوال کے بارے میں غور وخوض کریں، اس کے معاملہ کی کھوج اور تحقیق کریں، اور اس کی غلطی کو تلاش کریں، اس کی باتوں اور اعذار کو دفتر قضا میں نوٹ کریں، اور کبھی کبھار اسے میرے پاس لے آئیں، جب چیتے اور منصف جوّ اس نے (جو کہ شیر کا چچا تھا) نے کہا: بادشاہ کا حکم سر آنکھوں پر، اور وہ وہاں سے چلے گئے، اور اس کے حکم کے مطابق انہوں نے کاروائی شروع کردی، جس دن وہ لوگ قضا اور فیصلے کے لئے بیٹھے اس کے تین گھنٹے گذرنے کے بعد قاضی نے دمنہ کو حاضر کرنے کا حکم دیا، اسے وہاں لایا گیا، وہ لوگوں کی موجودگی میں قاضی کے سامنے آکھڑا ہوا، جب وہ اپنی جگہ پر مکمل آکھڑا ہوا تو مجمع کے سردار نے بلند آواز سے کہا: اے لوگو! تم جانتے ہو کہ درندوں کا سردار جس وقت سے اس نے شتربہ کا قتل کیا ہے نہایت ہی حیران اور پریشان ہے، اور بہت زیادہ رنج وغم میں مبتلا ہے، وہ یہ سمجھتا ہے اس نے شتربہ کو بغیر قصور کے قتل کیا ہے، اس نے یہ اقدام دمنہ کی دروغ گوئی اور چغل خوری کی وجہ سے کیا ہے، قاضی نے مجلس قضا کو بٹھانے اور دمنہ کے معاملے میں غور وخوض کرنے کا حکم دیا، تم میں سے جس کسی کو دمنہ کے معاملے میں اچھی یا خراب جو بھی چیز معلوم ہو بتلادے، اور اس سارے مجمع کے روبرو اسے بیان کردے؛ تاکہ اس کے معاملے میں اسی کے مطابق فیصلہ کیا جاسکے، اگر وہ واجب القتل ٹھہرے بھی تو اس کے معاملے میں آہستگی ہی سے کام لینا بہتر ہوگا، جلد بازی یہ خواہشِ نفس کی پیروی ہے، باطل پر لوگوں کے ساتھ اتفاق کرلینا یہ ذلیل کرنے والی چیز ہے، وہیں قاضی نے یہ کہا: اے لوگو! تم نے اپنے سردار کی بات سن لی، لہٰذا تم لوگ دمنہ کے بارے میں جو بھی معلومات ہوں اسے چھپاؤ نہیں اس کے معاملے کو مخفی رکھنے میں تین چیزوں سے بچو۔

ایک تو یہ ہے ۔جو ان میں سے افضل ہے۔اس کی کاروائی کو معمولی نہ سمجھو،اور نہ اسے ہلکی شمار کرو،اس کی سب سے بڑی غلطی بےقصور، ناکردۂ گنا کو جھوٹ اور چغلی کے ذریعے قتل کروانا ہے، جو شخص بھی اس جھوٹے کے معاملے سے واقف ہوگا جس نے اپنے جھوٹ اور چغلی کے ذریعے بےقصور شخص پر الزام تراشی کی ہے،اور پھر اس کے معاملے کو چھپائے گا تو وہ گناہ اور سزا میں اس کا شریک ہوگا۔

دوسری چیز یہ ہے کہ: اگر گناہ گار اپنے گناہ کا اعتراف کر لے تو وہ بادشاہ اور اس کے لاؤ و لشکر کے لئے بہتر اور مناسب یہی ہے کہ وہ اسے معاف کردیں اور اس سے درگذر کردیں۔

اور تیسرے: برے اور فاسق و فاجر لوگوں کے ساتھ کوئی اور رعایت نہ کیا جائے، خواص اور عوام کے ساتھ ان کے روابط و تعلقات کے ذرائع کو ختم کر دیا جائے، جو شخص بھی اس مکار کے بارے میں کچھ جانتا ہے وہ اسے حاضرین کے سامنے بیان کردے؛ تاکہ یہ معلومات اس کے خلاف دلیل اور حجت بنیں، یوں کہا جاتا ہے: جو شخص گواہی کو چھپاتا ہے اسے قیامت کے دن آگ کی لگام پہنائی جائے گی، لہٰذا تم میں سے ہر شخص اپنی معلومات کو بتلائے، مجمع نے جب یہ بات سنی تو سب خاموش ہی رہے، دمنہ نے کہا: تم لوگ خاموش کیوں ہو؟ اپنی معلومات کو بتلاؤ، جان لو ہر بات کا جواب ہے، علماء نے کہا ہے: جو شخص ان دیکھی چیز کی گواہی دیتا ہے، نامعلوم بات کہتا ہے تو اسے اسی طبیب کے احوال سے دوچار ہونا پڑتا ہے، جس نے غیر معلوم چیز کے معلوم ہونے کی بات کہی تھی، لوگوں نے کہا یہ کیسے ہوا تھا؟

دمنہ نے کہا: یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ کسی شہر میں نرم دل اور ذی علم حکیم رہا کرتا تھا، وہ اپنے معالجات کے سلسلے میں نہایت ذہین و فطین تھا، وہ حکیم بہت زیادہ بوڑھا ہو چکا تھا، اور اس کی آنکھیں کمزور ہو چکی تھیں، اس شہر کے بادشاہ کی لڑکی کا نکاح اس کے بھتیجے سے ہوا تھا، اس لڑکی کو دردزہ شروع ہوا، تو اس حکیم کو بلایا گیا، جب یہ وہاں پہونچا تو اس نے لڑکی سے درد و تکلیف کے بارے میں دریافت کیا، اس نے درد کے بارے میں

بتلایا، حکیم کو اس کی بیماری اور دوا کا علم ہوگیا، اس نے کہا: اگر میری آنکھیں دکھائی دیتیں تو میں اپنی معلومات کے مطابق بعینہ تمام مرکبات کو جمع کرتا مجھے اس بارے میں اپنے علاوہ کسی دوسرے پر بھروسہ نہیں، اس شہر میں ایک بیوقوف شخص رہتا تھا، اسے اس کی اطلاع ہوئی، وہ ان کے پاس آکر ان کے سامنے علم طب کا دعوی کرنے لگا، اس نے ان کو یہ بتلایا کہ وہ ادویات کے مرکبات سے اچھی طرح واقفیت رکھتا ہے، اور وہ ادویات کے مرکبات ومغزیات کو بھی جانتا ہے، بادشاہ نے اسے ادویات کے ذخیرہ میں جانے کے لئے کہا کہ وہ وہاں سے اپنی ضرورت کے مطابق مرکبات حاصل کرے، جب یہ بیوقوف ادویات کے خزانے میں گیا، اور دوائیں اس کے سامنے پیش کی گئیں، اسے یہ پتہ ہی نہیں تھا کہ یہ کیا ہیں، اور نہ ہی اس کے بارے میں کچھ معلومات تھیں، اس نے ادویات کے خزانے میں سے منجملہ دیگر چیزوں کے ایک مہلک زہر کی تھیلی بھی لی، اور اسے ادویات میں ملادیا، اسے اِن کے بارے میں بالکل معلومات نہیں تھیں اور نہ وہ ان کے اجناس سے واقف تھا، جب وہ ان ادویات کی ترکیب سے فارغ ہوا تو اسے لڑکی کو پلایا گیا، وہ اسی وقت مرگئی، جب بادشاہ کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے بیوقوف کو بلایا، اس کو یہ دوا پلائی تو وہ بھی اسی وقت مرگیا۔

میں نے تمہارے سامنے یہ مثال اس لئے بیان کی ہے کہ ہمیں پتہ چل جائے کہ کہنے یا کرنے والے کو شبہ میں حد سے نکلنے کی وجہ سے کس طرح غلطی سے دوچار ہونا پڑتا ہے، تم میں سے جو کوئی بھی حدود کو تجاوز کرے گا اسے بھی اس بیوقوف کی طرح احوال سے دوچار ہونا پڑے گا، اور اپنے اوپر لعنت وملامت کرتا ہوگا، علماء نے کہا ہے: بسا اوقات بولنے والے کو اپنے بول کی قیمت چکانی پڑتی ہے، بات تمہارے سامنے ہے، تم اپنے بارے میں غور کرو، خنزیروں کے سردار نے اپنے بادشاہ کے یہاں اعتبار واعتماد، عجب وخود پسندی اور اس کے یہاں اپنے مقام ومرتبہ کی وجہ سے بات شروع کی، اس نے کہا: معزز علمائ: میری بات سنو، اور اسے اپنی عقلوں میں بٹھاؤ، علماء نے نیک لوگوں کے بارے میں کہا ہے: کہ وہ اپنی علامات سے جانے جاتے ہیں، اے صاحبِ اقتدار اور

صاحبِ مقام لوگو س! اللہ عز وجل کا تمہارے ساتھ کرم واحسان اور اس کا تم پر یہ انعام واکرام ہے کہ تم لوگ نیکو کاروں کو ان کی صورتوں اور علامتوں سے جان لیتے ہو،تم لوگ چھوٹی چیز سے بڑی چیز کی اطلاع دیتے ہو، یہاں پر بہت ساری چیز دمنہ کی بدبختی اور بد تمیزی کی پتہ دیتی ہیں، یہ چیزیں اس کے ظاہری جسم پر تلاش کرو؛ تاکہ تم لوگوں کو اس کی بد خوئی کا یقین ہو جائے اور تم اس بارے میں مطمئن ہو جاؤ۔

قاضی نے خنزیروں کے سردار سے کہا: میں نے اور یہاں پر موجود لوگوں نے یہ جان لیا ہے کہ تم اس میں موجود برائیوں کے علامات اور نشانیوں سے واقف ہو،تم اپنی بات کی توضیح کرو،اور ہم کو اس بدبخت کی صورت میں جو کچھ تمہیں نظر آرہا ہے اس کی اطلاع دو،خنزیروں کے سردار نے دمنہ کی مذمت اور برائی بیان کرنی شروع کردی،اس نے کہا: علماء نے یہ لکھا اور بتلایا ہے کہ جس کی بائیں آنکھ داہنی آنکھ سے چھوٹی ہو اور وہ مسلسل پلکیں مارتی رہتی ہو،اور جس کی ناک داہنے جانب جھکی ہوئی ہو وہ خبیث اور بدبخت ہوتا ہے،اس سے دمنہ نے کہا:......ارے وہ گندے،غلیظ،رسواکن اور برے علامات ونشانات والے! تیری بھی عجب حالت ہے،اس سے بڑھ کر تعجب وحیرت اس بات پر ہے کہ تم اپنے جسم کی گندگی وغلاظت اور جو کچھ خود تم اور تمہارے علاوہ دیگر لوگ تمہارے عیوب سے واقفیت رکھتے ہیں اس کے باوجود تمہاری بادشاہ کے ساتھ کھانے پینے اور رہنے سہنے کی جرأت کرنا ہے،کیا تم اس پاکیزہ اور بے عیب جسم کی بات کرتے ہو؟ میں تن تنہا تمہارے عیوب سے مطلع نہیں ہوں؛ بلکہ تمام حاضرین کو بھی یہ بات معلوم ہے ان عیوب کے ظاہر کرنے کے لئے تمہارے اور میرے درمیان کی دوستی آڑ بن رہی ہے؛لیکن جب تم نے میرے خلاف جھوٹ بولا میرے سامنے مجھ پر الزام تراشی کی اور میرے دشمن بن گئے تو میں نے کہا: جو کچھ تم نے میرے بارے میں حاضرین کے سامنے بغیر معلومات کے کہی ہیں،تو میں محض ان عیوب کے اظہار وافشاء کرنے پر اکتفاء کروں جسے میں اور سارا مجمع جانتا ہے، جو شخص بھی تمہیں اچھی طرح پہچان لے گا تو وہ ضرور تمہیں بادشاہ کے کھانے کے نظم سے روک دے گا،اگر تمہیں کھیتی باڑی کی ذمہ داری

سونپی جاتی توتم اس میں بھی ذلت وخواری کے مستحق تھے ،بہتر یہ ہے کہ تم کسی کام سے جوڑ وہی نہیں ،نہ تم چمڑے رنگنے والے بنواور نہ کسی شخص کے حجام بنو؛ چہ جائے کہ تم بادشاہ کے خواص کے حجام بن سکو،خنزیروں کے سردار نے کہا: کیاتم میرے بارے میں یہ بات کہتے ہو،اورتم مجھے اس درجہ گراتے ہو؟ دمنہ نے کہا: ہاں! میں نے تمہارے بارے میں بالکل سچ کہا ہے،اور میری مراد بھی تم ہی ہو،ارے وہ لنگڑے ،لُلّے ،موٹے ،بدمنظر ،ہونٹ کے پھٹے۔

جب دمنہ نے یہ کہا توخنزیروں کے سردار کے چہرے کا رنگ بدل گیا،اس کے آنکھو سے آنسو بہہ پڑے ،وہ نہایت ہی نادم او رشرمندہ ہوگیا،اس کی زبان لڑکھڑاگئی،اسے ذلت ورسوائی کا احساس ہونے لگا،اور اس کی نشاط اور پھرتی جاتی رہی،جس وقت اس نے اس کے رونے دھونے اور عاجزی وانکساری کودیکھا تو یوں کہا: اگر بادشاہ کوتمہاری اس گندگی ،غلاظت اورتمہارے عیوب کی اطلاع ہوجائے گی تو وہ تمہیں اپنے کھانے سے علاحدہ کردے گا،تمہاری خدمت کوروک دے گااورتمہیں اپنی مجلس سے دورکردے گا،توتم اورزیادہ روؤگے۔

شعہر نامی ایک گیدڑ تھا،شیر نے اس کی امانت داری اورسچائی کا اندازہ کرلیا تھا،اوراسے اپنی خدمت پر مامور کیاتھا،اسے یہ ذمے داری سونپی تھی کہ وہ ان کی ساری گفتگونوٹ کرےاوراسےاس کی اطلاع دے،شعہر وہاں سےشیر کے پاس آیا،اوراسے وہاں کی ساری گفتگوسنادی،شیر نےخنزیروں کےسردارکواس کےکام سےمعزول کرنے کا حکم دیا،اوراسےاپنے پاس آنے سے روک دیا،اوراس سے یہ کہا کہ اس کی صورت بھی اسے نہ دکھائی دے،جب دن کا اکثر حصہ گذرگیا،جوکچھ لوگوں اور چیتے کے درمیان باہم گفتگو ہوئی تھی اسےنوٹ کرکےاس پر چیتے کی مہرثبت کردی گئی،توہرشخص اپنے گھرلوٹ گیا،اس شعہر اورکلیلہ کے مابین دوستی تھی،اوروہ شیر کے پاس بھی ذی مرتبت اورصاحب عزت تھا،اتفاقاً کلیلہ کواپنے اوراپنے بھائی پرڈروخوف اوررحمت وشفقت کی وجہ سے اسے بیماری نے آپکڑا،اوروہ سخت بیمار ہوکرمرگیا،یہ شعہر دمنہ کے پاس گیا،اوراسے کلیلہ

کے موت کی اطلاع دی، یہ سن کر وہ رو پڑا، اور بہت زیادہ غم ودکھ کا اظہار کیا، اور کہا: میں اس مخلص بھائی کے داغ مفارقت دینے کے بعد دنیا میں رہ کر کیا کروں؛ لیکن اللہ عز وجل کا اس بات پر شکر گذار ہوں کہ اس نے کلیلہ کی موت بعد میری قرابت اور رشتہ داری میں تم جیسے بھائی کو میرے واسطے باقی رکھا ہے، تمہاری دلچسپی اور لگاؤ دیکھ کر مجھے اللہ کی نعمت واحسان کے بارے میں اور زیادہ یقین اور اعتماد ہونے لگا ہے، اور مجھے یہ بھی پتہ چل چکا ہے کہ میری اس مصیبت میں تم ہی میری مدد کر سکتے ہو، میں تمہیں اس کا یہ انعام اور تحفہ دینا چاھتا ہوں کہ تم فلاں جگہ جاؤ، اور دیکھو کہ میں اور میرے بھائی نے اپنی تدبیر اور کوشش اور اللہ کی مشیت کے ذریعے کس قدر مال ودولت نے جمع کر رکھا ہے، تم اسے لے آؤ، شعھر نے دمنہ کے کہنے کے مطابق اس کام کو انجام دیا، جب اس نے سارا مال لا کر اس کے سامنے رکھا تو اس کا آدھا دمنہ نے اسے دے دیا، اور اس سے کہا: تم دوسروں کے مقابل شیر کے پاس آمد ورفت زیادہ رکھتے ہو؛ لہٰذا تم میرے لئے بالکل فارغ اور خالی ہوجاؤ، اور اپنی ساری دلچسپیاں میرے ساتھ وابستہ کر دو، اور یہ سنتے رہو کہ جب میرے اور میرے فریق کے درمیان چل رہا یہ مقدمہ بادشاہ پاس پہنچے گا، تو اس سے کیا بات کہی جارہی ہے، شیر کی ماں سے میرے بارے میں کیا ردعمل ظاہر ہوتا ہے، اور جو کچھ تم شیر کے اس کی ماں کی موافقت یا مخالفت میں دیکھو گے، اسے بھی یاد رکھنا، شعھر نے دمنہ کے دیئے ہوئے مال کو لے کر اس سے اس بات کا عہد لے کر واپس ہو گیا، اور اپنے گھر چلا آیا، وہاں وہ مال رکھا۔

پھر شیر دوسرے دن صبح سویرے ہی اٹھ بیٹھا، جب دن کے دو گھنٹے گذر چکے تو اس کے رفقاء اور مصاحبین نے اس سے اجازت طلب کی، انھیں اجازت دی گئی، وہ اندر آئے اور اس کے سامنے کتاب رکھا، جب شیر نے لوگوں اور دمنہ کی بات جان لی، تو اپنی ماں کو بلایا، اور اس کے سامنے رجسٹر کو سنایا، جب اس نے رجسٹر میں درج شدہ چیزوں کو سنا تو بلند آواز میں کہہ اٹھی: اگر میں بات چیت میں سخت لہجہ اختیار کروں تو تم مجھے طعن وملامت نہ کرنا؛ چونکہ تم اپنے نفع ونقصان کو نہیں جانتے ہو، کیا میں نے تمہیں ان باتوں سنے

سے منع نہیں کیا تھا؟ چونکہ یہ گفتگو اس مجرم کی ہے جس نے ہمارے ساتھ غلط رویہ اختیار کیا ہے، اور ہمارے کئے ہوئے عہد میں دھوکہ دہی سے کام لیا ہے، پھر وہ وہاں سے غصہ میں آ کر نکل گئی، یہ تمام واقعہ شعھر جس نے دمنہ سے مواخاۃ قائم کی تھی اس کی موجودگی میں پیش آیا، وہ اس واقعہ کے فوراً بعد دمنہ کے پاس آیا اور اسے اس بات کی اطلاع دی، شعھر ابھی دمنہ کے پاس ہی تھا کہ ایک ایلچی آ کر دمنہ کو قاضی کے مجمع کی جانب لے چلا، جب دمنہ قاضی کے پاس آ کھڑا ہوا تو سردار مجلس نے گفتگو کا آغاز کیا، اور کہا: دمنہ تمہارے بارے میں ایک سچے امانت دار شخص نے خبر دی، ہم اس سے زیادہ تمہارے بارے میں تحقیق اور کھوج نہیں کر سکتے؛ چونکہ علماء نے کہا ہے: کہ اللہ عزوجل نے دنیا کو آخرت کے لئے ذریعہ اور ذخیرہ بنایا ہے؛ چونکہ یہ دنیا خیر اور بھلائی کی رہنمائی کرنے والے، جنت کی راہ دکھانے والے، اللہ عزوجل کی معرفت اور پہچان کی دعوت دینے والے انبیاء اور رسولوں کا گھر ہے، ہمیں تمہارے احوال کی اطلاع ہو چکی ہے، ہمیں معتمد اور معتبر شخص نے تمہارے بارے میں بتلایا ہے؛ لیکن ہمارے سردار نے دوبارہ تمہارے معاملے کی چھان بین اور تمہارے احوال کی کھوج کے حکم دیا ہے، گرچہ معاملہ ہمارے سامنے صاف اور واضح ہے۔

دمنہ نے کہا: اے قاضی! تم مجھے فیصلے کرنے میں عدل انصاف کے عادی نظر نہیں آتے، بادشاہ کے بھی عدل وانصاف کا تقاضا یہ نہیں ہے کہ وہ مظلوم اور بے قصور لوگوں کو غیر منصف قاضی کے حوالہ کر دے؛ بلکہ اسے تو چاہئے کہ وہ ان کی جانب سے مقدمہ لڑے اور ان کی جانب سے دفاع کرے، کیسے آپ یہ سمجھتے ہیں کہ میں قتل کر دیا جاؤں اور اپنا دفاع نہ کروں، اور تم اپنی خواہشات کی پیروی میں اس بارے میں جلد بازی کا مظاہرہ کرو، اور اس کے بعد تین دن کی مہلت بھی نہ دو؟ لیکن کسی کہنے والے نے سچ کہا ہے: جو نیکی کرنے کا عادی ہوتا ہے، اس کے لئے نیکی کرنا بالکل آسان ہوتا ہے، گرچہ یہ نیکی اس کے لئے نقصاندہ کیوں نہ ہو، قاضی نے کہا: ہم نے اسلاف کی کتابوں میں یہ دیکھا ہے کہ قاضی کے لئے چاہیئے کہ وہ نیکوکار اور بدکار کے اعمال سے واقف ہو؛ تاکہ

نیکوکاروں کوان کی نیکی اور بدکاروں کوان کی برائی کا بدلہ دے سکے، جب قاضی اس طرح کا رویہ اختیار کرے گا تو نیکوکار نیکی کے عادی اور شوقین وحریص ہوں گے اور بدکار بدی سے اجتناب اور پرہیز کریں گے، دمنہ تم اس بارے میں خودمختار ہو، جس مصیبت میں تم گرفتار ہواس بارے میں غور وفکر کرو، اوراپنے گناہ اور غلطی کا اقرار واعتراف کرلواوراپنے گناہ کی معافی مانگ لو، دمنہ نے اس کے جواب میں کہا: نیک قاضی صرف گمان پر فیصلے نہیں کرتے، نہ عامی لوگوں کے بارے میں اورنہ خواص کے سلسلے میں محض اندازے پرعمل پیرا ہوتے ہیں؛ چونکہ وہ جانتے ہیں کہ ظن وتخمین حق کے پاسنگ میں بھی نہیں آتے، اگرتم لوگ یہ سمجھتے ہو کہ میں اپنے کئے کا مجرم ہوں، تو میں اپنے بارے میں زیادہ جانتا ہوں، میرے بارے میں اپنا علم یقینی، جس میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں اور میرے بارے میں تمہارا علم مشکوک اورغیر معتبر ہے، میرا یہ معاملہ تمہارے پاس اس لئے براٹھرا کہ میں نے دوسرے کی چغلی کھائی ہے، اگر میں اپنے ہی خلاف جھوٹ کہہ کر بدگوئی کرتا؟ اور جوالزام مجھ پر لگایا ہے اس میں میرے بے گناہ اور بے قصور ہونے کے باجوداپنے آپ کوقتل وہلاکت کے لئے پیش کرتا توتمہارا اس بارے میں کیا خیال ہوتا؟ حالانکہ میری جان میرے لئے سب سے معزز ومحترم چیز ہے، اگر میں یہی سلوک آپ لوگوں میں سے کسی بڑے چھوٹے سے کرتا تو میرا مذہب ومسلک اس کی اجازت نہیں دیتا، نہ میری انسانیت اسے درست قرار دیتی، اورنہ مجھے خوداس طرح کرنے کا کوئی حق نہیں ہوتا، تو یہی سلوک اور رویہ میں اپنے ساتھ کیسے اپناتا؟ قاضی صاحب آپ یہ بات نہ کہئے؛ چونکہ اگر یہ دھوکہ ہے تو سب سے بڑا دھوکہ جیسا کہ آپ بھی سمجھتے ہیں، یہ غیراہل اور نالائق لوگوں کی جانب سے ہوتا ہے، جب کہ دھوکہ دہی اور مکر وفریب یہ نیک قاضیوں کا شیوہ نہیں ہوتا۔

دیکھو یہ تمہاری بات ایسی ہے جسے ناواقف اور شریر لوگ اسوہ بنالیں گے، چونکہ درست فیصلوں کوصحیح اور درست لوگ لیتے ہیں، اور غلط فیصلوں کوغلط، ناجائزاور شریر لوگ اخذ کرتے ہیں، قاضی صاحب مجھے یہ اندیشہ ہے کہ تمہاری اس بات کی وجہ سے تم

مصیبتوں اور پریشانیوں میں مبتلا نہ ہوجاؤ،تم اس وقت تک مصیبت اور پریشانی میں نہیں تھے،جب تک تم خود بادشاہ،اس کے لاؤلشکراور عام وخاص لوگوں کے حوالے سے درست رائے،منصف،عدل پسند،اور عافیت وفضیلت والے تھے،اب مصیبت یہ آن پڑی ہے کہ تم نے میرے بارے میں اس چیز کو کیوں بھلا دیا؟

جب قاضی نے دمنہ کی یہ بات سنی تو فوراً اٹھ کھڑا ہوا،بعینہ اس بات کو شیر کے پاس لے گیا،شیر نے اس بات پر غور کیا،پھر اپنی ماں کو بلایا،اوراس سے بھی یہ بات نقل کی،اس نے دمنہ کی بات پر غور وخوض کے بعد شیر سے کہا:تمہارے قتل کرنے،یا تمہارے معاملے کو بگاڑ دینے میں اس کے مکر وفریب،اس کی سازش وچال کے اندیشے سے بڑھ کر میری توجہ واہتمام اس بات سے ہے،جو اس نے دھوکہ دہی،چال بازی اور چغل خوری کے ذریعے اس نے بغیر کسی گناہ کے تمہارے دوست کو قتل کروادیا،اس کی یہ بات شیر کے دل کو لگی،شیر نے اپنی ماں سے کہا:دمنہ کے بارے میں جو واقعہ اور خبر تم کو معلوم ہے وہ مجھے بتلاؤ؛تاکہ یہ خبر میرے اس کے قتل کی دلیل بن جائے،اس نے کہا:میں نہیں چاہتی کہ کسی کے پوشیدہ راز کو ظاہر کروں،مجھے دمنہ کے قتل کے بارے میں میری خوشی اس وقت کافور ہوجاتی ہے،جب مجھے یہ یاد پڑتا ہے کہ میں نے علماء کے راز کو ظاہر کرنے کی ممانعت پر سوار ہوکر غلبہ حاصل کیا ہے؛لیکن میں اس سے جس نے مجھے اپنا یہ راز بتایا ہے اس سے اس راز کو ظاہر کرنے کی اجازت لوں گی،اور وہ خود اپنی معلومات اور سنی ہوئی چیزوں کی روشنی میں اطلاع فراہم کرے گا،پھر وہ وہاں سے چلی گئی،اور چیتے کو بلا بھیجا،اوراس سے حق بات کے بارے میں شیر کی مدد فراہم کرنے کی اہمیت،اوراس کے بارے میں اس کے فریضہ،گواہی کو ظاہر کرکے اپنے ذمہ داری سے عہدہ بر ہونے،مظلوموں کی مدداور زندگی اور مرنے کے بعد حق بات ثابت کرنے میں اس کی ذمہ داری کا ذکر کیا۔

چونکہ علماء نے کہا ہے:جو شخص کسی مردار کی گواہی کو چھپائے،اس کی روز قیامت کوئی دلیل نہ بن پائے گی،وہ اس کو اس طرح نصیحت کرتی رہی،چنانچہ وہ وہاں سے اٹھ کر شیر کے پاس آیا،اوراس سے دمنہ کی غلطی کے اقرار کے بارے میں سنی ہوئی بات کی

گواہی دی، جب چیتے نے یہ گواہی دی تو شیر نے قیدی تیندوے کو بلا بھیجا، جس نے دمنہ کے غلطی کے اعتراف کو سنا تھا اور اسے شیر سے کہہ دیا تھا، شیر نے کہا: میرے پاس ایک گواہی ہے تم اس کا اظہار کرو، اس نے دمنہ کے خلاف اس کے اعتراف کے بارے میں سنی ہوئی بات بتلائی، ان دونوں سے شیر نے کہا: تم دونوں نے گواہی کیوں نہیں دی؟ حالانکہ تم لوگ دمنہ کے معاملے میں ہماری تلاش وجستجو اور کھوج وغیرہ کا تمہیں علم تھا، ان میں سے ہر ایک نے کہا: ہم نے یوں سمجھا تھا کہ ایک کی گواہی سے تو حکم ثابت نہیں ہوتا؛ اس لئے ہم لوگوں نے اس گواہی سے احتراز کرنا ہی مناسب سمجھا، جس سے فیصلہ بھی نہیں ہوسکتا، پھر جب ہم میں سے ایک نے گواہی دی تو دوسرے نے بھی اپنی گواہی پیش کی، شیر نے ان دونوں کی بات تسلیم کی، اور دمنہ کو قید خانہ ہی میں بری طریقے سے قتل کر دیا۔

جو شخص اس واقعہ پر غور کرے تو اسے پتہ چل جائے گا کہ جو شخص مکر وفریب، دھوکہ دہی کے ذریعے دوسروں کو نقصان پہنچا کر اپنے لئے نفع حاصل کرنا چاہے گا تو اسے اپنی دھوکہ دہی، مکاری وعیاری کا ایسا ہی بدلہ ملے گا۔

اخوان الصفا (خالص دوست)

ذشلیم بادشاہ نے بید با فیلسوف سے کہا: میں نے دو آپس میں محبت کرنے والوں کے درمیان کیسے دروغ گو پھوٹ ڈالتا ہے، اس کی مثال سنی ہے، پھر اس کے بعد جو انجام تک وہ پہنچتا ہے اس کا بھی مجھے علم ہوا؟ اگر تم اخون الصفا کے بارے میں کچھ جانتے ہو تو بتاؤ؟ کہ کیسے ان کے درمیان دوستی اور تعلقات ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کی بات کیسے سنتے اور قبول کرتے ہیں؟

فیلسوف نے کہا: عقل مند، بھائیوں اور دوستوں سے بڑھ کر کسی کو اہمیت نہیں دیتا، دوست ہی ہر خیر اور بھلائی میں معاون و مددگار ہوتے ہیں، مصائب و تکالیف کے وقت وہی خیر خواہی کرتے ہیں، اسی کی مثال ''مطوقہ،، نامی کبوتر، چوہے، ہرن اور کوے کی ہے، بادشاہ نے کہا: یہ کیسے ہوا؟

بید با نے کہا: یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ ''سکاوندجین،، نامی سرزمین پر ''وددرہر'' نام جگہ تھی، جہاں اکثر شکاری آیا کرتے تھے، وہیں ایک گھنا، پتہ دار درخت تھا، جس میں ایک کوے کا گھونسلا تھا، ایک دن وہ اپنے گھونسلے میں آکر بیٹھ ہی رہا تھا کہ اسے ایک نہایت ہی بدصورت اور بداخلاق شکاری اپنے کاندھے پر جال رکھے ہوئے اور اپنے ہاتھ میں لاٹھی لئے درخت کے جانب آتا ہوا دکھائی دیا، کوا اس سے گھبرا گیا اور کہا: اس شخص کو میری یا میرے علاوہ کسی اور کی موت نے اس جگہ کھینچ لایا ہے، میں یہیں بیٹھ کر دیکھتا ہوں کہ وہ کیا کرتا ہے؟ پھر شکاری نے اپنا جال بچھایا اور اس پر دانے ڈالے، اور وہیں قریب ہی چھپ گیا، تھوڑی ہی دیر کے بعد وہاں سے ''مطوقہ،، نامی کبوتر کا جو کہ کبوتروں کا سردار تھا، اس کا بہت سارے کبوتروں کے ساتھ گذر ہوا، اسے اور اس کے ساتھیوں کو

جال دکھائی نہ دیا، وہ دانوں کے پاس آ کر اسے چگنے لگے، اسی دوران وہ سارے کے سارے جال میں پھنس گئے، شکاری خوشی خوشی ان کے جانب آنے لگا، ہر کبوتر اس کی ڈوریوں میں پھڑ پھڑانے لگا، اور اپنے آپ کو اس سے نجات اور بچاؤ کی کوشش کرنے لگا، مطوقہ نے کہا: بچاؤ اور چھٹکارے کے لئے ایک دوسرے کی مدد ترک نہ کرو، تم میں سے ایک کی جان اس کے یہاں اپنے ساتھی کی جان سے زیادہ اہم نہیں ہونی چاہیئے؛ بلکہ ہم ایک دوسرے کی مدد کریں گے، ہم جال کو اٹھا کر لے اڑیں گے، اس طرح ہم ایک دوسرے کا بچاؤ کریں گے، یہ تمام کے تمام ایک دوسرے کی مدد سے جال لے کر اڑے، اور فضا میں پرواز کر گئے، شکاری نے اپنی امیدیں ختم نہیں کی، وہ یہ سمجھ رہا تھا کہ وہ تھوڑی دور جا کر بیٹھ جائیں گے، کوے نے کہا: میں بھی ان کے پیچھے چل کر دیکھتا ہوں کہ ان کے ساتھ کیا ہوتا ہے، مطوقہ نے پیچھے دیکھا تو شکاری ان کا تعاقب کر رہا تھا، اس نے پرندوں سے کہا: یہ شکاری مسلسل تمہاری تلاش میں ہے، اگر ہم فضا ہی میں اڑتے رہیں گے، تو ہم اس کی نگاہوں سے پوشیدہ نہ ہوسکیں گے، اور وہ ہمارا پیچھا کرتا ہی رہے گا، اگر ہم آبادی کے جانب جائیں گے، تو اس کی نگاہوں سے اوجھل ہو جائیں گے اور وہ واپس ہو جائے گا، فلاں جگہ میرا بھائی چوہا رہتا ہے، اگر ہم وہاں چلے جائیں گے تو وہ جال کاٹ دے گا، چنانچہ ان کبوتروں نے یوں ہی کیا، ان سے شکاری مایوس ہو گیا، اور وہاں سے واپس ہو گیا، کوا ان کے پیچھے ہی چلتا رہا، جب مطوقہ کبوتر چوہے کے پاس پہنچا تو تمام کبوتروں کو وہاں اترنے کے لئے کہا، چنانچہ وہ اتر گئے، چوہے کے اپنے بچاؤ کے لئے سو بل تھے، مطوقہ نے اس کا نام لے کر آواز دی، اس کا نام "زیرک"، تھا، چوہے نے اپنے بل سے یوں کہا: کون ہے؟ اس نے کہا: میں تمہاری سہیلی مطوقہ ہوں، چوہا اس کے پاس دوڑ آیا، اس سے کہا: اس مصیبت میں تم کیسے پڑ گئے؟ اس نے کہا: کیا تمہیں نہیں معلوم کہ ہر بھلائی اور برائی تقدیر سے وابستہ ہوتی ہے، انھیں تقدیری فیصلوں ہی نے مجھے ان مواقع ہلاکت میں ڈال دیا ہے، کبھی تو ان تقدیری فیصلوں سے مجھ سے بڑا اور مجھ سے طاقتور بھی نہیں بچ سکتا ہے، انھیں تقدیری فیصلوں کی بنیاد پر چاند اور سورج کو بھی گہن لگتا ہے، پھر

چوہااس گرہ کو کاٹنے لگا، جس میں مطوقہ تھی، مطوقہ نے اس سے کہا: پہلے دوسرے کبوتروں کی گرہیں کاٹ دو، پھر اس کے بعد میری گرہیں کاٹ دو، اس نے کئی مرتبہ یہ بات کہی، چوہے نے اس کی بات کی طرف توجہ نہیں کی، جب اس نے بہت زیادہ اصرار اور الحاح کیا تو کہا: تم اس بات میں مجھ پر ایسے اصرار کر رہی ہو جیسے تمہیں اپنی جان کوئی ضرورت ہی نہیں، اور نہ تمہیں اپنی جان پر کچھ رحمت وشفقت ہے، اس نے کہا: مجھے یہ اندیشہ ہے کہ تم اگر پہلے میری گرہیں کاٹ دو گے تو ہوسکتا ہے تم بقیہ لوگوں کی گرہیں کاٹنے میں تھک جاؤ، اور مجھے یہ پتہ ہے کہ اگر تم ان لوگوں گرہیں پہلے کاٹ دو گے، اور اخیر میں میں رہ جاؤں گا۔ تو تم اپنی سستی اور اکتاہت کے باوجود۔ مجھے جال میں نہیں رہنے دو گے، چوہے نے کہا: اس بات کی وجہ سے تم سے میری محبت اور لگاؤ اور بڑھ گیا ہے، پھر چوہا جال کے کاٹنے میں لگ گیا؛ یہاں تک کہ اس سے فارغ بھی ہوگیا، مطوقہ اور اس کے تمام کبوتر چلے گئے۔

جب چوہے نے کوے کی یہ کاروائی دیکھی تو اسے اس سے دوستی کرنے میں دلچسپی ہونے لگی، وہ وہاں آکر اس کے نام سے آواز دیا، چوہے نے اپنا سر باہر نکالا، اس نے کوے سے کہا: تمہاری کیا حاجت ہے؟ اس نے کہا: میں تم سے دوستی کرنا چاہتا ہوں، چوہے نے کہا: میرے اور تمہارے درمیان کوئی جوڑ ہی نہیں، عقل مند کو چاہیئے کہ جس چیز کے حصول کی کوئی راہ ہو اسی کو تلاش کرے، اور جس چیز کے حصول کی کوئی راہ ہی نہ ہو اس کی تلاش کو ترک کردے، تم کھانے والے ہو اور میں تمہاری غذا ہوں، کوّے نے کہا: اگر چہ تم میری غذا ہو؛ لیکن میرا تم کو کھانا یہ میرے لئے کچھ بھی نہیں ہوسکتا، البتہ تمہاری دوستی تمہاری ذکر کردہ چیزوں میں انسیت کی باعث ہوگی، یہ مناسب نہیں کہ تم میری تمہارے پاس دوستی کی طلب میں آمد کو یوں ہی ناکام لوٹا دو؛ چونکہ مجھے تم میں حسن اخلاق نظر آئے ہیں، جس کی وجہ سے مجھے تمہارے اندر دلچسپی ہونے لگی ہے؛ گرچہ کہ اس کا اظہار بھی ضروری نہیں ہے، عقلمند اس کے فضائل واخلاق اگر وہ اسے چھپانے کی کوشش بھی کرے تو نہ چھپ سکیں گے، مشک کے مانند گرچہ وہ چھپا ہوا ہوتا ہے؛ لیکن اس کی

بہترین خوشبو پھیل کر ہی رہتی ہے، چوہے نے کہا: سخت دشمنی اپنے سے غالب شخص کی دشمنی ہوتی ہے؛ چونکہ دشمنی دوطرح کی ہوتی ہے، ایک تو ہم سروں کی دشمنی جیسے شیر اور ہاتھی کی دشمنی، ایک وہ دشمنی جس میں ایک جانب اور پہلو دوسرے سے قوی اور طاقتور ہوتا ہے، جیسے میری اور بلی کی دشمنی، اور میری اور تمہاری دشمنی، جو دشمنی ہمارے درمیان ہے وہ تمہارے لئے نقصاندہ نہیں ہے، اس کا نقصان تو مجھ پر ہوگا؛ چونکہ اگر پانی کو بے انتہا گرم کیا جائے اور پھر اسے آگ پر ڈال دیا جائے تو یہ گرمی آگ کو بجھنے سے نہیں بچائے گی، دشمن کو دوست اور خیر خواہ بنانے والا اپنے آستین میں سانپ رکھنے والے کے مانند ہوتا ہے، عقل مند چالاک دشمن سے انس وقربت اختیار نہیں کرتا۔

کوے نے کہا: میں تمہاری بات سمجھ گیا، تمہیں تو اپنی بلند اخلاقی ہی کو اختیار کرنا چاہئے، اور میری بات کی سچائی کو جاننا چاہئے، اور اپنے اس قول سے کہ: ہماری دوستی کی کوئی راہ ہی نہیں، اس سے معاملہ کو مشکل اور پیچیدہ نہیں کرنا چاہئے؛ چونکہ عقلمند اور دانا لوگ بھلائی کی قیمت اور بدلہ نہیں چاہتے، دو نیک اشخاص کے درمیان بہت جلد محبت ومودت اور دوستی قائم ہوسکتی ہے، (اس کے مقابل) دوستی کے انقطاع (ٹوٹنے) میں وقت لگتا ہے، ان کی مثال سونے کے مشکیزہ کی سی ہے جسے ٹوٹنے میں وقت لگتا ہے، جوڑنے میں وقت درکار نہیں ہوتا، اس میں کوئی شگاف یا تڑخ پیدا ہوجائے تو اس کی اصلاح ودرستگی بھی بجلد ممکن ہے، بدمعاشوں کی دوستی بجلد ٹوٹ جاتی ہے اور دیر سے جڑتی ہے، اس کی مثال مٹی کے مشکیزے کی سی ہے جو ٹوٹ تو جلدی جاتا ہے، معمولی چوٹ سے بھی ٹوٹ جاتا ہے، ؛لیکن جڑتا کبھی نہیں، شریف، شریف سے ہی دوستی کرتا ہے، کمینہ کسی سے بھی دوستی کرتا ہے، تو کسی مرغوب چیز کی وجہ سے یا کسی قسم کے خوف اور ڈر کی وجہ سے، مجھے تمہاری دوستی اور تمہاری بھلائی وخیر خواہی کی ضرورت ہے؛ چونکہ تم شریف النفس شخص ہو، میں تمہارے دروازے پر پڑا رہوں گا، جب تک مجھ سے دوستی نہیں کر لیتے میں کھانا بھی نہیں کھاؤں گا، چوہے نے کہا: میں تمہاری بھائی چارگی اور دوستی کو قبول کرتا ہوں، چونکہ میں نے کبھی کسی کی ضرورت کو ٹھکرائی نہیں ہے، میں نے تمہارے سامنے اس سے پہلے جو کچھ مظاہرہ کیا ہے وہ اپنے

اطمینان کے لئے ،اگر تم دھوکہ دو تو پھر تم مجھ سے یہ نہ کہنا کہ: میں نے چوہے کو بہت جلد دھوکہ دینے والا پایا ہے، پھر چوہا اپنی بل سے نکل آیا ، پھر دروازے کے پاس کھڑا ہوگیا،اس سے کوے نے کہا:تم میرے پاس کیوں نہیں آرہے ہواور مجھ سے مانوس کیوں نہیں ہورہے ہو؟ کیااس کے بعد بھی میرے حوالے سے تمہارے دل میں کچھ شک وشبہ ہے؟ چوہے نے کہا: دنیا والے آپس میں دو چیزوں کی لین دین کرتے ہیں،اور انھیں دو چیزوں پر ان کے تعلقات کی بنیاد ہوتی ہے،ایک تو دل والے ہوتے ہیں،اور دوسرے ہاتھ والے،دل کو نچھاور کرنے والے ہی سچے دوست ہوتے ہیں،ہاتھ سے نچھاور کرنے والے یہ آپس میں ایک دوسرے کا تعاون اور امداد کرنے والے ہوتے ہیں،جوایک دوسرے سے نفع اندوزی کے طالب ہوتے ہیں،جودنیا کی تھوڑی سی منفعت کوحاصل کرنے کے لئے بھلائی کرتا ہے،اس کے خرچ کرنے اوراس کے دینے کی مثال اس شکاری اور اس کے پرندے کودانہ ڈالنے کی ہے،جواپنے اس عمل سے پرندے کا نفع نہیں چاہتا، بلکہ اسے خود اپنا ذاتی نفع مقصود ہوتا ہے،دل کی معاملت ہاتھ کی معاملت سے بہتر ہوتی ہے،میں نے ایک دل والے کی طرح تم پر بھروسہ کیا ہے،اور میں اپنے جانب سے بھی یہی دلی لگاؤ کا نذرانہ پیش کرتا ہوں، مجھے تمہارے پاس نکل کرآنے میں تمہارے ساتھ میری بدظنی رکاوٹ بن رہی ہے،لیکن میں جانتا ہوں تم میں بعض لوگ ان کی اصلیت تمہاری اصلیت وفطرت کے مانند ہوتی ہے،لیکن ان کی رائے میرے بارے میں تمہاری رائے کی مانند نہیں ہوتی۔

کوے نے کہا: دوستی کی نشانی یہ ہے کہ دوست اپنے دوست کا دوست رہےاوراس کے دشمن کے دشمن کا دشمن ،میرا کوئی دوست اور ساتھی ایسا نہیں ہے جوتم سے محبت نہ کرے، پھر چوہا کوے کے پاس آگیا،ان دونوں نے مصافحہ کرکے دل کی کدورت اور میل وغبار کونکل لیا، پھر وہ ایک دوسرے سے مانوس ہوگئے، پھر جب چند دن گذر گئے تو کوے نے چوہے سے کہا:تمہارا بل لوگوں کی گذرگاہ کے قریب ہے مجھے یہ اندیشہ ہے کہ تمہیں کوئی بچہ پتھر پھینک نہ ماردے،میرا مکان ایک بالکل الگ تھلگ جگہ میں ہےاوروہاں ایک میرا

دوست کچھوا بھی ہے، وہ مچھلیاں کھا کر وہاں نہایت ہی ہشاش بشاش ہے، ہمیں بھی وہاں اپنے کھانے کی چیزیں مل جائیں گی، میں تمہیں وہاں لے کر جانا چاہتا ہوں، تا کہ ہم وہاں اطمینان کی زندگی گذار سکیں، چوہے نے کہا: مجھے بہت سارے قصے، کہانیاں معلوم ہیں، جب ہم تمہاری چاہت کی جگہ پہونچ جائیں گے تو میں یہ قصے تمہیں سنادوں گا، جیسے تم چاہو کرو، کوے نے چوہے کی دم پکڑلی، اور اسے اپنی چاہت کی جگہ لے گیا، جب وہ اس چشمے کے قریب پہونچے تو کچھوے نے کوے کے ساتھ ایک چوہے کو دیکھا، کچھوا اس سے ڈر گیا، اسے یہ پتہ نہیں تھا کہ وہ اس کا دوست ہی ہے، اس نے اسے آواز دی، تو وہ باہر نکل آیا، کچھوے نے اس سے پوچھا کہاں سے آرہی ہو؟ اس نے اپنے کبوتروں کے پیچھے جانے، اور اپنے اور چوہے کے بارے میں اس تک پہونچنے کی بات بتلائی، جب کچھوے نے چوہے کے احوال سنے تو اس کی عقل مندی ودانائی اور اس کی وفاداری پہ وہ بہت متعجب ہوا، اور اس کو مبارک بادی دی، کوے نے چوہے سے کہا: مجھے وہ کہانیاں اور واقعات سناؤں جسکا تمہیں مجھ سے سنانے کا ارادہ تھا، یہ چیزیں تم کچھوے کے سوال کے جواب کے تحت بتلاؤ؛ چونکہ وہ بھی تمہارے یہاں میری ہی رتبہ میں؛ چوہے نے کہنا شروع کیا۔

پہلے میرا ٹھکانہ ماروت نامی شہر تھا، ایک بالکل خالی گھر میں جس میں ایک عابد وزاہد شخص رہا کرتا تھا، وہ ہر روز ایک ٹوکری کھانا لاتا اور اپنی ضرورت کی مقدار کھالیتا اور باقی کو لٹکا کر رکھ دیتا، میں اس عابد کے نکل جانے کی تاک میں رہتا اور فوراً ٹوکری پر ٹوٹ پڑتا، جو کچھ اس میں بچا کچھا کھانا ہوتا اسے کھا جاتا اور دوسرے چوہوں کے لئے اسے نیچے گرا دیتا، عابد نے کئی دفعہ یہ کوشش کی کہ اس ٹوکری کو میری پہونچ سے دور جگہ پر لٹکائے، لیکن وہ ایسا نہیں کر پاتا، ایک رات اس کے پاس ایک مہمان کی آمد ہوئی، ان دونوں نے اکٹھے کھانا کھایا، پھر بات چیت میں لگ گئے عابد نے مہمان سے کہا: تم کہاں سے آئے ہو؟ اور کہاں جانا چاہتے ہو؟ اس آدمی نے ساری دنیا کی سیر کی تھی، اور نہایت ہی حیران کن چیزیں اس نے دیکھی تھی، وہ اس عابد کو تمام شہروں کی جہاں وہ پہونچا تھا، اور جو کچھ عجائبات اس نے دیکھے تھے سنانے لگا، اس دوران وہ عابد شخص مجھے ٹوکری کے پاس

سے بھگانے کے لئے ہتھلیاں بجانے لگا، اس آدمی نے کہا: میں تم سے گفتگو کررہا ہوں اور تم میری گفتگو کا مذاق اڑا رہے ہو؟ تم مجھ سے یہ احوال پوچھ ہی کیوں رہے ہو؟ عابد نے اس سے معذرت کی اور کہا: میں چوہے کو بھگانے کے لئے اپنی ہتھلیاں بجارہا ہوں، میں اس کے معاملے میں بہت زیادہ پریشان ہوگیا ہوں، میں گھر میں کوئی بھی چیز رکھتا ہوں تو وہ اسے کھالیتا ہے، مہمان نے کہا: ایک چوہا ہے یا بہت سے چوہے ہیں؟ عابد نے کہا: گھر میں تو بہت سارے چوہے ہیں لیکن ان میں سے ایک چوہا مجھے بہت پریشان کرتا ہے، میں اس کے لئے کوئی تدبیر نہیں کرپاتا ہوں، مہمان نے کہا: میں ایک مرتبہ فلاں جگہ ایک آدمی کے یہاں مہمان ہوا، ہم دونوں نے رات کا کھانا اکٹھے کھایا، پھر اس نے میرے لئے بستر بچھایا، پھر وہ آدمی اپنے بستر پر چلا گیا، میں اسے رات کے آخری حصے میں اپنی بیوی سے یہ کہتے سنا: میں کل ایک جماعت کو اپنے یہاں کھانے کے لئے مدعو کررہا ہوں، تم ان کے لئے کھانا بناؤ، عورت نے کہا: تم لوگوں کو کھانے کے لئے کیسے مدعو کروگے؟ حالانکہ تمہارے گھر میں تمہارے اہل عیال کے کھانے سے کچھ زائد نہیں ہے، اور تم بھی تو ایسے ہو نہ کچھ بچا کر اور نہ کچھ اکٹھا کرکے رکھتے ہو، اس آدمی نے کہا: جو کچھ ہم نے کھالیا یا خرچ کرلیا ہے اس پر افسوس نہ کرو؛ چونکہ جمع اور اکٹھا کرنے کا انجام کبھی بھیڑیا کے انجام کی طرح ہوتا ہے، عورت نے کہا: یہ کیسے ہوا تھا؟

آدمی نے کہا: یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے ایک شکاری ایک دن اپنے تیر اور کمان لے کر نکلا، ابھی وہ تھوڑی دور بھی نہ گیا تھا کہ اس نے ایک ہرن کا شکار کرلیا، وہ اسے اٹھا کر اپنے گھر واپس ہونے لگا، راستے میں ایک جنگلی خنزیر سے اس کی مڈبھیڑ ہوگئی، اس نے اسے ایک تیر ماری جو اس میں دھنس گئی، خنزیر نے بھی اس پر حملہ کیا اور اس کو اپنے دانتوں سے ایسے زخمی کردیا کہ اس کے ہاتھ سے کمان گرگئی، اور وہ دونوں وہیں ڈھیر ہوگئے، وہاں ایک بھیڑیا آیا، اس نے کہا: اس آدمی، ہرن اور خنزیر کو میں ایک لمبی مدت تک کھا سکتا ہوں، میں اس کمان سے شروعات کرتا ہوں، اسے کھالیتا ہوں، وہ میرے ایک دن کا کھانا ہوجائے گا، اس نے کوشش کرکے کمان توڑ دی جب وہ ٹوٹ گئی تو کمان کا کنارہ جھٹ سے

اڑ کر اس کی حلق میں لگا اور وہ مر گیا، میں نے تم سے یہ مثال اس لئے بیان کی ہے، تا کہ تمہیں پتہ چل جائے جمع اور ذخیرہ اندوزی کا انجام نہایت ہی برا ہوتا ہے، عورت نے کہا: تم نے سچ کہا: ہمارے یہاں چاول، تل ہیں جو چھ یا سات لوگوں کے لئے کافی ہو سکتے ہیں، میں کھانا بنانے جارہی ہوں، تم جسے چاہے بلالو، عورت صبح ہوتے ہی تل کے چھلکے کو نکالا، اور اسے دھوپ میں سوکھنے کے لئے پھیلا دیا، اور ایک لڑکے سے کہا: پرندے اور کتوں کو بھگاتے رہنا، عورت پکانے میں مشغول رہی، لڑکا تل کو بھول گیا، ایک کتا آیا اور اس میں منہ ڈال دیا، عورت کو اس تل سے گھن ہوگئی، وہ اسے کسی طرح کھانا پسند نہیں کررہی تھی وہ اسے لے کر بازار گئی، اس نے اس کے بدلے بغیر چھلی ہوئی تل اسی کے برابر لے لی، بازار میں کسی شخص نے کہا: کس وجہ سے اس عورت نے چھلی ہوئی تل کے بدلے بغیر چھلی ہوئی تل لی ہے، میرا بھی اس چوہے کے تعلق سے یہ کہنا ہے کہ وہ بغیر وجہ وسبب کے تم نے جو امور ذکر کئے ہیں وہ اس پر قادر ہوا ہے، تم میرے لئے ایک کلہاڑی لے آو، میں اس کی بل کو کھود دیتا ہوں، اس طرح اس کے بارے میں بعض معلومات حاصل کرتا ہوں، عابد نے اپنے کسی پڑوسی سے کلہاڑی بطورِ عاریت لی، اسے مہمان کے پاس لایا، میں اس وقت میرے بل کے علاوہ ایک دوسرے بل میں تھا اور ان دونوں کی گفتگو سن رہا تھا، میری بل میں ایک تھیلی تھی جس میں ہزار دنانیر تھے، اس نے وہ لے لئے اور عابد سے کہنے لگا یہ چوہا جہاں کہیں بھی اچھل کود کرتا تھا تو انھیں دنانیر کی طاقت کے بل بوتے پر؛ چونکہ مال نے اس میں قوت وطاقت، غیر معمولی اصابت رائے کو پیدا کردیا تھا، دوسرے دن سب چوہے جو میر ساتھ رہتے تھے اکٹھا ہوئے، کہنے لگے: ہمیں بھوک لگی ہے اور تم سے ہی ہماری امیدیں ہیں، میں اور میرے ساتھ تمام چوہے اس جگہ چلے جہاں سے میں ٹوکری میں اچھلتا تھا، میں نے کئی دفعہ ٹوکری میں چھلانگ لگانے کی کوشش کی؛ لیکن ایسا نہ کرسکا، چوہوں کو میری دگرگوں حالت کا پتہ چل گیا، میں نے ان کو یوں کہتے سنا: اس کے پاس سے چلو، اس سے امیدیں وابستہ نہ کرو، ہمیں تو اس کی حالت ایسی دکھائی دی رہی ہے کہ وہ اب اپنی اس حالت میں دوسروں کا محتاج اور دستِ نگر نظر

آرہاہے، وہ ہمیں چھوڑ کر دشمنوں کی صفوں میں داخل ہوگیاہے،اوراس نے ہم پر ظلم کیاہے، پھر وہ لوگ میرے دشمنوں ،اور حاسدوں کے سامنے میری چغلی اور شکایت کرنے لگے ،تو میں نے اپنے دل میں کہا: بھائی،دوست ،مددگارتو مال کی بناپر ہوتے ہیں، میں نے دیکھا ہے کہ جس کے پاس مال ودولت نہیں ہوتی جب وہ کسی کام کاارادہ کرتا ہے تو اسے محتاجگی ،فقیری اس کے ارادہ سے باز رکھتی ہے، جیسے سردی کے موسم میں پانی گڑھوں ،گڈوں میں محفوظ رہ جاتا ہے ، جو نہ کسی نہر سے گذرتا ہے اور نہ کسی جگہ چلتا ہے اسے زمین ہی جذب کرلیتی ہے،جس کے دوست نہیں ہوتے اس کے اہل وعیال نہیں ہوتے ،جس کے اہل وعیال اور اولادنہیں ہوتی اس کا ذکر خیر نہیں ہوتا،جس کے پاس مال نہیں ہوتا نہ اس کے پاس عقل ہوتی ہے نہ دنیا یا آخرت ؛چونکہ جب آدمی محتاج ہوتا ہے تو اس کے رشتہ دار،اس کے دوست واحباب اس سے قطع تعلق کرلیتے ہیں ؛چونکہ شوریدہ او رنمک والی زمین پر پیدا ہونے والا درخت (جس کے ہر طرف نمک ہی نمک ہو)اس کی حالت اس تنگ دست کی سی ہوتی ہے جو لوگوں کے ہاتھوں میں موجود چیزوں پر نظر کرتا ہے، میں نے فقر ومحتاجگی کو ہر مصیبت کی جڑ پایا ہے، اسکی وجہ سے اسے ہر طرح کی ناراضگی اور چغلی وشکایت کا سرچشمہ بننا پڑتا ہے، جب آدمی محتاج اور تنگ دست ہوتا ہے تو اس پر وہی شخص الزام تراشی کرنے لگتا ہے جو اسے امین سمجھتا تھا، وہی اس کے ساتھ بدظن ہوجاتا ہے جو اس کے بارے میں حسن ظن رکھا کرتا تھا، اگر کوئی گناہ اور جرم کرے تو یہی شخص ملزم اور مجرم ٹھہرتا ہے، جو عادت مالدار کے حق میں تعریف وتوصیف کے قابل سمجھی جاتی وہی تنگ دست ومحتاج کے حق میں قابل مذمت وملامت گردانی جاتی ہے، اگر وہ بہادر ہوتا ہے تو اسے جوشیلا کہا جاتا ہے، اگر وہ سخی ہوتا ہے تو فضول خرچ ،اگر بردبار ہوتا ہے تو کمزور اور اگر پروقار ہوتا ہے تو سست کہا جاتا ہے، اس ضرورت سے جو مانگنے پر مجبور کردے اس سے موت اچھی ہے، خاص طور سے بخیلوں اور کمینوں سے مانگنے سے ؛چونکہ شریف باعزت شخص کو اپنا ہاتھ سانپ کے منہ میں ڈالنے اور اس سے زہر نکال کر اسے نگلنے کے لئے کہا جائے تو یہ اس کے حق میں بخیل کے سامنے دستِ سوال دراز کرنے سے آسان اور بہتر

ہے۔

میں دیکھا ہے کہ مہمان نے جب دنانیر لے لئے تو اسے عابد نے تقسیم کیا، عابد نے اپنے حصہ کو اپنے سر کے پاس ایک تھیلی میں رکھ چھوڑا، جب رات ہو چکی، تو مجھے خواہش ہوئی کہ میں ان دنانیر میں سے کچھ لے کر اسے اپنے بل میں واپس لے جاؤں، اس طرح میرے طاقت وقوت میں اضافہ ہوسکتا ہے، اور اس کی وجہ سے پھر کچھ میرے دوست ہوجائیں، میں عابد کے پاس گیا تو وہ سویا ہوا تھا، میں اس کے سرہانے گیا، تو دیکھا کہ وہاں مہمان ہے، اس کے ہاتھ میں لاٹھی ہے، اس نے میرے سر پر زوردار چوٹ ماری، میں اپنی بل میں بھاگ آیا، پھر جب میری تکلیف اور درد ختم ہو گیا، تو حرص اور لالچ پھر میرے اندر انگڑائی لینے لگی، پھر میں پہلے ہی کی طرح لالچ میں چل پڑا، مہمان اس وقت بھی میری نگرانی کرر ہا تھا، پھر اس نے مجھے ایسی مار ماری کہ میرا خون بہہ گیا، میں پیٹ اور پیٹھ کے بل الٹ پلٹ کرتے ہوئے اپنی بل تک پہونچا، پھر میں بیہوش ہو کر گر پڑا، مجھے اس قدر تکلیف ہوئی جس نے میرے اندر مال ودولت سے بغض اور دشمنی پیدا کر دی، جہاں کہیں میرے سامنے مال کا ذکر آتا ہے تو محض اس کے ذکر کی وجہ سے مجھ پر ہیبت ورعب طاری ہوجاتا ہے، پھر میں نے پچھلی باتیں یاد کی تو مجھے یہ پتہ چلا کہ دنیا میں مصائب اور پریشانیاں، حرص وہوس اور لالچ کی وجہ سے آتے ہیں، دنیا دار ہمیشہ مصیبت، تکلیف، تھکاوٹ میں ہی گرفتار رہتا ہے، میں نے یہ بھی محسوس کیا کہ دنیا کو حاصل کرنے کے لئے دور دراز کے اسفار کی مصیبت کو برداشت کرنا یہ میرے لئے کسی سخی کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے آسان ہے، میں نے رضا بالقضا سے بہتر کوئی چیز نہیں دیکھی ہے، پھر میں بھی راضی اور قانع ہوگیا اور عابد کے گھر سے جنگل کی جانب منتقل ہو گیا، ایک کبوتر سے میری دوستی تھی، اس کی دوستی سے کوے کی دوستی بنی، پھر کوے نے تمہارے اور اس کے درمیان دوستی اور تعلق کا ذکر کیا، پھر اس نے مجھے بتلایا کہ وہ تمہارے پاس آنا چاہتا ہے، میں نے بھی اس کے ساتھ آنے کی خواہش کی، عزلت اور تنہائی کو ٹھکرا دیا؛ چونکہ دنیا کی ہر خوشی دوستوں کی رفاقت اور مصاحبت سے بڑھ کر نہیں ہے، اور ان کی جدائیگی

اور علٰحد گی سے بڑا غم کوئی نہیں، میں نے تجربہ کی روشنی میں یہ جانا کہ عقلمند کے لئے یہ ضروری ہے کہ کفاف سے بڑھ کر اس قدر دنیا تلاش کرے کہ جس سے وہ دنیا کی تکالیف اپنے اوپر سے دور کر سکے، یعنی یہ تھوڑا سا کھانا پینا، جسم کی صحت اور خوشحالی اور فارغ البالی سمیت بہتر ہے؛ چونکہ اگر کسی شخص کو دنیا کی ساری چیزیں دی جائیں تو وہ اس کے تھوڑے سے حصہ سے ہی نفع حاصل کر سکے گا کہ جس سے وہ اپنی ضروریات پوری کر سکے تو میں اسی بات کے ساتھ، کوے کے ساتھ تمہاری طرف متوجہ ہوتا ہوں، میں تمہارا بھائی ہوں تم بھی مجھے ایسا ہی درجہ اور رتبہ دینا۔

جب چوہا اپنی بات ختم کر چکا تو کچھوے نے اس کی گفتگو کا نہایت ہی نفیس، شیریں اور رقت انگیز گفتگو کے ذریعہ جواب دیا، اور کہا: میں نے تمہاری گفتگو سنی، کیا ہی بہتر تمہاری بات ہے؛ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ چند بقیہ امور جو تمہارے دل میں ہیں اس کو ذکر کردوں، دیکھو! کلام کا حسن، حسن عمل کے ذریعے مکمل ہوتا ہے، جو مریض اپنے مرض کی دوا کا علم رکھتا ہے اور وہ اس دوا کو استعمال نہ کرے تو اسکا علم محض، کس کام کا، جب کہ اسے اپنی بیماری سے راحت اور چین ہی حاصل نہ ہو سکا، اپنی رائے اور فکر کا استعمال کرو، مال کی کمی پر غم نہ کرو، انسانیت پسند شخص بغیر مال کے بھی معزز اور محترم ہوتا ہے، اس شیر کی طرح جس سے اس کے اپنے کچھاڑ میں ہونے کے باوجود خوف کیا جاتا ہے، اس کتے کے مانند جو سونے کے ہار اور پائیل پہن لینے کے باوجود اس کا کچھ اعتبار ہی نہیں کیا جاتا، تم اپنی محتاجی، مفلسی کو بڑی تصور نہ کرو؛ چونکہ عقلمند غریب نہیں ہوتا، شیر کی طرح جہاں بھی وہ ہوتا ہے تو اپنی قوت وطاقت سمیت ہوتا ہے، لہٰذا تم اپنی ذات کی نگرانی کرو، اگر تم اس طرح کروگے تو بھلائیاں خود تمہاری تلاش میں تمہارے پاس آئیں گی، جیسے پانی نیچی ڈھلوان جگہ کو خود تلاش کر لیتا ہے، شرافت وفضلیت تو پختہ کار، اور امور کی گہرائیوں کو جاننے والے، بصیرت مند شخص کو ہی حاصل ہوتی ہیں، رہا سست کاہل، متردد شخص تو اس کے لئے کوئی شرافت وفضیلت حاصل نہیں ہوتی، چند چیزوں کے حوالے سے یہ کہا جاتا ہے اس کو ثبات اور بقا نہیں ہوتا: گرمی میں بادل کے سائے کو، بدمعاشوں اور کمینوں کی دوستی کو

،بغیر بنیاد کی تعبیر کو، دولت کو،عقلمند مال کی کمی پر غم نہیں کرتا،عقلمند کا مال تو اس کی عقل ودانائی اوراس کے اعمالِ صالحہ ہوتے ہیں، چونکہ اسے یہ یقین ہوتا ہے کہ اس کے اعمال اس سے نہ چھین لئے جائیں گے اور نہ ہی اس کے انجام دیئے اعمال پر اس کا مواخذہ ہوگا، اسے اپنے آخرت کے معاملے سے بھی غافل نہیں ہونا چاہئے؛ چونکہ موت تو بالکل اچانک آجاتی ہے، اس کا کوئی متعین وقت نہیں ہوتا، جو علوم تمہارے پاس ہیں اس کے مقابل تمہیں میری نصیحت کی کوئی ضرورت نہیں، لیکن میں نے سونچا کہ ہماری جانب سے جو تمہارے لئے جو حق ہے اس کو پورا کیا جائے، چونکہ تم ہمارے بھائی ہو، اور جو کچھ نصیحت وخیر خواہی ہوگی، وہ تم پر صرف کی جائے گی۔

جب کوے نے چوہے سے کچھوے کی گفتگو، اس کا جواب اور چوہے کے ساتھ اس کے نرم برتاؤ کو سنا تو بہت خوش ہوا، اس نے کہا: تم نے مجھے خوش کردیا، اور مجھ پر انعام واکرام کیا، جس طرح تم نے مجھے خوش کردیا ہے ویسے ہی تم کو بھی خوش ہونا چاہئے، دنیا میں سب سے زیادہ مسرت وشادمانی کا حق اس شخص کو ہے جس کے گھر کی چہار دیواری اس کے نیک ساتھیوں دوستوں سے آباد رہتی ہو، اس کے پاس انہیں میں سے ہمیشہ ایک جماعت ایسی رہتی ہے جو انہیں خوش رکھتی ہے اور یہ اسے خوش رکھتے ہیں، ان کی عدم موجودگی اور غیر حاضری میں ان کے امور اور ضروریات کی نگرانی کرتی ہے؛ چونکہ جب کوئی شریف ٹھوکر کھا جاتا ہے تو ایک شریف شخص ہی اس کے ہاتھ کو تھامتا ہے، جیسے ہاتھی جب کیچڑ میں دھنستا ہے تو ہاتھی ہی اسے نکالتا ہے۔

اسی دوران کے جب کوا محو گفتگو تھا ان کی جانب ایک ہرن دوڑ کر آتے ہوئے دکھا ئی دیا، اس سے کچھوا ڈر گیا، اور پانی میں گھس گیا، چوہا اپنی بل میں چلا گیا، اور کوا اڑ کر ایک درخت پر جا بیٹھا، پھر کوا چکر لگا کر دیکھنے لگا کہ: کیا کوئی ہرن کا پیچھا کر رہا ہے؟ اس نے ہر طرف دیکھا تو اسے کچھ نظر نہ آیا، اس نے چوہے اور کچھوے کو آواز دی تو دونوں بھی باہر نکل آئے، کچھوے نے جب ہرن کو پانی کی جانب نظر کرے ہوئے دیکھا تو اس سے کہا: اگر تمہیں پیاس لگ رہی ہو تو پانی پی لو، خوف نہ کرو، چونکہ تم پر کسی قسم کا خوف نہیں ہے

، ہرن قریب آیا تو کچھوے نے اسے مبارک بادی دی اور اسے سلام کیا، اور اسے کہا: تم کہاں سے آئی ہو؟ اس نے کہا: میں انھیں جنگلوں میں بائیں جانب سے دائیں جانب گذر رہی تھی، مجھے تیرانداز ایک جگہ سے دوسری جگہ بھگائے لے جا رہے تھے کہ مجھے ایک شخص نظر آیا، میں نے سمجھا کہ یہ شکاری ہے، کچھوے نے کہا: ڈر نہ کرو، ہم نے یہاں کوئی شکاری نہیں دیکھا ہے، ہم اپنی محبت اور اپنی جگہ کو تم پر قربان کرتے ہیں، پانی اور چارہ بھی ہمارے پاس بہت زیادہ ہے، لہٰذا ہمارے ہی ساتھ رہ جاؤ، ہرن انھیں کے ساتھ رہنے لگا، ان کا ایک سائبان تھا جہاں یہ تمام اکٹھا ہوتے، اور آپس میں گفتگو کرتے۔

ایک مرتبہ کوا، چوہا، اور کچھوا سائبان ہی میں تھے کہ ہرن غائب ہو گیا، انہوں نے تھوڑی دیر اس کا انتظار کیا تو وہ نہیں آیا، جب کافی دیر ہو گئی تو انھیں یہ اندیشہ ہوا کہ ہوسکتا ہے اسے کوئی تکلیف پہونچی ہے چوہے، کچھوے نے کوے سے کہا: دیکھو: ہمارے قریب کچھ نظر آ رہا ہے کیا ہے؟ کوے نے آسمان میں چکر لگائی، تو دیکھا کہ ہرن جال میں جکڑا ہوا ہے، وہ جلدی سے نیچے اتر گیا، اور انھیں اس کی خبر دی، کچھوے اور کوے نے چوہے سے کہا: اس معاملے میں تم سے ہی امید کی جاسکتی ہے، لہٰذا تم اپنے بھائی کی مدد کرو، چوہا فوراً دوڑ پڑا، ہرن کے پاس آیا، اس سے کہا: تم اس مصیبت میں کیسے پھنس گئیں، حالانکہ تم نہایت ذہین فطین ہو، ہرن نے کہا: کیا دانائی تقدیری فیصلوں کے مقابل بھی کچھ کام آتی ہے؟ وہ اس طرح محوِ گفتگو تھے کہ وہاں کچھوا بھی آ پہونچا، اس سے ہرن نے کہا: تمہارے یہاں آنے کا کیا فائدہ، چونکہ شکاری یہاں آ جائے گا، اور چوہا رسیوں کو کاٹ چکا ہوگا، تو میں دوڑ کر چلی جاؤں گی، چوہے کے لئے بہت سارے پتھر ہیں، کوا اڑ جائے گا، تم بھاری بھر کم ہو، تم نہ دوڑ سکتی ہو اور نہ حرکت کرسکتی ہو، مجھے تم پر شکاری کا ڈر ہے، اس نے کہا: دوستوں کی جدائیگی کی بعد زندگی ہی نہیں ہوگی، اگر کوئی دوست کسی دوست سے جدا ہو جاتا ہے تو اس کا دل لٹ جاتا ہے، اس کی خوشیاں کافور ہو جاتی ہیں، اس کی آنکھوں پر اندھیرا چھا جاتا ہے، وہ دونوں اپنی بات ختم بھی نہیں کر پائے تھے کہ شکاری آ پہونچا، اس وقت تک چوہا جال کاٹ چکا تھا، ہرن خود سے بچ نکلا، کوا آسمان میں چکر

کاٹتے ہوئے اڑ گیا، چوہا کسی بل میں چلا گیا، کچھوا وہاں رہ گیا، شکاری قریب آیا، اس نے اپنے جال کو کٹا ہوا پایا، اس نے دائیں بائیں دیکھا، اسے کچھوا رینگتے ہوئے نظر آیا، اس نے اسے لے کر رسی میں باندھ دیا، کوا، چوہا اور ہرن بہت جلد اکٹھے ہو گئے، انہوں نے دیکھا کہ شکاری کچھوے کو باندھ دیا ہے، ان کا غم وافسوس بڑھ گیا، چوہے نے کہا: ہم ایک مصیبت کی گھاٹی کیا طئے کر لیتے ہیں کہ اس سے مشکل گھاٹی میں آجاتے ہیں، جس نے یہ کہا ہے بالکل سچ ہے: انسان جب تک ٹھوکر نہ کھائے مسلسل ترقی کی جانب گامزن رہتا ہے، پھر وہ ایک مرتبہ ٹھوکر کھاتا ہے تو پھر سپاٹ اور ہموار زمین پر چلنے میں بھی ٹھوکر کھاتا ہے، کچھوے پر خوف کرو جو بہترین دوست ہے جس کی دوستی کسی قسم کے بدلے کو حاصل کرنے کے لئے نہیں ہے، یہ شرافت وکرامت کی دوستی ہے، یہ دوستی باپ کی اپنی اولاد کی دوستی سے بڑھ کر ہے، یہ ایسی دوستی ہے جو موت پر ہی ختم ہوسکتی ہے، تباہی ہو اس جسم کے لئے جو ہر وقت مبتلائے مصیبت رہتا ہے، جس پر ہر وقت مختلف احوال آتے رہتے ہیں، اس کے واسطے نہ کوئی چیز دائمی ہوتی ہے، اور نہ اسے ایک حالت پر قرار ہوتا ہے، جیسے طلوع ہونے والا ستارہ نہ ہمیشہ طلوع ہوا رہتا ہے اور نہ غروب ہونے والا ہمیشہ غروب ہوا رہتا ہے؛ لیکن طلوع ہونے والا غروب ہوتا رہتا ہے اور غروب ہونے والا طلوع ہوتا رہتا ہے، جیسے زخموں کی تکالیف اور اس کا درست ہو کر خراب ہوجانا، اس کی بھی یہی صورتحال ہوتی ہے، جس کے دوست اکٹھے ہونے کے بعد جدا ہو جائیں ہرن اور کوے نے چوہے سے کہا: تمہارا کچھوے کے لئے خوف کرنا اور تمہاری گفتگو گرچہ وہ نہایت بلیغ ہے، لیکن یہ کچھوے کے لئے کچھ سودمند نہیں ہوسکتی، یہ ایسے ہے جیسے کہا جاتا ہے: لوگ مصیبت کے وقت آزمائے جاتے ہیں چوہے نے کہا: میں سمجھتا ہوں کہ یوں تدبیر کی جائے کہ: اے ہرن! تم شکاری کے سامنے زخم خوردہ کے مانند گر جاؤ، کوا تمہارے اوپر بیٹھ کر تم کو کھانے کا مظاہرہ کرے گا، میں دوڑ کر شکاری کے قریب ہو جاؤں گا اور اس بات کا انتظار کروں گا کہ شاید وہ اپنے ساتھ سارے سازوسامان چھوڑ دے، اور کچھوے کو بھی رکھ دے، اور تمہاری لالچ میں اور تم کو حاصل کرنے کی امید میں وہ تمہارے پاس

چلا آئے، جب وہ تمہارے پاس آجائے توتم وہاں سے ہلکا سا بھاگ جانا، اس طرح پر کہ اس کی امید تم سے نہ ٹوٹنے پائے، اس کے بعد یکے بعد دیگرے پکڑنے کی قدرت دیتے رہنا، ایسے ہی ہم سے کافی دور چلے جانا، جس قدر ہو سکے اسی جانب آگے بڑھتے رہنا، مجھے امید ہے کہ شکاری اسی وقت واپس ہوگا جب تک میں کچھوے کی رسیاں کاٹ چکا ہوں گا، اور اسے بچا چکا ہوں گا، کوے اور ہرن نے چوہے کے کہنے کے مطابق کاروائی کی، شکاری ان کا پیچھا کرتا رہا، ہرن اسے دوڑا کر چوہے اور کچھوے سے بہت دور چلا گیا، چوہا اسے کاٹتا رہا، یہاں تک کہ وہ اس سے فارغ ہوگیا، اور کچھوا اس سے چھٹکارا پا گیا، شکاری تھکا ماندہ واپس ہوگیا، اپنی رسی کو کٹی ہوئی پایا، اس نے لنگڑے ہرن کے بارے میں غور کیا، تو اسے یوں لگا اس کی عقل وسمجھ میں کچھ فتور آگیا ہے، اس نے ہرن اور کوے کے اس کو کھانے کے مظاہرے اور اس کے جال کے کٹ جانے کے بارے میں سوچا تو اسے یہاں کی زمین سے وحشت ہونے لگی، اس نے کہا: یہ جنوں یا جادوگروں کی زمین معلوم ہوتی ہے، وہ وہاں سے بغیر کسی چیز کو حاصل کئے واپس ہوگیا، کوا، ہرن، چوہا اور کچھوا پہلے سے زیادہ صحیح سالم، امن وامان کے ساتھ مجتمع ہوئے۔

جب یہ مخلوق اپنے کوتاہ قد اور کمزوری کے باوجود یکے بعد دیگرے اپنی محبت ومودت خلوص، اپنی دلی چاہت کی برقراری اور امداد باہمی کے ذریعے قوت حاصل کر سکتی ہے، تو وہ انسان جسے عقل وفہم کی نعمت سے نوازا گیا، بھلائی وبرائی کی راہ دکھائی گئی، معرفت وامتیاز کی قوت فراہم کی گئی اسے بدرجہ اولی اتحاد واتفاق کا مظاہرہ کرنا چاہئے، یہ اخوان الصفا (خالص دوستوں) اور انکی باہم رفاقت واتحاد کی مثال ہے۔

الو اور کوّے

دبشلیم بادشاہ نے بیدبا فیلسوف سے کہا: میں نے اخوان الصفا اور ان کے آپس کے تعاون واتحاد کے بارے میں سنا ہے، مجھے اس دشمن کی مثال بتلایئے جس سے دھوکا نہیں کھانا چاہئے، گرچہ وہ عاجزی وانکساری اور خوشامدی اور چاپلوسی کا مظاہرہ کیوں نہ کرے، فیلسوف نے کہا: جو شخص اس دشمن سے وجو ہمیشہ دشمن ہی رہتا ہے دھوکہ کھاتا ہے اسے انھیں چیزوں سے دوچار ہونا پڑتا ہے جن چیزوں سے الوکوؤں کی طرف سے دوچار ہوئے، بادشاہ نے کہا یہ کیسے ہوا؟۔

بیدبا نے کہا: یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ کسی پہاڑی علاقے میں ایک بڑا درخت تھا، اس میں ایک ہزار کوؤں کے گھونسلے تھے، ان ہی میں ایک کوا ان کا سردار دتھا، اسی درخت کے پاس ایک غار تھا جس میں ایک ہزار الو رہا کرتے تھے، ان کا بھی انھیں میں ایک الو سردار تھا، الوؤں کے بادشاہ کا وہاں سے آنا جانا ہوتا تھا، اس کے دل میں کوؤں کے بادشاہ سے دشمنی تھی، خود کوؤں اور ان کے بادشاہوں کو ان سے ایسے ہی دشمنی تھی، الوؤں کے بادشاہ نے اپنے لشکر کے ساتھ کوؤں کے گھونسلوں پر حملہ کر دیا، ان میں بہت سارے قتل ہو گئے اور بڑی تعداد قید کر لی گئی، یہ دھاوا رات میں کیا گیا، صبح کوّے اپنے بادشاہ کے یہاں اکٹھے ہوئے، اور اس سے کہا: رات الوؤں کے بادشاہ سے جو زخم ہمیں پہونچے وہ آپ جانتے ہی ہیں، ہم میں سے کوئی ایسا نہیں جو یا تو قتل نہ ہوا ہو، یا زخمی نہ ہوا ہو یا اس کے پر نہ ٹوٹے ہوں، یا اس کے پر ہی نہ اکھڑ گئے ہوں، اور یا اس کی دم ہی چٹ نہ ہو گئی ہو، ہمیں ان کی جانب سے سب سے بڑا نقصان وہ چیز درپیش ہوئی ہے وہ ان کی جرأت وہمت اور ان کا ہمارے ٹھکانوں کی اطلاع ہے، ہم آپ سے وابستہ ہیں، بادشاہ سلامت

آپ ہی ہمیں اس بارے میں رائے دیں، آپ اس بارے میں ہمارے لئے اور خود اپنے لئے بھی غور وخوض کیجئے، پانچ کوے ان میں سے درست رائے میں مشہور تھے، تمام معمولات میں ان ہی سے مدد لی جاتی تھی، احوال کی باگ دوڑ انہیں کے ہاتھوں سپرد کی جاتی تھی، بادشاہ بے شمار امور میں ان سے مشاورت کیا کرتا تھا، مصائب وحادثات میں انہیں کی رائے لیا کرتا تھا۔

بادشاہ نے ان پانچوں میں سے پہلے شخص سے کہا: اس بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ اس نے کہا: میری رائے وہی ہے جو ہم سے پہلے علماء نے کہی ہے؛ چونکہ وہ یوں کہتے ہیں، سخت دشمن کے مقابلے بھاگنے کے سوا کوئی تدبیر نہیں ہے، بادشاہ نے دوسرے سے کہا: تمہاری اس بارے میں کیا رائے ہے؟ میری رائے یہاں سے نکل جانے کی ہے، بادشاہ نے کہا: میں تم دونوں کی رائے درست نہیں سمجھتا کہ ہم اپنے وطن سے کوچ کر جائیں اور اپنے دشمن کی جانب سے پہونچنے والی پہلی ہی مصیبت میں ہم اپنے علاقہ کو خالی کردیں، یہ ہمارے لئے مناسب نہیں ہے، لیکن ہم اپنی طاقت مجتمع کریں گے اور اپنے دشمن کے لئے تباہی مچائیں گے، اپنے اور اپنے دشمن کے درمیان جنگ کی آگ بھڑکائیں گے، اگر دھوکہ دہی سے وہ ہم پر چڑھ آئیں تو ہم اس کی نگہداشت کریں گے اور پوری تیاری کے ساتھ انکے ساتھ بھڑ جائیں گے، بغیر کسی واپسی اور بغیر کسی رکاوٹ کے ان سے زبردست قتال کریں گے۔

ہمارے سارے بازو دشمنوں کے بازوں سے بھڑ جائیں گے، ہم اپنے قلعوں سے دشمنوں کا بچاؤ اور دفاع کریں گے، کبھی تو بردباری، نرمی سے اور کبھی تو سختی اور شدت سے، جیسے لمحات ومواقع میسر آئیں ویسا ہی کریں گے اور ہم اپنے دشمن کو اپنے سے پھیر دیں گے۔

پھر بادشاہ نے تیسرے سے کہا: تمہاری کیا رائے ہے؟ اس نے کہا: میری بھی ان دونوں کی رائے ہے، لیکن ہم جاسوسوں کو بھیجیں گے، خفیہ کارندوں کو روانہ کریں گے، ہم ہمارے اور دشمن کے درمیانی احوال کو معلوم کرنے کے ہراول دستہ (مقدمہ الجیش) کو

روانہ کریں گے، ہم یہ معلوم کریں گے کہ وہ ہم سے صلح چاہتے ہیں؟ یا ہم سے ان کا لڑائی کا ارادہ ہے؟ اگر ہم کو ان میں مال کی طمع اور حرص دکھائی دے تو ہم ان کو خراج کی ادائیگی سے انکار نہیں کریں جسے ہم ہر سال اپنی جانوں کی حفاظت کے لئے ادا کریں گے، اور ہم اپنی سرزمین میں اطمینان وسکون سے رہیں گے؛ چونکہ بادشاہوں کا یہ کہنا ہے کہ دشمن کی طاقت زیادہ ہو تو وہ اپنے جانوں اور اپنے ملک کے لئے خوف کریں اور مال کو اپنے ملک، بادشاہ اور رعایا کے لئے ڈھال بنائیں۔

بادشاہ نے چوتھے سے کہا: اس مصالحت کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ اس نے کہا: میں اس رائے کو درست نہیں سمجھتا، بلکہ ہم اپنے وطنوں کو چھوڑ دیں، اجنبیت، غربت، تنگیٔ معیشت کی زندگی گذاریں یہ ہمارے لئے اس سے بہتر ہے کہ اپنے حسب ونسب کو ضائع کردیں، اور اس دشمن کے سامنے جس سے ہم زیادہ باعزت اور محترم ہیں، سرنگوں ہوں؛ چونکہ ہم الوؤں کو مصالحت کی پیشکش کریں گے بھی تو وہ تو ہم سے اس پر بغیر زیادتی کے راضی نہ ہوں گے، حکم وامثال میں یوں کہا جاتا ہے: تم اپنے دشمن سے اس قدر قربت رکھو جس سے اپنی ضرورت پوری کرسکو، اس بالکل قریب تر ہو جاؤ، وہ تم پر جری ہو جائے گا، جس سے تمہارا لشکر کمزور پڑ جائے گا اور تم اپنے آپ کو ذلیل وحقیر سمجھنے لگو گے، اس کی مثال اس لکڑی کی سی ہے جو دھوپ میں گاڑی گئی ہو، اگر تم اسے تھوڑا جھکا دو تو اس کا سایہ بڑھ جائے گا اگر تم اسے بہت زیادہ جھکا دو گے تو سایہ گھٹ جائے گا، ہمارا دشمن ہماری ذلت وپستی کے ساتھ ہماری قربت نہیں چاہے گا، یہ ہماری رائے ہے آپ جنگ اور قتال بھی کرسکتے ہیں۔

بادشاہ نے پانچویں سے کہا: تم کیا کہتے ہو؟ تمہاری کیا رائے ہے؟ کیا تم لڑنا چاہتے ہو یا صلح کرنا؟ یا جلاوطنی کو پسند کرتے ہو، اس نے کہا: رہی جنگ تو انسان کے لئے اس سے جنگ کرنے کی کوئی راہ نہیں جو اس سے زیادہ طاقتور ہو، یوں کہا جاتا ہے کہ: جو شخص اپنے آپ کو اور اپنے دشمن کو نہیں جانتا، اور اس سے قتال کرتا ہے، جس سے قتال کی طاقت نہیں رکھتا، وہ شخص اپنے آپ کو ہلاکت وبربادی کے حوالے کردیتا ہے، حالانکہ عقلمند

دشمن کو چھوٹا نہیں سمجھتا؛ چونکہ جو شخص دشمن کو چھوٹا سمجھتا ہے، وہ اس سے دھوکہ کھا جاتا ہے، اور جو شخص اپنے دشمن سے دھوکہ کھا جاتا ہے وہ اس سے بچ نہیں سکتا، مجھے تو الوؤں سے بہت ڈر لگتا ہے، اگر ہم ان سے قتال سے رکتے ہیں، تو میں ان سے پہلے بھی ڈرا کرتا تھا، چونکہ پختہ رائے شخص اپنے دشمن سے کسی بھی حال میں مامون نہیں رہتا، اگر وہ اس سے دوری پر ہو تو اس کے حملہ آور ہونے کا اندیشہ تو رہتا ہی ہے، اگر وہ اس سے قریب ہو تو اس کے جھپٹ پڑنے کا اندیشہ ہوتا ہے، اور اگر وہ اکیلا ہو تو اس کے مکر وفریب اور دھوکہ دہی سے تو مامون نہیں رہا جا سکتا، پختہ اور عقل مند شخص وہ ہے جو جنگ کو اس کے اخراجات کی وجہ سے پسند نہیں کرتا؛ چونکہ جنگ کے علاوہ دیگر صورتوں میں مال اور قول وعمل کی توانائی اور خرچ آتا ہے، اور قتال میں جانوں اور جسموں کو پیش کرنا ہوتا ہے، الوؤں سے قتال کی آپ کی رائے نہیں ہونا چاہیئے، چونکہ بادشاہ سلامت! جو شخص اس سے قتال کرتا ہے جس سے لڑنے کی طاقت وقدرت وہ نہیں رکھتا، تو وہ اپنے آپ کو دھوکہ دیتا ہے، اگر بادشاہ رازوں کا بھیدی، وزراء کا چنیدہ، لوگوں کی نگاہ میں رعب دار، اور ان پر غلبہ ہی نہ پا سکتا ہو، کچھ اور بھلائی بھی اسے عنایت کی گئی ہے اس سے نہ چھین لی جائے، بادشاہ سلامت آپ ایسے ہی ہیں، آپ نے مجھ سے ایک معاملہ میں مشورہ طلب کیا ہے، اس سوال کے لئے میرے جواب کا بعض حصہ ظاہر وباہر ہے اور بعض حصہ راز کے قبیل سے ہے، رازوں کے بھی مراتب اور درجات ہوتے ہیں، بعض راز ایسے ہوتے ہیں، جس میں ایک بڑی جماعت شامل ہوتی ہے، بعض راز میں چند لوگ مشترک ہوتے ہیں، بعض راز صرف دو آدمیوں کے درمیان دائر ہوتے ہیں، میں اس راز کے رتبہ کے اعتبار سے یوں سمجھتا ہوں کہ اس میں صرف چار کان اور دو زبان شامل ہوں، بادشاہ فوراً وہاں سے اٹھا، اور اسے تنہائی میں لے گیا، اور اس سے مشورہ طلب کیا، بادشاہ نے سب سے پہلی بات اس سے پوچھی تو اس نے یہ کہا کہ: کیا تم یہ جانتے ہو کہ ہمارے اور الوؤں کے درمیان دشمنی کی شروعات کہاں سے ہوئی؟ اس نے کہا: ہاں کوے کی محض ایک بات کی وجہ سے بادشاہ نے کہا: یہ کیسے؟۔

کوے نے کہا: یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ آبی پرندوں کا ایک جھنڈ ان کا کوئی بادشاہ نہیں تھا، انہوں نے الوؤں کے سردار کو اپنا بڑا بنانا طئے کیا، ابھی وہ اپنی اس مجلس میں تھے کہ وہاں ایک کوا آ پہنچا، انہوں نے کہا: اگر یہ کوا ہمارے پاس آتا تو ہم اس سے اپنے معاملے میں مشورہ کرتے ابھی وہ یہ کہہ ہی رہے تھے کہ ان کے پاس کوا آ پہنچا، انہوں نے اس سے مشورہ طلب کیا، اس نے کہا: اگر تمام علاقوں سے پرندے نابود ہو جائیں، مور، بطخ، شتر مرغ اور کبوتر پوری دنیا سے ناپید ہو جائیں تو تم اس وقت اس بات کے لئے مجبور سمجھے جاؤ گے کہ تم اپنے اوپر اس بدصورت، بدخلق، کم عقل، سخت غصہ آور، بے رحم کو اس کے اندھے پن اور دن کے وقت بصارت کی کمی کے ساتھ اسے بادشاہ بناتے ہو، مگر یہ کہ تمہارے یہ رائے ہو کہ تم اس کو بادشاہ بنالو اور اپنے امور و معاملات میں اس کے بغیر خود ہی اپنی رائے اور عقل سے غور و خوض کرو، جیسے اس خرگوش نے جس نے چاند کو اپنا بادشاہ باور کیا تھا اور پھر اپنی رائے پر عمل پیرا ہوا تھا، پرندے نے کہا: یہ کیسے ہوا؟۔

کوّے نے کہا: یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک ہاتھیوں کی سرزمین پر قحط پڑ گیا، خشک سالی آ گئی، پانی کم ہو گیا، چشمے جذب ہو گئے، پودے مرجھا گئے، وہاں کے درخت سوکھ گئے، ہاتھیوں کو بہت سخت پیاس لگ گئی: انہوں نے اس کی اپنے بادشاہ کو شکایت کی، بادشاہ نے اپنے ایلچیوں اور سقاؤں کو ہر جگہ پانی کی تلاش میں بھیج دیا، کسی ایلچی نے اس کے پاس واپس آ کر یہ بتلایا کہ فلاں جگہ ایک چشمہ ہے جسے ''چاند کا چشمہ'' کہا جاتا ہے، اس میں بہت زیادہ پانی ہے، چنانچہ ہاتھیوں کا بادشاہ اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ اس چشمے کے جانب چل پڑا تا کہ وہ خود بھی اور اس کی اہلیہ اس چشمے سے پانی پی لیں، وہ چشمہ خرگوشوں کے علاقہ میں تھا، ہاتھیوں نے خرگوشوں کے بھٹ اور کچھاڑوں کو روند دیا، انہوں نے بے شمار خرگوشوں کو ہلاک کر دیا، تمام خرگوش اپنے بادشاہ کے پاس اکٹھے ہوئے، اور اس سے کہا: ان ہاتھیوں کی وجہ سے جن مصائب سے ہم دوچار ہوئے ہیں اسے تو آپ جانتے ہی ہیں، بادشاہ نے کہا: تم میں ہر صاحب رائے یہاں آئے، فیروز نامی ایک خرگوش آگے بڑھا، بادشاہ کو اس کی اصابت رائے اور اخلاق و آداب کا علم

تھا، اس نے کہا: اگر بادشاہ چاہیں تو مجھے ہاتھیوں کے پاس بھیج دیں، میرے ساتھ ایک سکریٹری کو بھیج دیں، تاکہ وہ میری باتوں کو سنیں اور دیکھیں اور اسے بادشاہ کو آکر بتلائے، اس سے بادشاہ نے کہا: تم خود امانت دار، وفادار ہو، ہم تمہاری بات کو بخوشی تسلیم کرلیں گے، تم ہاتھیوں کے پاس چلے جاؤ، دیکھو! پیغام رساں اور ایلچی اپنی رائے، عقل، نرمی، برتاؤ، فضیلت کے ذریعے بھیجنے والے کی عقلمندی اور دانائی کا پتہ دیتا ہے، تم نرمی، وقار، بردباری، انکساری کو اختیار کرنا؛ چونکہ پیغام رساں ہی، نرمی، نرم روئی اختیار کرتا ہے تو اس سے دلوں کو نرم کردیتا ہے، اور اگر حماقت کرتا ہے تو دلوں کو سخت اور کھردرا کردیتا ہے، پھر خرگوش چاندنی رات میں چل پڑا، اور ہاتھیوں کے پاس پہنچ گیا، اس نے ان کے پیروں سے روند دینے اور قتل کردینے کے اندیشے سے ان کے قریب جانا مناسب نہیں سمجھا ،گرچہ یہ کام وہ غیر شعوری طور پر ہی کیوں نہ کردیں، پھر وہ پہاڑ پر چڑھ گیا اور ہاتھیوں کے بادشاہ کو آواز دیا، اس سے کہا: مجھے چاند نے تمہارے پاس بھیجا ہے، اور پیغام رساں پہونچانے میں کسی قسم کی لعنت وملامت کا مستحق نہیں گردانا جاتا ہے، اگرچہ وہ سخت اور تیز وتند بات ہی کہہ دے، ہاتھیوں کے بادشاہ نے کہا: کیا پیغام ہے؟ اس نے کہا: وہ تم سے یوں کہتا ہے کہ: جو شخص کمزوروں کے مقابل اپنی قوت وطاقت کا اندازہ کرتا ہے تو وہ ان سے زیادہ طاقتوروں کے بارے میں کمزوروں پر قیاس کرکے دھوکہ کھا جاتا ہے، اور اس کی قوت وطاقت اس کے لئے وبال جان بن جاتی ہے، تم اپنی دوسرے جانوروں کے مقابلے قوت وطاقت کی زیادتی کا ادراک رکھتے ہو، اسی نے تمہیں دھوکہ میں ڈال دیا ہے، لہٰذا تم نے میرے نام سے موسوم چشمہ کا رخ کیا، اس سے پانی پی کر اسے گدلا کردیا، اس نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے کہ تم دوبارہ ایسی حرکت نہ کرو، اگر تمہیں میرے اس پیغام کے حوالے سے شک وشبہ ہے تو ابھی اس چشمہ کے پاس آؤ، میں تمہارے ساتھ وہاں چلتا ہوں، ہاتھیوں کے بادشاہ کو خرگوش کی بات سے بہت حیرت ہوئی ،وہ ایلچی فیروز کے ساتھ چشمے کی جانب چل پڑا، جب ہاتھی نے چشمہ دیکھا تو اسے وہاں اس کی پرچھائی نظر آئی، اس سے ایلچی فیروز نے کہا: تم اپنی سونڈ سے پانی لے کر اپنے چہرہ

کو دھوؤاور اور چاند کو سجدہ کرو، ہاتھی نے اپنا سونڈ پانی میں ڈالا، تو پانی کو حرکت ہوئی، اسے یوں لگا کہ چاند لرزنے لگا، اس نے کہا: بھائی چاند لرز کیوں رہا ہے؟ کیا وہ میرے پانی میں منہ ڈالنے سے غصہ میں آ گیا ہے؟ خرگوش فیروز نے کہا: ہاں! ہاتھی چاند کو دوسری بار سجدہ کیا، اور اپنے کئے سے توبہ کی، اور یہ قسم کھائی کہ وہ خود اور نہ دوسرے ہاتھی کبھی اس قسم کی حرکت کریں گے۔

کوے نے کہا: میں نے الوؤں کے بارے میں جو کچھ بتلایا ہے اس کے ساتھ ساتھ یہ مکار، چالاک دھوکے باز ہوتے ہیں، سب سے بدتر بادشاہ دھوکہ باز ہوتا ہے، جس شخص کو دھوکے باز بادشاہ اور اس کے مصاحبین سے واسطہ پڑتا ہے، اسے انھیں احوال سے دو چار ہونا پڑتا ہے جس سے خرگوش اور صفرد (بزدلی میں مشہور ایک پرندہ ہوتا ہے جو گوریا کے مشابہ ہوتا ہے) بلی کو حکم اور فیصل بنانے کی وجہ سے دو چار ہوئے، آبی پرندوں کے کہا یہ کیسے ہوا ہے؟۔

کوے نے کہا: میرے گھونسلے کے قریب ہی ایک درخت کی جڑ میں میرا ایک پڑوسی صِفرد نامی پرندہ رہتا تھا، اس کے میرے ساتھ گہرے تعلقات تھے، پھر میں نے اسے غیر موجود پایا، مجھے یہ پتہ نہیں چل سکا وہ کہاں غائب ہو گیا ہے؟ وہ ایک لمبی مدت تک غائب اور غیر موجود ہی رہا، پھر ایک خرگوش صفرد کی جگہ پر آ کر رہنے لگا، میں نے خرگوش سے جھگڑنا مناسب نہیں سمجھا، پھر ایک لمبی مدت یوں ہی گذر گئی، پھر ایک زمانے کے بعد صفرد واپس آ گیا، وہ اپنے گھر پہونچا تو وہاں خرگوش کو موجود پایا، صفرد نے خرگوش سے کہا: یہ تو میرا گھر ہے یہاں سے تم کہیں دوسری جگہ چلے جاؤ، خرگوش نے کہا: یہ گھر میرا ہے، اور میری ملکیت میں ہے، اور تم اس پر دعوی کرر ہے ہو، اگر اس گھر پر تمہارا کوئی حق ہے تو تم اس حق کو ثابت کرو، صفرد نے کہا: قاضی یہیں قریب میں رہتا ہے، چلو اس کے پاس چلتے ہیں، خرگوش نے کہا: کون قاضی؟ صفرد نے کہا: یہاں سمندر کے ساحل پر ایک عبادت گذار، روزہ دار، تہجد گذار، شب بیدار بلی رہتی ہے، جو کسی جانور کو تکلیف نہیں دیتی اور نہ کسی کا خون بہاتی ہے، اس کا گذارہ گھاس پھوس اور سمندر کی جھاگ ہوتی ہے، اگر تم

چاہوتو ہم اسی سے فیصلہ کرواتے ہیں،او راس کے فیصلے کو برضاء ورغبت تسلیم کر لیتے ہیں،خرگوش نے کہا: اگر وہ تمہارے کہنے کے مطابق ان اوصاف کی حامل ہے تو میں اس کی حامی بھرتا ہوں، وہ دونوں اس کے پاس چلے، میں بھی ان کے پیچھے عبادت گذار، روزہ دار کے فیصلے کو دیکھنے کے لئے چل پڑا، پھر وہ دونوں اس کے پاس گئے، جب بلی نے صفرد اور خرگوش کو اپنے پاس آتے دیکھا تو نماز پڑھنے کے لئے کھڑی ہوگئی اور نہایت خشوع وخضوع کا مظاہرہ کرنے لگی، وہ اس کی اس حالت کو دیکھ کر حیرت زدہ ہوگئے، پھر وہ ڈرتے ہوئے اس کے قریب پہونچے، ان دونوں نے اسے سلام کیا، اور اس سے ان کے درمیان فیصلہ کرنے کو کہا: بلی نے ان دونوں کو سارا واقعہ بتلانے کے لئے کہا، انہوں نے سارا واقعہ بتلا دیا، بلی نے ان دونوں سے کہا: میں بہت بوڑھی ہوچکی ہو اور میرے کان بوجھل ہوگئے ہیں، تم لوگ میرے قریب آجاؤ، اور اپنی بات کہو، وہ اس کے قریب ہوگئے ،اور اس سے ساری بات دوبارہ کہہ سنائی ، اور اس سے فیصلہ کرنے کا مطالبہ کیا، بلی نے کہا: میں تم دونوں کی بات سمجھ گئی، میں تم دونوں کے درمیان فیصلہ کرنے سے پہلے تمہیں کچھ نصیحت کرتی ہوں، میں تم دونوں کو اللہ سے ڈرنے کے لئے کہتی ہوں اور یہ کہتی ہوں کہ تم حق کا ہی مطالبہ کرو؛ چونکہ حق کا طلب گار ہی کامیاب وبامراد ہوتا ہے اگرچہ اس کے خلاف ہی فیصلہ کیوں نہ کردیا جائے ، غلط طریقے سے مطالبہ کرنے والا، گرچہ اس کے حق میں فیصلہ کیا جائے وہی مغلوب ومعتوب ہوتا ہے، دنیادار کے لئے اس کی دنیا میں سے کچھ حاصل نہیں ہوتا نہ مال نہ دوست سوائے اعمالِ صالحہ کے، جو اس نے کر رکھے ہیں، عقلمند کو چاہئے کہ وہ باقی رہنے والی چیز کو طلب کرے جس کا اسے کل فائدہ حاصل ہو، اس کے علاوہ دیگر دنیوی امور کے طلب اور کوشش میں اس کی ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا جائے، عقلمند کے یہاں مال کی حیثیت مٹی کے تودے کی ہوتی ہے......اور اس کے یہاں لوگوں کی حیثیت، وہ جوان کے حق میں بھلائی کو چاہتا ہے اور برائی کو ناپسند کرتا ہے اس میں اس کی حیثیت خود اس کی اپنی ذات کی سی ہوتی ہے، پھر بلی نے ان کو اس طرح کی مختلف چیزیں سناتی رہیں، یہاں تک کہ اس نے ان سے انس حاصل کرلیا اور وہ اس کی طرف

متوجہ رہے اوراس کے بالکل قریب ہو گئے، بلی نے ان پر جھپٹ کرانہیں قتل کر دیا۔

کوّے نے کہا: پھر یہ الو میرے بیان کردہ اوصاف کے ساتھ ہر قسم کے عیوب اپنے رکھتا ہے، لہٰذا الو کو بادشاہ بنانے کی رائے تمہاری نہیں ہونی چاہئے، جب ان آبی پرندوں نے کوے کی بات سنی تو وہ الو کو بادشاہ بنانے کے ارادہ سے باز آ گئے، وہاں ایک الو موجود تھا اس نے یہ تمام باتیں سنیں، اس نے کوے سے کہا: تم نے مجھے بہت زیادہ تکلیف پہونچائی، مجھے نہیں معلوم کہ مجھ سے تمہیں کوئی ایسی تکلیف پہونچی ہے کہ جس کی وجہ سے تم نے یہ کہا ہے، اس کے بعد تمہیں یہ معلوم ہونا چاہئے کہ کلہاڑی سے درخت کو کاٹا جاتا ہے تو پھر وہ دوبارہ اُگ آتا ہے، تلوار گوشت کو کاٹ دیتی ہے پھر وہ زخم بھر آتا ہے، لیکن زبان کا زخم مندمل نہیں ہوتا، اوراس کی کٹائی کا علاج نہیں کیا جا سکتا ہے، تیر کا پھل گوشت میں گھس جاتا ہے پھر اسے کھینچ لیا جاتا ہے تو وہ نکل جاتا ہے، تیر کا پھل کی طرح بول بھی ہوتے ہیں، جو دل تک پہونچ جاتے ہیں تو اسے کسی طرح نہیں نکالا جا سکتا، ہر جلتی ہوئی چیز کو بجھانے والی چیز ہوتی ہے، آگ کے لئے پانی، زہر کے لئے دوا، غم کے لئے صبر ہوتا ہے، کینے کی آگ کبھی نہیں بجھتی، اے کوّا! تم نے اپنے اور ہمارے درمیان کینہ، دشمنی اور بغض وحسد کا درخت بو دیا ہے۔

جب الو نے اپنی بات مکمل کر لی، غصہ میں وہاں سے چلا گیا، اس نے الوؤں کے بادشاہ سے وہاں ہونے والی ساری کاروائی اور کوے کی ہر بات کا ذکر کیا، پھر کوے کو اپنی اس زیادتی پر ندامت ہوئی، اور کہا: اللہ کی قسم میں نے اپنی اس گفتگو کے ذریعے منہ کھول کر اپنے اور اپنی قوم کے لئے دشمنی اور کینہ وحسد مول لیا ہے، کاش کہ میں ان آبی پرندوں کو ان کے احوال کی اطلاع دیا نہ ہوتا، اور نہ اس بارے میں انھیں کچھ بتایا ہوتا، حالانکہ دوسرے پرندوں نے مجھ سے زیادہ چیزیں دیکھی ہوں گی، اور انھیں مجھ سے زیادہ معلومات ہوں گی، وہ مجھ جیسی بات محض احتیاط کی وجہ سے نہیں کرتے ہوں گے اور وہ انجام کے ڈر سے ان چیزوں پر بھی نظر کرتے ہوں گے جس پر میں نظر نہیں کرتا، خاص طور پر اس وقت جب بات بری ہو، جس سے سننے والے اور کہنے والے کو تکلیف پہونچتی ہو

جس سے کینہ اور بغض پیدا ہوتا ہو، اس جیسی گفتگو کو گفتگو ہی نہیں کہا جا سکتا، لیکن اسے تیر کہا جائے گا، عقلمند کو اگر چہ اپنی قوت وفضیلت پر بھروسہ ہوتا ہے، لیکن اس کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ یہ چیز اسے اپنے خلاف کسی سے دشمنی مول لینے پر آمادہ کرے جیسے اگر اس کے پاس تریاق (زہر کی دوا) ہوتو اسے اپنی اس دوا پر بھروسہ کرکے زہر کو نہیں پینا چاہئے درست اعمال والا شخص، گرچہ آئندہ کے معاملات میں اس کی بات بالکل حقیر نظر آتی ہے، لیکن اس کی فضیلت وشرافت انجام اور آزمائش کے اعتبار سے بالکل ظاہر وباہر ہوتی ہے، اچھی بات کرنے والا (چرب زبان) گرچہ لوگ اس کے معاملات کے اوصاف کو بیان کرنے پر تعجب کرتے ہیں، لیکن اس کا انجام کار قابلِ تعریف نہیں ہوتا، میں نے وہ بات کہہ دی ہے جس کا انجام کار درست نہیں، کیا یہ میری بے وقوفی نہیں ہے کہ میں نے اس قدر بڑے معاملے بغیر کسی کے مشورہ کے گفتگو کرنے کی جرأت کی ہے؟ میں نے اس میں کسی کی رائے نہیں لی، جو شخص ذمہ داروں اور خیر خواہوں سے مشورہ نہیں کرتا، اور بغیر کسی غور وخوض کے اپنی رائے پر عمل کرتا ہے تو وہ ان امور پر راضی نہیں ہوسکتا، جو کمائی میں نے کی ہے، اور جس مصیبت میں مبتلا ہوا ہوں یہ مجھے بے نیاز نہیں کرسکتی، کوے نے اس جیسی باتوں سے اپنے آپ کی سرزش کی اور چلا گیا، ہمارے اور الوؤں کے درمیان دشمنی کی شروعات کے بارے میں جو تم نے پوچھا تھا وہ یہی ہے۔

رہی جنگ تو اس بارے میں میری رائے اور میری ناپسندگی کا آپ کو علم ہوگیا، میرے پاس لڑائی کے علاوہ بھی ایک رائے اور تدبیر ایسی ہے جس سے کشادگی ہوسکتی ہے، (انشاء اللہ) چونکہ بہت سے لوگ اپنے اعتبار سے تدبیر کرتے ہیں اور اپنے ارادے میں کامیاب ہوجاتے ہیں، اسی کے قبیل سے ان لوگوں کا واقعہ ہے جنھوں نے ایک عبادت گذار پر کامیابی حاصل کی اور اس کے مینڈھے کو لے کر چلتے بنے، بادشاہ نے کہا: یہ کیسے ہوا؟

کوے نے کہا: یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک عبادت گذار نے ایک موٹے سے مینڈھے کو قربانی کے لئے خریدا، وہ اسے پکڑ کر لے چلا، اسے ٹھگوں نے دیکھ لیا

انہوں نے آپس میں یہ سازش رچی کہ اس مینڈھے کو اس عابد سے لے لیں، ایک شخص اس کے سامنے آیا، اس سے کہا: بزرگ یہ آپ کے ساتھ کتا کیا ہے؟ پھر ایک دوسرا شخص اس کے سامنے آیا، اس نے اپنے ساتھی سے کہا: یہ بزرگ ہیں، بزرگ تو کتے لے کر نہیں چلتے، وہ بزرگ کو ایسے ہی کہتے رہے، اب ان کو کوئی شک نہیں رہا کہ وہ لے کر جا رہے ہیں، وہ کتا ہے، جس نے اس سے یہ بیچا ہے اس نے اس کے آنکھوں پر جادو کر دیا ہے، اس نے اسے اپنے ہاتھ سے چھوڑ دیا، ٹھگ اس کو لے کر چلتے بنے۔

میں نے یہ مثال اس لئے بیان کی ہے؛ چونکہ مجھے یہ امید ہے کہ ہم نرمی اور تدبیر کے ذریعے ہم اپنے مقصد وضرورت کو پالیں گے، میں یہ چاہتا ہوں کو بادشاہ سب کے سامنے میرے سر پر چونچ ماریں، میرے پر اور میری دم اکھاڑ دیں، پھر مجھے اس درخت کی جڑ میں پھینک دیں، بادشاہ اور اس کا سارا لاؤلشکر فلاں جگہ کوچ کر جائیں، مجھے یہ امید ہے کہ میں صبر کرلوں گا اور ان کے احوال ان کے قلعوں اور دروازوں کی معلومات حاصل کروں گا اور انھیں دھوکہ دیتا رہوں گا، میں تمہارے پاس آؤں گا تاکہ تم ان پر حملہ کرسکو اور (انشاء اللہ تعالیٰ) ان سے اپنے غرض وغایت پاسکوں۔

بادشاہ نے کہا: کیا تم اس کے لئے بخوشی تیار ہوں؟ اس نے کہا: ہاں! میرا دل اس کے لئے کیوں راضی نہیں ہوگا، حالانکہ اس میں بادشاہ اور اس کے لشکر کے لئے سب سے بڑی راحت ہے، بادشاہ نے کوے کی اس کے بتائے ہوئے انداز میں حالت بنادی، پھر وہ وہاں سے کوچ کر گیا، کوا کراہنے اور ہلکی ہلکی آوازیں نکالنے لگا، اس کی آواز کو الوؤں نے سنا اور اس کو کراہتے ہوئے دیکھا، انھوں نے اپنے بادشاہ کو اس کی اطلاع دی، اس نے اس سے پوچھنے کے لئے کہا: الو نے اس سے پوچھا: تم کون ہو؟ کوّے کہاں ہیں؟ کوے نے کہا: میرا نام فلاں ہے، جس بارے میں تم نے مجھ سے پوچھا ہے میں یہ سمجھتا ہوں تم یہ دیکھ چکے ہو کہ میری حالت ایسی ہے کہ میں اس راز کا علم نہیں رکھتا، الوؤں کے بادشاہ سے کہا گیا: یہ کوؤں کے بادشاہ کا وزیر ہے، اور صاحب الرائے شخص ہے، ہم اس سے یہ پوچھ لیتے ہیں کہ اس کے ساتھ یہ سلوک کیوں کیا گیا؟ کوے سے اس بارے

میں پوچھا گیا،تو اس نے بتایا: ہمارے بادشاہ نے ہماری جماعت سے تمہارے بارے میں پوچھا تھا، میں اس وقت وہاں موجود تھا،اس نے کہا: اے کوّو! تمہاری اس بارے میں کیا رائے ہے؟ میں نے کہا: اے بادشاہ سلامت! ہمارے اندر الوؤں سے لڑنے کی طاقت نہیں، اس لئے کہ وہ ہم سے بہت زیادہ طاقتور ہیں،اور ہم سے زیادہ مضبوط دل ہیں، میری رائے ہے کہ ہم ان سے صلح کرلیں، ہم اس کا جزیہ ادا کریں، اگر الو ہماری اس بات کو قبول کریں تو ٹھیک ورنہ ہم شہروں میں چلے جائیں گے اگر ہمارے اور الوؤں کے درمیان جنگ ہوجائے یہ ان کے حق میں بہتر اور ہمارے حق میں بدتر ہوگا،صلح یہ لڑائی سے بہتر ہے، میں نے انھیں جنگ سے باز رہنے کا حکم کیا، میں نے اس بارے میں مثالیں بیان کی، میں نے ان سے کہا طاقتور دشمن کا مقابلہ جس طرح اس کے سامنے سرنگوں ہوکر کیا جاسکتا ہے،اور کسی طرح نہیں کیا جاسکتا،کیا تم گھاس کو نہیں دیکھتے، وہ کیسے اپنے آپ کو آندھیوں کے حوالے کردیتا ہے،جدھر ہوا کا رخ ہوتا ہے اسی طرف اس کا میلان ہوتا ہے،انہوں نے اس بارے میں میری مخالفت کی، اور انہوں نے لڑائی کا ارادہ کیا،اور مجھ پر میری بات کی وجہ سے الزام تراشی کی، اور انہوں نے کہا کہ تم نے ہمارے خلاف الوؤں سے اتحاد کرلیا ہے،انہوں نے میری بات اور میری نصیحت کو ٹھکرادیا، اور انہوں نے مجھے یہ تکلیف دی، بادشاہ اور اس کے لشکر نے مجھے یہاں چھوڑ کر کوچ کرگئے، مجھے اس کے بعد ان کا پتہ نہیں۔

جب الوؤں کے بادشاہ نے کوے کی بات سنی تو اس نے اپنے بعض وزراء سے کہا: تم کوے کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ تمہاری اس کے بارے میں کیا رائے ہے؟ اس نے کہا: میری رائے تو اس کو قتل کرنے کی ہے؛ چونکہ یہ کوؤں میں بہترین شخص شمار ہوتا ہے، اس کا قتل ہی میں ہمارے لئے مصائب سے نجات ہے،اور اس کی گمشدگی بھی کوؤں کے لئے گراں گذرے گی، یوں کہا جاتا ہے کہ: جو شخص اس گھڑی کو پالیتا ہے جس میں کامیابی ہوسکتی ہے اور وہ اس وقت کے مناسبِ حال کام کو نہیں کرگذرتا تو وہ شخص دانا نہیں شمار ہوتا، جو شخص کسی بڑی کاروائی کو کرنا چاہتا ہے، پھر اسے اس پر قدرت حاصل ہوجاتی ہے، پھر وہ

اس سے غفلت برتتا ہے، تو وہ چیز اس سے چھوٹ جاتی ہے، پھر اس کو دوبارہ موقع نہیں مل پاتا، جو شخص اپنے دشمن کو کمزور پائے اور اس کو قتل نہ کردے، اس کے قوی اور طاقتور ہونے پر شرمندہ ہوگا اور اس کو اس پر قدرت حاصل نہ ہوسکی۔

بادشاہ نے دوسرے وزیر سے کہا: اس کوے کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ اس نے کہا: میری رائے یہ ہے کہ اسے قتل نہ کیا جائے؛ چونکہ وہ حقیر وذلیل دشمن جس کا کوئی مددگار نہیں، اسے باقی رکھا جانا، اس پر رحم کیا جانا اور اس سے درگذر کیا جانا چاہئے، خصوصاً سہا ہوا پناہ گزیں شخص، یہ امن دیئے جانے کا زیادہ مستحق ہوتا ہے۔

الوؤں کے بادشاہ نے اپنے وزیروں میں سے ایک دوسرے وزیر سے کہا: تم کوے کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ اس نے کہا: میری رائے ہے کہ اسے یوں ہی رہنے دیا جائے اور اس سے بہترین سلوک کیا جائے، یہ تمہارے ساتھ خیرخواہی کرسکتا ہے، عقلمند، دشمن کی آپس کی دشمنی کو بہترین کامیابی سمجھتا ہے، اور ان آپس میں ہی بھڑ جانے کو اپنی چھوٹ اور نجات باور کرتا ہے، جیسے عابد نے چور اور شیطان سے انکے آپس کے اختلاف کی وجہ سے چھٹکارا حاصل کیا تھا، بادشاہ نے کہا: یہ کیسے ہوا تھا؟۔

وزیر نے کہا: یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک عابد کو ایک آدمی سے ایک دودھ دینے والی گائے حاصل ہوئی، وہ اسے لے کر اپنے گھر آرہا تھا، اس کو چوری کرنے کی ارادے سے اس کا پیچھا کیا، اس کو اچک لینے کے لئے ایک شیطان بھی اس کے پیچھے ہولیا، شیطان نے چور سے کہا: تم کون ہو؟ اس نے کہا میں چور ہوں، میں جب یہ عابد سوجائے تو میں اس کی گائے چوری کرنا چاہتا ہوں، تم کون ہو؟ اس نے کہا: میں شیطان ہوں، یہ جب سوجائے تو میں اسے اچک لینا چاہتا ہوں، وہ دونوں اس کے گھر گئے، عابد اپنے گھر میں چلا گیا، وہ دونوں بھی اس کے پیچھے گھر کے اندر چلے آئے، عابد نے گائے کو اندر لاکر اسے گھر کے ایک کونے میں باندھ دیا، اور رات کا کھانا کھا کر سوگیا، چور اور شیطان نے مشورہ کرنا شروع کیا، ان دونوں میں اپنے کام کو پہلے انجام دینے کے بارے میں اختلاف ہوگیا، شیطان نے چور سے کہا: اگر تم پہلے گائے کو لوگے تو ہوسکتا ہے

وہ بیدار ہوجائے اور چلانے لگے اور لوگ اکٹھے ہوجائیں، اور میں اسے نہ لے سکوں گا، میرے اس کو لینے تک تم انتظار کرو پھر تم جو چاہو کرو، چور کو یہ ڈر ہوا کہ اگر شیطان پہلے اس کو اچک لیتا ہے تو ہوسکتا ہے وہ جاگ جائے اور وہ گائے کو نہ لے سکے، چور نے کہا: نہیں، تم ہی میرے گائے لینے تک انتظار کرو پھر تم جو چاہو کرو، یہ دونوں ایسے ہی جھگڑتے رہے، یہاں تک کہ چور نے چلّا کر کہنا شروع کیا: اے عابد! بیدار ہوجاؤ، یہ چور تمہاری گائے چوری کرنا چاہتا ہے، ان کی آوازوں سے عابد اور اس کے پڑوسی جاگ اٹھے، اور وہ دونوں خبیث بھاگ گئے، پہلے وزیر نے جس نے کوے کے قتل کا مشورہ دیا تھا کہا: میں سمجھتا ہوں کہ کوے نے تمہیں دھوکا دیا ہے، اس کی بات تم میں بیوقوفوں کے دل میں لگ گئی، تم لوگ غیر ضروری رائے دے رہے ہو، بادشاہ سلامت اس سے باز آجایئے رک جایئے، بادشاہ نے اس کی بات پر توجہ نہیں کی، کوے کو الوؤں کے گھر لے جانے، اس کا اعزاز واکرام کرنے اور اس کے ساتھ خیر خواہی وبھلائی کا معاملہ کرنے کو کہا۔

پھر کوے نے ایک دن بادشاہ سے کہا: اس کے پاس الوؤں کی ایک جماعت بھی تھی، انھیں میں وہ وزیر بھی تھا جس نے اس کے قتل کا مشورہ دیا تھا، بادشاہ سلامت! کوؤں نے جو میرے ساتھ سلوک کیا ہے اسے آپ جانتے ہیں، میرے دل کو اس وقت تک چین نہیں مل سکتا، جب تک کہ میں ان سے بدلہ نہ لے لوں، میں نے اس بارے میں غور وفکر کیا ہے، میں اپنے ارادے پر قدرت نہیں رکھتا؛ چونکہ میں کوا ہوں، علماء سے یہ منقول ہے کہ وہ یہ کہتے ہیں: جو شخص اپنے آپ کو جلالینا چاہے تو اس نے بہت بڑی قربانی دی: اس وقت وہ جو بھی دعا کرے گا وہ قبول ہوگی، اگر بادشاہ مجھے حکم دیں تو میں اپنے آپ کو جلالوں، اور میں اپنے رب سے یہ دعا کروں کہ وہ مجھے الو سے بدل دے، پھر میں کوؤں کا سخت اور خطرناک دشمن بن جاؤں، شاید کہ میں ان سے انتقام لے لوں، اس وزیر نے جس نے اس کے قتل کا مشورہ دیا تھا، کہا: جس بھلائی کا تم مظاہرہ کررہے ہو اور جو برائی تم نے اپنے اندر چھپا رکھی ہے، اس بارے میں تمہیں صرف اس شراب کی تلچھٹ سے تشبیہ دے سکتا ہوں، جسکا مزا اور بو تو بہترین ہوتی ہے، لیکن اس میں زہر جما ہوا ہوتا ہے، کیا تم

یہ سمجھتے ہو کہ اگر ہم تمہارے جسم کو آگ سے جلا دیں گے تو تمہاری طبیعت وفطرت میں تبدیلی آجائیگی ؟ کیا تمہارے اخلاق جس حالت میں بھی تم لوٹ لوجاؤ گے کیا نہیں لوٹیں گے؟ اور اس کے بعد تم اپنی فطرت واصلیت پر نہ آجاؤ گے؟ اس چوہیا کی طرح جس کو سورج، ہوا، بادل، پہاڑ سے نکاح کا اختیار دیا گیا تو اس نے چوہے کو ہی پسند کیا اس سے پوچھا گیا: یہ کیسے ہوا؟۔

اس نے کہا: یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک مستجاب الدعوات عبادت گذار تھا ایک دفعہ وہ ساحل سمندر کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اس کے پاس سے ایک چیل کا گذر ہوا اس کے پیروں میں ایک چوہیا کا بچہ تھا، وہ چیل کے پاس سے عابد کے پاس آگرا، اس پر اس کو رحم آگیا، اس نے اسے لے کر ایک کاغذ میں لپیٹ لیا، اور اسے اپنے گھر لے گیا، پھر اسے یہ اندیشہ ہوا کہ اس کی پرورش اس کے گھر والوں کے لئے مشکل ہوجائے گی، اس نے اپنے رب سے دعا کی کہ وہ اسے بچی سے بدل دے، وہ خوبصورت لڑکی سے بدل گئی ،وہ اسے لے کر اپنی بیوی کے پاس آیا، اس سے کہا: یہ تمہاری بیٹی ہے، تو اس کے ساتھ میری اولاد کی طرح سلوک کرنا، جب یہ لڑکی بڑی ہوگئی تو اس سے عابد نے کہا: بیٹی تم جسے چاہو پسند کرو میں اس سے تمہارا نکاح کردوں گا، اس نے کہا: جب آپ نے مجھے اختیار دیا تو میں بطور شوہر کے ایسے شخص کو پسند کرتی ہو جو سب سے زیادہ طاقتور ہو، عابد نے کہا: شاید کہ تمہارا ارادہ سورج سے شادی کرنے کا ہے، پھر وہ سورج کے پاس گیا، اور کہا: اے عظیم مخلوق! میری ایک لڑکی ہے جو سب سے زیادہ طاقتور چیز سے شادی کرنا چاہتی ہے، کیا تم اس سے شادی کرو گے؟ سورج نے کہا: میں تمہاری مجھ سے زیادہ چیز کی رہنمائی کرتا ہوں، یہ بادل ہے جو مجھے ڈھنک لیتا ہے اور میری شعاعوں کی گرمی کو واپس کردیتا ہے، میری نور کی کرنوں کو گہن آلود بنا دیتا ہے، عابد بادل کے پاس آگیا، اس سے سورج کی کہی بات سنایا، بادل نے کہا: میں اپنے سے زیادہ طاقتور چیز کی تم کو رہنمائی کرتا ہوں، ان ہواؤں کے پاس جاؤ جو مجھے آگے پیچھے، مغرب ومشرق میں لئے پھرتی ہیں، عابد ہوا کے پاس آیا اس سے بادل کی بات کہہ سنایا، اس نے کہا: میں اپنے سے زیادہ

طاقتور چیز کی تم کو رہنمائی کرتا ہوں، یہ وہ پہاڑ ہے جس کو میں ٹس سے مس نہیں کرسکتا، وہ پہاڑ کے پاس گیا اور اس سے یہ بات کہی، اس کو پہاڑ نے کہا: میں اپنے سے زیادہ طاقتور چیز کی تم کو رہنمائی کرتا ہوں، یہ وہ چوہا ہے، جب وہ میرے اندر سوراخ کرتا ہے اور مجھے اپنا ٹھکانا بناتا ہے تو میں اس کو روک نہیں سکتا، عابد چوہے کے پاس گیا، اس سے کہا: کیا تم اس لڑکی سے شادی کروگے؟ چوہے نے کہا: میں اس سے شادی کیسے کرسکتا ہوں حالانکہ میرا بل بالکل چھوٹا ہے چوہا تو چوہیا سے شادی کرتا ہے، عابد نے اپنے رب سے دعا کی کہ وہ اس لڑکی کو پہلے کی طرح چوہیا سے بدل دے، اس نے یہ لڑکی رضامندی سے کیا، اللہ عزوجل نے اسے اس کی پہلی ہیئت پر لوٹا دیا، وہ چوہے کے ساتھ چلی گئی، اے دھوکہ باز تمہاری مثال ایسی ہی ہے، الوؤں کے سردار نے اس کی بات پر توجہ نہ کی، کوے کے ساتھ نرمی کا برتاؤ ہی کرتا رہا، اور اس کا مزید اعزاز واکرام کرتا رہا، جب وہ اچھا ہوگیا، اس کے پر اُگ آئے، اور اس نے اپنے ارادے کے مطابق معلومات حاصل کرلیں تو وہاں سے چپکے سے نکل گیا اور اپنے ساتھیوں کو سنا اور دیکھا ہوا حال کہہ سنایا، بادشاہ سے کہا: میں جو چاہتا تھا اس کام کو کرچکا، صرف تمہارا سننا اور اطاعت کرنا باقی رہ گیا ہے، اس سے بادشاہ نے کہا: میں اور سارا لشکر تمہارے حکم کے تابع ہیں، تم جو چاہو حکم کرو۔

کوے نے کہا: الوفلاں جگہ بہت ساری لکڑیوں والے پہاڑ میں رہتے ہیں، وہاں ایک چرواہے کے ساتھ بکریوں کا ایک ریوڑ بھی ہے، وہاں ہمیں آگ مل جائے گی، ہم آگ کو الوؤں کے سوراخوں ڈال دیتے ہیں، اور پھر اوپر سے سوکھی لکڑیاں ڈالتے ہیں، پھر اس پر پر مارتے ہیں، تاکہ لکڑیوں آگ لگ جائے،، ان میں سے جو کوئی بھی وہاں سے نکلنے گا تو جل جائے گا جو نہ نکلے تو وہ دھویں سے اپنی جگہ مرہی جائے گا، کوؤں نے ایسے ہی کیا، انہوں نے تمام الوؤں کو ہلاک کردیا، اور پھر وہ لوگ صحیح سالم اپنے گھر لوٹ آئے۔

پھر کوؤں کے سردار نے اس کوے سے کہا: تم نے الوؤں کی صحبت ورفاقت کو کیسے برداشت کیا؟ اچھوں کو بروں کی صحبت برداشت نہیں ہوتی، کوے نے کہا: بادشاہ سلامت، جو کچھ آپ نے کہا ہے وہ ایسے ہی ہے، لیکن عقلمند کو جب کوئی بڑا معاملہ درپیش ہوتا ہے جس

کے برداشت نہ کرنے میں اپنے اوپر اورقوم پر ہلاکت کا اندیشہ ہوتا ہےتو وہ اس میں پوری طرح صبر کرتا ہے؛ چونکہ اسے یہ امید ہوتی ہے کہ اسے اس صبر وضبط کے نتیجے میں اسے خیر اور بہترین انجام حاصل ہوگا، اسے اس میں تکلیف بھی نہیں ہوتی ہے، وہ اس سے کم پر اپنے آپ کو جھکانے پر راضی نہیں ہوتا، حتیٰ کہ وہ اپنی ضرورت وحاجت کو پالیتا ہے، وہ اپنے معاملے کے حسن خاتمہ اور اپنے صبر وضبط کے انجام خیر پر رشک کرتا ہے، بادشاہ نے کہا: الوؤں کی عقل مندی کے بارے میں مجھے بتاؤ، کوے نے کہا: صرف ان میں وہی عقل مند شخص تھا جو ان کو میرے قتل پر ابھارتا رہا ہے، اس نے میری قتل پر انھیں کئی دفعہ اکسایا تھا، وہ سب کے سب ضعیف الرائے تھے، انہوں نے میرے بارے میں یہ غور نہیں کیا اور نہ انھیں یہ یاد پڑا کہ میں کوؤں میں ذی مرتبت شخص تھا، میں ان میں ذی رائے شمار ہوتا تھا، انہوں نے میرے مکر وفریب کا کچھ اندیشہ نہیں کیا، انہوں نے مہربان، ناصح اور خیرخواہ کی بات کو قبول نہیں کیا، انہوں نے مجھ سے اپنے راز نہیں چھپائے، علماء نے یوں کہا ہے: بادشاہ کو چاہئے کہ وہ اپنے معاملات کو چغل خوروں سے چھپائے رہے، اپنے بھیدوں کی کسی کو اطلاع نہ دے، بادشاہ نے کہا: میرے اعتبار سے الوؤں کو صرف ان کی سرکشی، بادشاہ کا غیر درست رائے ہونا اور اس کا برے وزراء کے موافقت ہی نے انھیں ہلاکت میں ڈال دیا ہے، کوے نے کہا: تم نے سچ کہا: بہت کم ایسا ہوا ہے کہ کسی نے بغاوت کے مواقع پائیں ہوں اور بغاوت نہ کی ہو، بہت کم ایسا ہوا ہے کہ کسی نے بہت زیادہ کھانا کھایا ہو اور بیمار نہ ہوا ہو، بہت کم ایسا ہوا ہے کہ کسی نے برے وزیروں پر اعتماد واعتبار کیا ہو اور ہلاکت وبربادی سے محفوظ رہا ہو، یوں کہا جاتا ہے: متکبر مدح وتعریف اور حسن ثناء کی، دغاباز دوستوں کی، بداخلاق شرافت وفضیلت کی، بخیل نیکی کی، لالچی گناہوں کی کمی کی اور دھوکہ باز، معاملات کا سست، کاہل، اور کمزور وزیروں کا بادشاہ اپنی مملکت کے بقاء ودوام اور رعایا کی فلاح وبہبود کی امید نہ کرے، بادشاہ نے کہا: تم نے الوؤں کے لئے تصنع وتکلف کے مظاہرے اور ان کے سامنے ذلت وپستی پائے گا، جو دشمن اپنی خودداری، حمیت وغیرت کو علحدہ کرے گا، صبر وضبط کا اپنے آپ کو عادی بنائے گا تو اس کی رائے کا انجام بہتر ہوگا جیسے

سانپ نے منیڈکوں کے بادشاہ کے لئے اپنی پیٹھ کو سواری بنانے پر صبر کیا تو اس سے اس نے آسودہ ہوکر زندگی گذاری، بادشاہ نے کہا: یہ کیسے ہوا؟

کوے نے کہا: یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک سانپ بالکل بوڑھا ہو چکا تھا اس کی آنکھیں کمزور ہوگئیں تھیں، اس کی قوت وطاقت جاتی رہی تھی، وہ شکار نہیں کر پا رہا تھا، اور نہ اپنے رزق کو حاصل کر پا رہا تھا، وہ سامانِ زندگی کی تلاش میں رینگتا ہوا چلا، وہ ایک چشمے کے پاس جہاں بے شمار مینڈک ہوتے تھے پہونچا، وہاں وہ اس سے پہلے بھی آیا کرتا تھا، اور وہاں کی مینڈکوں سے اپنے رزق کو حاصل کرتا، اس نے ان کے قریب وغم واندوہ اور تکلیف کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے آپ کو ڈال دیا، اس سے مینڈک نے کہا: سانپ تم بالکل نڈھال، افسردہ اور پژمردہ نظر آرہے ہو، تمہیں کیا ہوگیا ہے؟ اس نے کہا: کون مجھ سے زیادہ غمگین اور رنجیدہ ہوسکتا ہے، میرا گذارا انھیں مینڈکوں سے ہوتا تھا جسے میں پکڑلیتا تھا، میں پریشانیوں میں مبتلا ہوگیا ہوں، جس کی وجہ سے مینڈک مجھ پر حرام کر دئے گئے ہیں (میں انھیں کھانہیں سکتا) جب کوئی مینڈک میرے پاس آبھی جاتی ہے تو میں اسے پکڑنہیں پاتا ہوں، مینڈک اپنے بادشاہ کو سانپ کی کہی ہوئی بات کی خوشخبری دینے کے لئے گیا، مینڈکوں کا بادشاہ سانپ کے پاس آیا، اس سے کہا: تمہاری کیا حالت ہے؟ اس نے کہا: میں کئی دن سے ایک مینڈک حاصل کرنے کی کوشش کررہا ہو، ایک رات میں نے اسے ایک عابد کے گھر میں جانے پر مجبور کردیا، میں بھی تاریکی میں اس کے پیچھے گھر میں چلا گیا، گھر میں عابد کا بیٹا تھا، میں نے اس کی انگلی کو کاٹ لیا، میں نے اسے مینڈک باور کیا، میرے ڈسنے کی وجہ سے وہ مرگیا، میں وہاں سے بھاگ کر آگیا، وہ عابد: میرے پیچھے چلا آیا، اس نے مجھے بددعا دی اور مجھ پر لعنت وملامت کیا اور کہا: جس طرح تم نے میرے بے قصور بیٹے کو ظلم وزیادتی کے ساتھ قتل کیا ہے، میں تمہارے لئے یہ بددعا کرتا ہوں کہ تم ذلیل وخوار ہوجاؤ اور مینڈکوں کے سردار کی سواری بن جاؤ، نہ تم انہیں پکڑسکوگے اور نہ انھیں کھا سکوسوائے اس کے جو وہ تمہیں دے، میں اس پر رضامندی اور خوشی کا اظہار کرتے ہوئے تم کو مجھ پر سوار کرانے کے لئے آگیا، مینڈکوں کے بادشاہ

نے سانپ کی سواری میں دلچسپی اور رغبت کا اظہار کیا، اور اس نے اسے اپنے لئے شرافت وکرامت اور بلندی مرتبت سمجھا، وہ اس پر سوار ہوا تو اسے یہ بہت اچھا لگا، اس سے سانپ نے کہا: بادشاہ سلامت! آپ جانتے ہیں میں محروم ومجبور ہوں، آپ میرے گذارے کے لئے میری روزی کا انتظام کردیں، مینڈکوں کے سردار نے کہا: جب تم میری سواری ہو تو اللہ کی قسم تمہاری بقائے حیات کے لئے رزق بھی ضروری ہے، اس نے ہر روز دو مینڈک لے کر اسکا دیا جانا طئے کیا، سانپ اس پر گذر بسر کرنے لگا، اس ذلیل دشمن کے سامنے اس کا ذلیل وخوار اور پست ہونا اس لئے نقصاندہ نہیں ہوا، بلکہ اس نے اس سے نفع حاصل کیا اور یہ چیز اس کے رزق اور معاش کا ذریعہ بن گئی...... ایسے ہی جو میں نے صبر کیا ہے وہ اس فائدہ کو حاصل کرنے کے لئے جو امن وامان، کامیابی، دشمن کی ہلاکت اور اس سے راحت کی شکل میں ہم کو حاصل ہوا ہے میں نے نرمی اور مہربانی کی حالت کو تکبر وغرور کی حالت کے مقابلے میں دشمن کو زیادہ اور بجلد زیر کرنے والا پایا ہے؛ چونکہ آگ اپنی حدت وگرمی کے ساتھ اگر درخت کو لگ جاتی ہے زمین کے اوپر کی ہر چیز کو جلا کر رکھ دیتی ہے، پانی اپنی ٹھنڈک اور نرمی کے ذریعے زمین کے نیچے درختوں کے جڑ پکڑنے کا ذریعہ بنتا ہے، کہا جاتا ہے کہ: چار چیزوں کی تھوڑی مقدار کو تھوڑی نہیں سمجھنی چاہئے، آگ، بیماری، دشمن اور قرض، کوے نے کہا: یہ سب کا سب بادشاہ کی رائے، اس کی اچھی روش اور اس کی نیک بختی کا نتیجہ ہے، یوں بھی کہا جاتا ہے: جب دو شخص کسی چیز کی طلب میں لگتے ہیں ان میں سب سے بہتر جوانمرد ہوتا ہے، اگر وہ دونوں اس میں برابر ہوتے ہیں تو ان میں بہتر شخص ارادہ کا پختہ شخص ہوتا ہے اور اگر دونوں اس میں بھی برابر ہوتے ہیں ان میں بہتر کوشش اور سعی کرنے والا ہوتا ہے، جو شخص ایسے پختہ کار، عقل مند اور مفکر اور مدبر بادشاہ سے لڑائی مول لیتا ہے جس کو نہ خوشیاں اتراہت میں مبتلا کرتی ہیں اور نہ نقصانات حیرت زدہ کرتے ہیں، تو وہ خود اپنی موت کو دعوت دیتا ہے، خصوصاً بادشاہ سلامت جب وہ آپ کے جیسا کاموں کی ذمہ داریوں کا علم رکھنے والا، سختی اور نرمی، غصہ اور رضامندی، عجلت وتاخیر کے مواقع سے واقف کار، آج اور کل

کے امور اور ان کے انجام کو پیش نگاہ رکھنے والا، بادشاہ نے کوے سے کہا: بلکہ یہ سب تمہاری عقل، تمہاری نصیحت اور ستارے کی برکت کی وجہ سے ہو پایا ہے، ایک دانا، پختہ کار شخص کی رائے دشمن کے ہلاک کرنے میں بڑے بڑے طاقتور، دلیر، ساز وسامان سے لیس لشکریوں کے مقابلے میں زیادہ موثر ہوتی ہے، تمہاری تعجب خیز بات مجھے تمہارا ان کے درمیان ایک لمبی مدت تک ٹھہرے رہنا، ان کی سخت ودرشت بات کو سننا، پھر کسی بات کی وجہ سے ان کے یہاں تمہارا رتبہ کم نہ ہونا معلوم ہوتا ہے، کوے نے کہا: بادشاہ سلامت میں برابر آپ کے ادب کو ملحوظ رکھے ہوئے ہوں، آپ دور کے قریب کے ہر شخص کے ساتھ نرمی، مہربانی اور اتفاق واتحاد کے ساتھ رہیں، بادشاہ نے کہا: میں نے تمہیں کام والا اور دیگر وزراء کو باتوں والا (باتونی) محسوس کیا ہے، جن باتوں کا انجام درست نہیں ہوتا، اللہ نے تمہارے ذریعے ہم پر بڑا احسان کیا ہے، اس سے پہلے ہم کھانے، پینے، نیند اور نہ ہی کسی طرح کا سکون پا رہے تھے، یوں کہا جاتا ہے: بیمار شفاء سے پہلے کھانے اور پینے کی لذت وحلاوت کو محسوس نہیں کرتا، وہ حریص اور لالچی شخص جس کو اس کے بادشاہ نے کسی کام کے یا مال کے بارے میں لالچ دیا ہو، جب تک وہ اس کام کو انجام نہ دے لے، اور وہ شخص جس پر اس کے دشمن نے دباؤ ڈالا ہو اور وہ صبح وشام اس سے خوف کرتا ہو، جب تک اسے اس بارے میں دلی راحت نہ حاصل ہو جائے اور جو شخص اپنے ہاتھوں میں موجود بوجھ کو رکھ دیتا ہے وہ اپنے آپ کو راحت پہونچاتا ہے، جو شخص اپنے دشمن سے مامون ہو جاتا ہے اسے شرح صدر ہو جاتا ہے۔

کوے نے کہا: میں اس اللہ سے جس نے تمہارے دشمن کو ہلاکت سے دوچار کیا یہ دعا کرتا ہوں وہ تمہیں تمہاری سلطنت میں آرام دے، اور اس سلطنت میں رعایا کی فلاح وبہبود کا سامان کرے اور ان کو آپ کی سلطنت میں آرام وراحت میں آپ کا شریک کار بنائے، چونکہ اگر بادشاہ کی بادشاہت میں رعایا کی آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان نہ ہو تو وہ بکری کے اس لٹکتے ہوئے گوشت کے مانند ہے جسے وہ یہ سمجھ کر چوستی ہے کہ وہ دودھ کے تھن کی گنڈی ہے، لیکن اسے اس سے کچھ نفع حاصل نہیں ہوتا، بادشاہ نے کہا: اے نیک

وزیر:الوؤں اور انکے بادشاہ کے دورانِ جنگ کیا عادت واخلاق تھے؟کونے نے کہا: بادشاہ کی سیرت واخلاق ایک متکبر،شریر،خبیث،گھمنڈی،عاجز،لاچار کی طرح تھے،اس کی دیگر مذموم اوصاف کے ساتھ،اس کے تمام ساتھی اور وزراءبھی اسی طرح ہیں،سوائے اس وزیر کے جس نے میرے قتل کئے جانے کا مشورہ دیا تھا وہ دانا،عقل مند،ہوشیار،فلسفی،پختہ کار،عالم شخص تھا،بلند ہمتی،دانائی،اصابت رائے میں بہت کم لوگ اس کی طرح ہوتے ہیں،بادشاہ نے کہا:تم نے کونسی ایسی چیز اس میں دیکھی ہے جس سے اس کی عقلمندی ودانائی کا پتہ چلتا ہے؟کوّے نے کہا:دوچیزیں ایسی تھیں ایک تو اس کا میرے قتل کی رائے دینا،دوسرے وہ اپنے بادشاہ سے کوئی بھی نصیحت کرنے میں چوکتا نہیں تھا،گرچہ وہ اس بارے میں یکاوتنہا کیوں نہ ہوجائے،اسکی گفتگو بھی سخت اور درشت نہیں ہوتی تھی،بلکہ اس کی گفتگو نرمی وہمدردی سے معمور ہوتی تھی،کبھی وہ اس کو اپنی بعض خرابیوں کی بھی اطلاع دے دیتا تھا،لیکن حقیقتِ حال کی وہ وضاحت نہیں کرتا تھا،بلکہ اس کے لئے مثالیں پیش کرتا تھا،اسے دوسروں کے عیوب کی شکل میں بیان کرتا تھا،اس طرح وہ اپنے عیب کو جانا جاتا تھا،بادشاہ کو اس پر غصہ ہونے کی کوئی راہ ہی نہیں ہوتی تھی،میں نے اس کو اپنے بادشاہ سے یہ کہتے سنا:بادشاہ کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ اپنے معاملات غافل ہوجائے،چونکہ یہ بہت بڑی چیز ہے،جس کو بہت کم لوگ حاصل کر پاتے ہیں......احتیاط واعتماد سے ہی اسے حاصل کیا جاسکتا ہے،چونکہ سلطنت بہت قیمتی چیز ہوتی ہے،جس شخص کو بھی یہ حاصل ہوجائے وہ اچھی طرح اس کی حفاظت وصیانت کرے،چونکہ یوں کہا جاتا ہے:کہ سلطنت مختصر مدتِ بقامیں کمل کے پھول کے سائے کے مانند ہوتی ہے،وہ جلد زائل اور ختم ہونے اورآنے جانے میں ہوا کے مانند ہوتا ہے،اپنے ثبات واستقرار کی کمی میں عقلمند کے کمینے کی رفاقت کی طرح ہوتا ہے،بجلد ختم ہونے والے پانی کے بلبلے کی طرح ہوتا ہے جو بارش کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے......یہ ان دشمنوں کی مثال ہے جن سے دھوکہ نہیں کھانا چاہئے،گرچہ وہ محبت ومودت کا اظہار کیوں نہ کریں۔

بندر اور کچھوا

ذبشلیم بادشاہ نے بیدبا فیلسوف سے کہا: میں نے یہ مثال سنی ہے، اس شخص کی مثال بیان کرو جو کسی ضرورت کی تلاش میں ہوتا ہے، جب اسے اپنی مطلوبہ چیز حاصل ہوتی ہے تو وہ اسے کھودیتا ہے، فیلسوف نے کہا: کسی چیز کا حاصل کرنا اس کی حفاظت کرنے سے آسان ہے جو شخص اپنی کسی ضرورت کی چیز کو حاصل کرلیتا ہے، پھر اس کی حفاظت نہیں کرپاتا، اس کو وہی مصیبت سے دوچار ہونا پڑتا ہے جس سے کچھوا دوچار ہوا تھا، بادشاہ نے کہا: وہ کیسے ہوا؟۔

بیدبا نے کہا: یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ: ماہر نامی ایک بندر بندروں کا بادشاہ تھا، وہ بالکل بوڑھا ہوچکا تھا، شاہی گھرانے کا ایک نوجوان بندر اس پر ٹوٹ پڑا، اس پر غالب آگیا اور اس کی جگہ لے لیا، وہ اپنی اسی حالت میں بھاگ کر ساحلِ سمندر پر آیا، اس نے وہاں ایک انجیر کا درخت دیکھا، اس پر چڑھ گیا اور اسی کو اپنا ٹھکانا بنالیا، ایک دن وہ انجیر کھارہا تھا کہ اس کے ہاتھ سے ایک انجیر پانی میں گرگیا، اس کے گرنے سے ایک طرح کی آواز سنائی دی، چنانچہ وہ کھانے اور پانی میں پھینکنے لگا، اسے یہ اچھا لگا تو وہ اور انجیر اسی طرح پانی میں پھینکنے لگا، وہاں ایک کچھوا تھا، جب بھی کوئی انجیر گرتا وہ اسے کھالیتا جب بکثرت گرنے لگے تو کچھوا یہ سمجھا کہ بندر یہ اس کے لئے ہی کررہا ہے، اسے اس کے ساتھ دوستی اور انسیت میں دلچسپی ہوئی، وہ اس کو مانوس کرکے اس سے بات کرنے لگا، اس طرح ان میں سے ہر ایک دوسرے سے مانوس ہوگیا، کچھوا بہت لمبی مدت سے اپنی بیوی کے پاس نہیں گیا، تو اس کی بیوی کو خوف واندیشہ ہوا، اس نے اپنی پڑوسن سے اس کی شکایت کی، اور کہا: مجھے ڈر ہے کہ کوئی چیز اس کے راستے میں آگئی ہو اور اس نے

اچک لیا ہو، پڑوسن نے اس سے کہا: تمہارا شوہر ساحل سمندر پر ہے، اس نے ایک بندر سے دوستی کر لی ہے، اور اس بندر نے اس سے دوستی کر لی ہے، وہی اس کو کھلاتا پلاتا ہے، اسی وجہ سے وہ تم سے کٹ گیا، وہ اس وقت تک تمہارے پاس نہیں آئے گا جب تک تم بندر کو ہلاک کرنے کی تدبیر نہ کروگی، اس نے کہا: میں کیا کروں؟ پڑوسن نے کہا: جب وہ تمہارے پاس آئے تو تم بیماری کا مظاہرہ کرو، جب وہ تم سے پوچھے تو تم اس سے یوں کہو: حکیموں نے میرے لئے بندر کا دل تجویز کیا ہے، پھر کچھوا ایک لمبے زمانے کے بعد اپنے گھر آیا، اس نے اپنے آپ کو غمگین، نڈھال اور بری حالت میں پایا، اس سے کچھوے نے کہا: تمہاری یہ کیا حالت ہوگئی؟ اس کی پڑوسن نے اس سے یہ کہا: تمہاری بیوی بے چاری بیمار ہوگئی ہے، ڈاکٹروں نے اس کے واسطے بندر کا دل تجویز کیا ہے، اس مرض کی اس کے علاوہ کوئی دوا نہیں ہے، کچھوے نے کہا: یہ تو بہت دشوار چیز ہے، ہمیں بندر کا دل کہاں سے حاصل ہوگا؟ ہم تو پانی میں رہتے ہیں؟ لیکن میں اپنے دوست سے مکر کروں گا، پھر وہ ساحل سمندر پر چلا آیا، اس سے بندر نے کہا: بھائی جان! تم میرے پاس کیوں نہیں آتے؟ اس سے کچھوے نے کہا: میں بس شرم وحیا کی وجہ سے تمہارے پاس نہیں آسکا، مجھے یہ پتہ نہیں چل رہا تھا کہ میں تمہارے احسان کا بدلہ کیسے دوں؟ میں تمہارے احسان کو اس طرح چکانا چاہتا ہوں کہ تم میرے گھر چلے آؤ؛ چونکہ میں بہترین پھل اور فروٹ والے جزیرے میں رہتا ہوں، تم میری پیٹھ پر سوار ہو جاؤ میں تمہیں تیر کر لے جاؤں گا، بندر کو اس میں دلچسپی ہوئی تو وہ اتر کر کچھوے کی پیٹھ پر سوار ہو گیا، کچھوا اسے تیرتے ہوئے لے چلا، جب وہ اسے تیرتے ہوئے لے جانے لگا تو اس کے دل میں جو دھوکا دہی کا اس نے ارادہ کیا تھا اس کا خیال آیا، اس نے اپنا سر جھکا لیا، اس سے بندر نے کہا: تم مجھے غم زدہ نظر آرہے ہو کیا ہو گیا ہے؟ کچھوے نے کہا: میرا غم اس وجہ سے ہے کہ مجھے یہ یاد آیا کہ میری بیوی بہت زیادہ بیمار ہے، جو عزت واحترام اور جو اعزاز واکرام میں تمہارا چاہ رہا تھا اس کے لئے یہی چیز حارج ہورہی ہے، بندر نے کہا: جو شخص بھی میرے اعزاز واکرام کے بارے میں تمہارے حرص وشوق کو جان لے گا تو تمہاری یہی چیز

اس کے لئے تکلفات سے کفایت کرجائے گی، کچھوے نے کہا: ہاں! پھر بندر کو تھوڑی دور لے چلا، پھر دوسری مرتبہ ٹھہر گیا، بندر کا گمان خراب ہوگیا، اس نے اپنے دل میں کہا: کچھوے کا رکنا اور اس کا تاخیر کرنا اس کی کوئی وجہ ضرور ہے، مجھے اس کا اطمینان نہیں ہے کہ اس کا دل میرے بارے میں بدل گیا ہو، اور اس میں میرے محبت کے بارے میں تبدیلی آگئی ہو، اور وہ میرے ساتھ برائی کا ارادہ کررہا ہو، دل سے زیادہ تیز اور جلد ادلنے بدلنے والی کوئی چیز نہیں ہے، یوں کہا جاتا ہے کہ عقلمند کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ ہر معاملے کے وقت ہر لمحہ، ہر لحظہ، اٹھتے، بیٹھتے اور ہر حالت میں اپنے اہل وعیال، آل واولاد ، اپنے بھائیوں اور دوستوں کی دل کی حالت کی تلاش وجستجو سے غافل رہے؛ چونکہ یہ تمام چیزیں دل کے احوال کو بتلاتی ہیں، علماء نے یوں کہا ہے: جب کسی دوست کو دوست کے بارے میں شبہ ہونے لگے تو اس سے بچاؤ کے بارے میں احتیاط کرے، ان کے لمحات وحالات کا جائزہ لیتے رہے، اگر جس چیز کا گمان کررہا ہے وہ بات حق ہے تو اس سے سلامتی حاصل ہوگی، اور اگر وہ چیز ناحق ہے تو اس سے اس کو نقصان نہیں ہوگا، پھر اس نے کچھوے سے کہا: تم رُک کیوں رہے ہو؟ تم مجھے غم زدہ کیوں نظر آرہے ہو؟ گویا تم اپنے آپ سے پھر دوبارہ بات کرنے لگے ہو (سوچ رہے ہو) اس نے کہا: مجھے یہ خیال آرہا ہے کہ تم میرے گھر آؤ اور وہاں تم میری پسند کی حالت نہ دیکھو؛ کیونکہ میری بیوی بیمار ہے، بندر نے کہا: غم نہ کرو، غم کرنے سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا، اپنی بیوی کی صحت کے لئے دوائیں اور غذائیں تلاش کرو؛ چونکہ یوں کہا جاتا ہے: اپنے مال چار جگہ خرچ کرے: صدقہ طور پر، ضرورت کے وقت، بچوں اور بیویوں پر، کچھوے نے کہا: ڈاکٹروں نے یوں کہا ہے: اس کی دوا صرف بندر کا دل ہے، بندر نے اپنے دل میں کہا: افسوس کہ بڑھاپے میں حرص وہوس نے مجھ پر ایسا غلبہ پایا ہے کہ میں اس بری مصیبت میں مبتلا ہوگیا، جس نے یہ کہا ہے سچ ہی کہا ہے: قناعت کرنے والا، اپنی حالت پر راضی شخص اطمینان وسکون سے رہتا ہے، حریص اور لالچ ساری زندگی تکان اور تکلیف میں گذار دیتا ہے، میں نے اس مصیبت سے بچنے کے لئے عقل سے لڑائی شروع کردی، پھر اس نے کچھوے سے کہا: تم

نے یہ بات مجھے میرے گھر پر کیوں نہیں بتائی تھی؟ اس طرح میں اپنا دل اپنے ساتھ لے آتا، ہم بندروں کے سماج کا یہ طریقۂ کار یہ رہا ہے کہ جب ہم میں سے کوئی اپنے دوست سے ملاقات کے لئے جاتا ہے تو اپنا دل اپنے اہل کے پاس رکھ کر چلا آتا ہے، جب ہماری نظر ملاقاتی کے عورتوں پر پڑے تو ہمارے دل ہمارے ساتھ نہ ہوں، کچھوے نے کہا: ابھی تمہارا دل کہاں ہے؟ بندر نے کہا: میں اسے درخت پر رکھ آیا ہوں، اگر تم چاہو تو میں درخت واپس جاکر اسے لے آؤں، کچھوا اس سے خوش ہوا اور کہا: میرے دوست نے مجھے دھوکہ دیئے بغیر میری بات مان لی ہے، پھر وہ بندر کو اس کے مکان واپس لے چلا، جب وہ ساحل سمندر پر آیا تو ''بندر'' اس کی پیٹھ پر سے اچھل کر درخت پر چڑھ گیا، وہ جب کچھوے کے پاس آنے میں دیر کیا تو اس نے آواز دیا، میرے دوست، اپنا دل لے کر اُتر آؤ، مجھے گھٹن ہورہی ہے، بندر نے کہا دور ہو جاؤ، کیا تم مجھے اس گدھے کی طرح سمجھتے ہو جس کے بارے میں گیدڑ نے یہ باور کرایا تھا کہ اس کا دل اور اس کے کان نہیں ہوتے؟ کچھوے نے کہا: یہ کیسے ہوا؟۔

بندر نے کہا: یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ کسی جنگل میں ایک شیر رہتا تھا، اس کے ساتھ ایک گیدڑ تھا جو اس کا بچا ہوا کھانا کھاتا تھا، شیر کو کھجلی، سخت کمزوری اور تکلیف لاحق ہوگئی تھی، وہ شکار نہیں کرسکتا تھا، اس سے گیدڑ نے کہا: تمہیں کیا ہوگیا؟ تمہاری یہ حالت کیسے بدل گئی، اس نے کہا: اس کھجلی نے مجھے پریشان کردیا ہے، اس کی دوا صرف گدھے کا دل اور اس کے کان ہیں، گیدڑ نے کہا: یہ تو آسان سی چیز ہے، میں نے فلاں جگہ ایک دھوبی کے ساتھ گدھا دیکھا ہے، جو اس کے کپڑے ڈھوتا ہے، میں اسے لے آؤں گا، پھر وہ گدھے کے پاس آیا، اور اس کو سلام کیا، اور اس سے کہا: بھائی تم دبلے کیوں نظر آرہے ہو؟ اس نے کہا: میرا مالک مجھے کچھ کھلاتا نہیں ہے، گیدڑ نے اس سے کہا: تم اس حالت میں اس کے ساتھ کیسے رہتے ہو؟ اس نے کہا: میں اس کے پاس سے کیسے بھاگ سکتا ہوں؟ میں جہاں بھی جاتا ہوں تو انسان مجھے نقصان پہونچاتے ہیں، مجھ سے مشقت کا کام لیتے ہیں اور مجھے بھوکا رکھتے ہیں، گیدڑ نے کہا: میں تمہیں لوگوں سے الگ تھلگ ایک ایسی

جگہ بتلاتا ہوں جہاں انسانوں کا گذر نہیں ہوگا اور وہاں گھاس بھی بالکل ہری بھری ہے ،وہاں گدھوں کا ایک ریوڑ رہتا ہے، جو حسن وخوبصورتی اور مٹاپے میں اپنی مثال آپ ہے، گدھے نے کہا: وہاں جانے میں ہمارے لئے کیا رکاوٹ ہے؟ چلو ہم وہاں چلتے ہیں، گیدڑ اس کو لے کر شیر کے پاس آیا، گیدڑ آگے بڑھا، شیر کے پاس جنگل میں آیا اسے گدھے کی جگہ بتلایا، شیر اس کے پاس آیا اور اس پر حملہ آور ہونا چاہا، اپنی کمزوری کی وجہ سے وہ ایسا نہیں کرسکا، گدھا اس سے چھوٹ گیا، وہ ڈر اور خوف سے بغیر کسی جانب مڑے ہوئے سیدھا بھاگتا رہا، گیدڑ نے جب یہ دیکھا کہ شیر گدھے پر قابو نہیں پاسکا ہے تو اس سے کہا: اے درندوں کے سردار کیا تم اپنے مقصد میں ناکام ہو گئے، شیر نے کہا: اگر تم اسے میرے پاس دوبارہ لے آؤ تو وہ مجھ سے بالکل نہ بچ پائے گا، گیدڑ گدھے کے پاس گیا، اس سے کہا: تمہیں کیا ہو گیا؟ ایک گدھے نے تمہیں اجنبی محسوس کیا تو وہ نکل کر تم کو مبارکبادی دینے کے لئے چلا آیا، اگر تم وہیں ٹھہرے رہتے تو وہ تو تم سے مانوس ہوتا اور تم کو اپنے ساتھیوں کے پاس لے جاتا، گدھے نے جب گیدڑ کی گفتگو سنی اور اور اس نے شیر کو بھی نہیں دیکھا تھا، اس نے اس کی بات کی تصدیق کی، پھر وہ شیر کے پاس آنے لگا، گیدڑ شیر کے پاس پہلے آ کر اسے اس کی جگہ کے بارے میں بتلایا، اور اس سے کہا: تیار ہو جاؤ، میں تمہارے واسطے اسے دھوکہ دیا ہوں، تمہیں اب کی بار کمزور نہیں ہونا چاہئے اگر تم نے اب کی بار چھوڑ دیا تو پھر وہ دوبارہ کبھی نہیں آئے گا۔

گیدڑ کے اس اکسانے پر اس نے شیر کی سی چنگھاڑ لگائی، اور گدھے کے پاس نکل آیا اسے دیکھتے ہی وہ اس پر کود پڑا اور اس کا شکار کر لیا، پھر کہنے لگا، ڈاکٹروں نے کہا ہے کہ اسے پاکیزگی اور طہارت کے حاصل کرنے کے بعد ہی کھایا جائے میرے واپس آنے تک تم اس کی نگہداشت کرتے رہو، میں آ کر اس کے دل اور اس کے کانوں کو کھاؤں گا، اور مابقیہ کو تمہارے کھانے کے لئے رکھ چھوڑوں گا، جب شیر غسل کرنے کے لئے چلا گیا، تو گیدڑ گدھے کے پاس آیا، اور اس کے دل اور کانوں کو کھا گیا، اس امید سے کہ شیر اس سے بدفالی لے گا اور اس میں سے کچھ نہیں کھائے گا، پھر شیر اپنی جگہ واپس آ گیا گیدڑ سے

کہا: گدھے کا دل اور اس کے کان کہاں ہیں؟ گیدڑ نے کہا: کیا آپ کو پتہ نہیں، اگر اس کا دل ہوتا تو وہ اس سے سمجھتا، اور کان ہوتے تو اس سے سنتا، وہ چھوٹ جانے کے بعد تمہارے پاس دوبارہ نہیں آتا اور ہلاکت سے بچ جاتا۔

میں نے یہ مثال تم سے اس لئے بیان کی ہے، تاکہ تمہیں یہ پتہ چل جائے کہ میں اس گدھے کی طرح نہیں جس کے بارے میں گیدڑ نے یہ باور کرایا تھا کہ اسکا دل اور کان نہیں ہوتے؛ لیکن تم نے میرے ساتھ مکر وفریب کیا اور مجھے دھوکا دیا، تو میں نے تمہاری دھوکہ بازی کے طرح تم سے دغا کیا، اس طرح میں نے اپنے معاملے میں زیادتی کی اصلاح کرلی، یوں کہا جاتا ہے کہ: جہالت ولاعلمی سے جو چیز بگڑ جاتی ہے اس کی اصلاح علم کے ذریعے ہوتی ہے، کچھوے نے کہا: تم نے سچ کہا: لیکن نیک آدمی کو اپنی غلطی اور لغزش کا اعتراف ہوتا ہے جب وہ کسی غلطی کا ارتکاب کرتا ہے تو اپنے قول وفعل میں سچائی کیوجہ سے اس کی اصلاح کرنے سے نہیں شرماتا، گرچہ وہ کسی ایسی مصیبت میں مبتلا ہوجائے، جس سے وہ اپنی تدبیر اور عقل ودانائی سے خلاصی حاصل کرسکتا ہے، اس شخص کی طرح جو زمین سے ٹھوکر کھاتا ہے، پھر عمداً اس پر کھڑا ہوتا ہے...... یہ اس شخص کی مثال ہے جو اپنی ضرورت کا متلاشی ہوتا ہے جب وہ اسے حاصل کرلیتا ہے اسے گم کردیتا ہے۔

عابد اور نیولا

بادشاہ دبشلیم نے بیدبا فیلسوف سے کہا: میں نے یہ مثال سنی ہے، مجھے اس جلد باز آدمی کی مثال بتاؤ جو اپنے معاملے میں غور وفکر سے کام نہیں لیتا اور نہ ہی انجام کار پر نظر رکھتا ہے، فیلسوف نے کہا: جو شخص اپنے کسی کام میں خوب چھان بین نہیں کرتا، وہ ہمیشہ نادم اور شرمندہ رہتا ہے، اور وہ اسی انجام سے دوچار ہوتا ہے جس سے نیولے کے قتل کرنے کے بعد عابد دوچار ہوا تھا، بیدبا نے کہا: وہ کیسے ہوا تھا؟

فیلسوف نے کہا: یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک عابد وزاہد شخص سرزمین ’جرجان‘ میں رہا کرتا تھا، اس کی بیوی بے انتہا خوبصورت تھی، بہت زمانے تک ان کے یہاں لڑکا نہیں ہوا، پھر وہ عورت ناامیدی کی طویل مدت کے بعد امید سے ہوئی، اس سے عورت بھی خوش ہوئی اور عابد بھی خوش ہوا، اس نے اللہ کی تعریف کی، اور اللہ عزوجل سے یہ سوال کیا کہ یہ حمل لڑکا ہو، اور اس نے اپنی بیوی سے کہا: تمہیں خوشخبری ہو، مجھے یہ امید ہے کہ یہ لڑکا ہوگا، جس میں ہمارے لئے بہت سارے منافع اور آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان ہوگا، میں اس کے لئے بہترین نام چنوں گا، اور تمام ادیبوں کو بلالاؤں گا، عورت نے کہا: اے وہ شخص کیوں تم نامعلوم چیزوں کے بارے میں گفتگو کر رہے ہو، یہ لڑکا ہوگا یا نہیں ہوگا پتہ نہیں، جو شخص اس طرح کرتا ہے وہ انھیں احوال سے دوچار ہوتا ہے جس سے وہ عابد دوچار ہوا تھا جس نے اپنے سر پر گھی اور شہد ڈال لیا تھا، عابد نے اپنی بیوی سے کہا: یہ کیسے ہوا تھا؟

عورت نے کہا: یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک عابد تھا جس کے پاس ایک تاجر کے گھر سے ہر دن گھی اور شہد آتا تھا، وہ اس میں سے اپنی ضرورت کے بقدر رکھتا اور باقی

کو اٹھا کر رکھ دیتا، اور اسے ایک گھڑے میں ڈال دیتا جسے وہ گھر کے کونے میں ایک کھونٹ میں ٹانک کر رکھتا، وہ گھڑا گھی سے بھر گیا، ایک دن وہ عابد شخص اپنی پیٹھ کے بل لیٹا ہوا تھا، اس کی لاٹھی اس کے ہاتھ میں تھی، گھڑا اس کے سر کے اوپر لٹکا ہوا تھا، وہ گھی اور شہد کی مہنگائی کے بارے میں سوچنے لگا، پھر اس نے کہا: میرے اس گھڑے میں جو کچھ ہے اسے ایک دینار کے عوض فروخت کردوں گا، اور اس سے دس بکریاں خریدوں گا، وہ حمل سے ہوکر ہر پانچ مہینے میں ایک بچہ جنیں گی پھر تھوڑے ہی دنوں کے بعد جب ان کے بچے ہونے لگیں گے، تو بے شمار بکریاں ہوجائیں گی، پھر اس نے اس طرح سے کئی سالوں کا حساب لگایا، تو یہ چار سو سے زیادہ بکریاں ہو رہی تھیں، اس نے کہا: میں اس سے سو گائے خریدوں گا، ہر چار بکریوں کے عوض ایک بیل یا گائے آئے گی، ایک زمین اور بیج خریدوں گا، ایک مزدور کو اجرت دوں گا، بیلوں سے جتائی کروں گا، گائیوں کے دودھ اور بچوں سے فائدہ اٹھاؤں گا، پھر اس پر پانچ سال نہیں گذریں گے کہ مجھے کھیت سے بے شمار مال ودولت حاصل ہوگی، میں ایک بہترین گھر بناؤں گا، بہت سی باندیوں اور نوکروں کو خریدوں گا، نہایت ہی حسین وجمیل عورت سے شادی کروں گا، پھر وہ ایک نہایت ہی مطیع وفرماں بردار بچے کو لے آئی گی، میں اس کا بہترین نام رکھوں گا، جب وہ جوان ہوگا تو میں اسے آداب واخلاق سکھاؤں گا، اس کی بہترین تربیت کروں گا، اور میں اس بارے میں اس پر سختی برتوں گا، اگر وہ میری بات مان لے تو ٹھیک ہے، ورنہ میں اسے اس لاٹھی سے ایسے ماروں گا، اس نے اپنے ہاتھ کو (جس میں لکڑی تھی) اس گھڑی کی طرف بڑھایا، وہ کھڑا ٹوٹ گیا، گھڑے میں جو کچھ تھا وہ اس کے منہ پر گر گیا۔

میں نے تمہارے سامنے یہ مثال اس لئے بیان کی ہے؛ تاکہ تم جس چیز کا ذکر مناسب نہیں اس کے ذکر کرنے میں عجلت اور جلد بازی نہ کرو، نہیں معلوم کہ یہ صحیح ہے بھی کہ نہیں؟ عابد نے اپنی بیوی کی حکایت سے نصیحت حاصل کی، پھر عورت نے ایک خوبصورت بچہ جنا، اس کا باپ اس سے بہت خوش ہوا، چند دنوں کے بعد اس کے پاکی کا وقت آگیا، عورت نے عابد سے کہا: آپ اپنے بچے کے پاس بیٹھے رہیئے، میں حمام جاکر

غسل کر کے آتی ہوں، پھر وہ حمام چلی گئی، شوہر کو بیٹے پاس چھوڑ گئی، تھوڑی ہی دیر بعد اسے بادشاہ کا ایلچی بلانے کے لئے آ گیا، اپنے بچے کے پاس اپنے جانے بعد وہاں رہنے کے لئے سوائے اس نیولا کے جس کو اس نے پال رکھا تھا، کوئی نہیں تھا، وہ بھی اس کے پاس اس کے بچے کے مانند تھا، عابد نے اسے بچے کے پاس چھوڑ دیا اور دروازہ کو بند کر کے ایلچی کے ساتھ چلا گیا، گھر کے کسی پتھر میں سے ایک سانپ نکل آیا، اور بچے کے قریب پہونچ گیا، اسے نیولے نے مار دیا، پھر اس پر حملہ کر کے اس کو قتل کر دیا، پھر اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا، اس کا چہرہ سانپ کے خون میں لت پت ہو گیا، پھر عابد آیا اور دروازہ کھولا، نیولے نے اس سے اس طرح ملاقات کی گویا وہ اسے سانپ کے مار ڈالنے کی خوشخبری دے رہا ہو، جب عابد نے اسے خون میں لت پت دیکھا تو وہ ڈر گیا، اس کے ہوش وحواس جاتے رہے، اسے ایسے لگا کہ نیولے نے اس کے بچے کا گلہ کھونٹ دیا ہے، اس نے اس معاملے کی تحقیقات نہیں کی، اس نے اس بارے میں حقیقت کو جاننے کے لئے تفتیش اور تحقیق نہیں کی کہ اس کی وجہ سے گمان کے خلاف کچھ کر بیٹھوں، لیکن اس نے نیولے کو اپنے ہاتھ میں موجود لاٹھی سے اس کے سر پر اس زور سے مارا کہ وہ مر گیا، عابد اندر گیا تو لڑکے کو صحیح سالم زندہ پایا، وہیں اس کے پاس سانپ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر پڑا ہوا تھا جب اس نے حقیقتِ حال کو جانا، جلد بازی میں اس سے سرزد ہونے والی اس غلط حرکت کا اسے علم ہوا، تو وہ اپنے سر کو پیٹ کر رہ گیا، اور کہنے لگا: کاش کہ مجھے یہ بیٹا نہ ہوا ہوتا، اور میں اس طرح دھوکہ نہ کھاتا، بیوی آئی اور اس نے اسے اس حالت میں دیکھا، تو اس سے پوچھنے لگی، کیا ہو گیا؟ اس نے اسے نیولے کے اچھے سلوک اور اس کے اسے برا بدلہ دینے کا ذکر کیا، عورت نے کہا: یہ جلد بازی کا نتیجہ ہے، یہ اس شخص کی مثال ہے جو اپنے معاملے کی تحقیق نہیں کرتا، جلد بازی اور عجلت میں اپنی چاہتوں پر عمل ہوا پیرا ہوتا ہے۔

چوہا اور بلی

دبشلیم بادشاہ نے بیدبا فیلسوف سے کہا: میں نے یہ مثال سنی ہے، مجھے اس شخص کی مثال بتاؤ جس کے بے شمار دشمن ہوں، جنھوں نے اسے ہر جانب سے گھیر رکھا ہو، وہ ان کی وجہ سے بالکل ہلاکت کے قریب پہونچ گیا ہو، اور وہ ان میں سے کچھ دشمنوں سے دوستی اور مصالحت کے ذریعے بچاؤ اور نجات کی راہیں تلاش کرتا رہا، اور وہ خوف سے بچ کر امان میں آ گیا، فیلسوف نے کہا: دوستی اور دشمنی ہمیشہ ایک حالت پر نہیں رہتی کبھی دوستی دشمنی سے بدل جاتی ہے اور کبھی دشمنی دوستی سے بدل جاتی ہے، اس بارے میں بے شمار واقعات حالات اور تجربات ہیں، صاحب الرائے ان تمام واقعات سے ایک نئی رائے قائم کرتا ہے، دشمن کی جانب سے شجاعت وقوت کا سبق لیتا ہے اور دوست کی جانب سے انسیت کا، دانا شخص کو دشمن کی اپنے دل میں موجود دشمنی کسی خوف واندیشے کو دور کرنے یا کسی نفع کو حاصل کرنے کے لئے اس سے قربت ونزدیکی اور مدد حاصل کرنے کے لئے آڑ نہیں بنتی، جو شخص اس کام کو احتیاط کے ساتھ انجام دے لیتا ہے، وہ اپنے مقصد کو پالیتا ہے، اس کی مثال چوہے اور بلی کی مثال ہے، جس وقت وہ دونوں مصیبت میں پھنس گئے تھے، وہ دونوں آپس کے صلح صفائی کے ذریعے اس مصیبت اور پریشانی سے بچ گئے تھے ، بادشاہ نے کہا: وہ کیسے ہوا تھا؟۔

بیدبا نے کہا: یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک بڑے درخت کی جڑ میں ایک بلی کا گھر تھا جس کا نام رومی تھا، وہیں قریب میں ایک بل میں فَریدون نامی ایک چوہا رہا کرتا تھا، اس جگہ شکاریوں کا بکثرت آنا ہوتا تھا جو یہاں کے جانوروں اور پرندوں کا شکار کرتے تھے، ایک دن وہاں ایک شکاری آیا، رومی کے قریب ہی اس نے اپنا جالا ڈال

دیا،تھوڑی دیر میں بلی جالے میں پھنس گئی،چوہا آہستہ آہستہ،روٹی کی تلاش میں رومی سے ڈرتا ہوانکل آیا،چوہے نے اپنے دوڑنے کے دوران بلی کو جال میں دیکھا،اس کو اس طرح دیکھ کر بہت خوش ہوا،پھروہ مڑا تو اسے اپنے نیچے نیولا دکھائی دیا جو اسے پکڑ لینا چاہتا تھا،درخت پر ایک الوتھاوہ بھی اسے اچک لینا چاہتا تھا،وہ اپنے بارے میں حیران وپریشان ہوگیا،اسے یہ اندیشہ ہونے لگا کہ اگر وہ پیچھے کی جانب آتا ہے تو اسے نیولا پکڑ لے گا،اور اگر وہ داہنے یا بائیں جانب جاتا ہے تو اسے الواچک لے گا،اور اگر وہ اپنے آگے جاتا ہے تو بلی اس کا شکار کر لے گی،اس نے اپنے دل میں کہا:ان مصیبتوں نے مجھے گھیر لیا ہے،یہ تمام پریشانی مجھ پر یکجا طور پر آتی ہے،ان آزمائشوں نے مجھے اپنے حصار میں لے لیا ہے۔

اس کے بعد میرے ساتھ میری عقلمندی،دانائی اور ہوشیاری تھی،میرے اس معاملے کی وجہ سے نہ مجھے گھبراہٹ ہوئی اور نہ میری حالت کی وجہ سے مجھے ہول اور خوف ہوا اور نہ مجھ پر دہشت وہیبت طاری ہوئی،او نہ میرا دل ٹوٹ کر اچاٹ ہوگیا،عقلمند اپنی درست رائے کے وقت خوف نہیں کرتا،اور نہ کسی حالت میں اس کا ذہن ودماغ اکٹھے الگ ہوتا ہے،عقل اس سمندر کے مانند ہوتی ہے جس کی گہرائی کو معلوم نہیں کیا جا سکتا،ذی رائے اور عقلمند پر مصیبت اس حد تک نہیں پہونچتی کہ وہ اسے ہلاک کردے،امیدوں کا برآنا،اسے اس حد تک نہیں پہونچاتا کہ جس کی وجہ سے وہ اترائے اور مستی میں آجائے ،اس طرح اس پر معاملے کی حقیقت ڈھنک جائے،مجھے اس مصیبت سے نجات کی ایک ہی شکل نظر آرہی تھی کہ بلی سے صلح کر لی جائے؛چونکہ اس پر بھی میری طرح یا کچھ کم مصیبت ضرور آن پڑی ہے،شاید کہ وہ میں جو گفتگو کروں گا اسے سن لے گی،اور میرے اس فصیح وبلیغ خطاب کو مجھ سے محفوظ کر لے گی،میرے اس دوٹوک سچائی کو خالص تصور کرے گی،جس میں کوئی عذر اور دھوکہ نہیں،وہ اسے سمجھے اور میری مدد کی طمع اور لالچ کرے،اس طرح ہم بچ جائیں۔

پھر چوہا بلی کے قریب آیا،اس سے کہا:کیسی حالت ہے؟اس سے بلی نے کہا:

تمہاری چاہت کے مطابق تنگی اور پریشانی میں ہوں، چوہے نے کہا: میں بھی مصیبت میں تمہارا شریک ہوں، مجھے اپنے نجات کی امید اسی میں نظر آتی ہے، جس میں مجھے تمہاری نجات کی امید نظر آتی ہے، میری اس بات میں نہ کوئی جھوٹ ہے اور نہ کوئی دھوکا ہے، یہ نیولا بھی میرے لئے برا ارادہ رکھتا ہے، اور الو بھی میرے گھات میں ہے، یہ دونوں میرے بھی اور تمہارے بھی دشمن ہیں، اگر تم مجھے امان دو تو میں تمہارے جال کو کاٹ دوں اور تمہیں اس مصیبت سے خلاصی دلاؤ، جب یہ ہم میں سے ہر شخص کی نجات اپنے ساتھی کے ذریعے ہوگی تو یہ کشی اور سواروں کی طرح ہوگا، یہ کشتی کی وجہ سے بچتے ہیں اور کشتی ان کی وجہ سے بچی ہوتی ہے، جب بلی نے چوہے کی بات سنی، اور اس کی سچائی کو جان گئی، تو اس نے اس سے کہا: تمہاری بات حق اور درست نظر آتی ہے، مجھے بھی تمہارے اور میرے بچاؤ کی امید میں دلچسپی ہے، چوہے نے کہا: میں تمہارے قریب آ کر تمہارے ساری رسیاں کاٹ دوں گا، صرف ایک رسی کو چھوڑ دوں گا، تا کہ مجھے تمہاری جانب سے بھروسہ اور اعتماد ہوجائے، پھر چوہا بلی کی رسیوں کو کاٹنے لگا، پھر الو اور نیولے نے جب چوہے کو بلی سے قریب ہوتے ہوئے دیکھا تو وہ اس سے مایوس ہوکر لوٹ گئے پھر جب چوہا رومی کی رسیوں کو کاٹنے میں تاخیر کرنے لگا، تو اس نے اس سے کہا: تم مجھے میری رسیوں کے کاٹنے میں پھرتی کرتے نظر نہیں آرہے ہو؟ جب تم نے اپنے مقصد کو پالیا تو تم معاہدہ سے مکر گئے، اور میری ضرورت میں تاخیر کرنے لگے، حالانکہ نیکوکاروں کا یہ طریقۂ کار نہیں ہوتا؛ چونکہ شریف، نیک شخص اپنے دوست اور ساتھی کے حق میں تاخیر نہیں کرتا، گذشتہ میری دوستی اور رفاقت سے تم کو جو فائدہ اور نفع ہوا ہے اسے تم دیکھ چکے ہو، تم کو اس کا بدلہ چکانا چاہئے، میرے اور تمہارے درمیان جو دشمنی رہی ہے اس کو یاد نہ کرو، میرے اور تمہارے درمیان جو صلح صفائی ہوگئی ہے، اس کی وجہ سے تمہیں یہ چیزیں بھلا دینا چاہئے ،اس کے ساتھ وفاداری کا جو اجر ثواب ہے، اور دھوکہ دہی کا جو انجام ہے وہ علٰحدہ ہے، شریف شکر گذار ہوتا ہے، کینہ رکھنے والا نہیں ہوتا، اس کے ساتھ صرف ایک احسان اور بھلائی ہی اس کے بے شمار خرابیوں اور برائیوں کو بھلا دیتی ہے، یوں کہا جاتا ہے: جس

انجام اور برائی سے جلد دوچار ہوا جاتا ہے وہ دھوکہ دہی کا انجام ہے، جس سے عاجزی کی جائے اور عفو وعافیت کا مطالبہ کیا جائے اور وہ اس پر مہربانی نہ کرے اور اس کو معاف نہ کرے تو اس نے اسے دھوکہ دیا، چوہے نے کہا: دوست دو طرح کے ہوتے ہیں ، ایک رضا کار، دوسرے مجبور، یہ دونوں نفع کے طالب ہوتے ہیں، اور نقصان سے بچاؤ کرتے ہیں، رضا کار دوست کے ساتھ مہربانی اور شفقت کی جاتی ہے، اور وہ تمام احوال سے مامون اور محفوظ ہوجاتا ہے، مجبور دوست بسا اوقات اس کے ساتھ بھی شفقت ونرمی کا برتاؤ کیا جاتا ہے، اور کبھی اس سے احتیاط برتا جاتا ہے، عقلمند اپنی بعض ضروریات کو بعض چیزوں کے خوف واندیشے سے رہن رکھتا ہے، دوست کی دوستی کا انجام بجلد نفع حاصل کرنا اور اپنے مطلب کو حاصل کرنا ہوتا ہے، جو میں نے تم سے عہد کیا ہے اسے پورا کروں گا، لیکن اس کے باوجود اپنی حفاظت کا انتظام بھی کروں گا؛ چونکہ مجھے یہ اندیشہ ہے کہ تمہاری جانب سے مجھے وہی مصیبت پہونچے جس کے خوف سے میں نے تم سے مصالحت کی ہے، اور جس کی وجہ سے تم نے میری بات قبول کی ہے؛ چونکہ ہر کام کا ایک وقت ہوتا ہے، جو کام اپنے وقت پر نہیں ہوتا اس کا انجام بھی ٹھیک نہیں ہوتا، میں تمہارے تمام رسّیوں کو کاٹ دوگا، البتہ ایک گرہ رکھ چھوڑوں گا، جسے تمہارے پاس گروی رکھوں گا، میں اسے اسی وقت کاٹوں گا جس وقت مجھے معلوم ہوجائے تم مجھ سے غافل ہو یعنی جس وقت میں شکاری کو دیکھوں گا، پھر چوہا بلی کی رسّیوں کو کاٹنے لگا، اسی طرح شکاری بھی آپہونچا، اس سے بلی نے کہا: اب تو میری رسّیوں کو کاٹنے میں جلدی کرو، چوہے نے کاٹنے میں بہت محنت کی، جسے ہی وہ اسی کو کاٹ چکا تو بلی شکاری کے ڈر سے درخت پر چڑھ گئی، چوہا کسی پتھر میں چلا گیا، شکاری آیا، اس نے اپنی رسّیوں کو کٹا ہوا پایا، پھر وہ وہاں سے ناکام واپس چلا گیا۔

پھر اس کے بعد چوہا باہر نکل آیا، بلی کے قریب آنا مناسب نہ سمجھا اس کو بلی آواز دیا: اے خیر خواہ دوست، تم میر قریب کیوں نہیں آرہے ہو؟ تاکہ میں تمہیں تمہارے حسن سلوک اور نیکی کا بدلہ دوں، میر پاس آؤ، میری دوستی کو ختم نہ کرو؛ چونکہ جو شخص کسی کو دوست

بتاتا ہے اور پھر اس کی دوستی کو ختم کر لیتا ہے، تو اس دوستی کا پھل اور فائدہ حاصل نہیں ہوتا، ساتھی اور دوست بھی اس کے نفع سے مایوس ہوجاتے ہیں، تمہارا میرے اوپر نہ بھلائے جانے والا احسان ہے، تمہیں خود میرے اور میرے دوستوں کی جانب سے بدلے کا متلاشی ہونا چاہئے، تم مجھ سے کچھ خوف نہ کرو، دیکھو، میری جانب سے ہر چیز تم پر قربان ہے، پھر اس نے قسم کھائی اور اپنے قول کی سچائی کو بتانے کی کوشش کی، چوہے نے اس سے پکار کر کہا: بہت سی ظاہری دوستیاں اس کے اندر دشمنی چھپی ہوتی ہے، یہ ظاہری دشمنی سے بھی بڑھی ہوتی ہے، جو شخص اسے بچاؤ نہیں کرتا ہے اس کی حالت اس شخص کی سی ہوتی ہے، جو پاگل ہاتھی کی پیٹھ پر سوار ہوتا ہے، پھر اس پر نیند کا غلبہ ہوتا ہے، پھر وہ ہاتھی کے پیروں کے نیچے بیدار ہوتا ہے، وہ اسے روند کر قتل کرتا ہے، دوست کو دوست اس وجہ سے کہا جاتا ہے؛ چونکہ اس کی دوستی سے نفع کی امید ہوتی ہے، دشمن کو دشمن اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ؛ چونکہ اس سے نقصان کا اندیشہ ہوتا ہے، عقلمند کو جب دشمن سے نفع کی امید ہوتی ہے، تو وہ اس سے دوستی کا مظاہرہ کرتا ہے، اور جب دوست سے نقصان کا اندیشہ ہوتا ہے تو اس سے دشمنی کا مظاہرہ کرتا ہے جانور بھی اپنی ماؤں کے پیچھے دودھ کی تلاش میں چلتے ہیں، جب دودھ ختم ہوجاتا ہے تو اس سے اعراض کرتے ہیں، بسا اوقات کوئی دوست اپنے دوست سے اپنے تعلقات قطع کرلیتا ہے؛ چونکہ اسے اس کے شر اور برائی کا ڈر ہوتا ہے ؛ چونکہ اصل میں وہ اس سے دشمنی کرنا نہیں چاہتا، البتہ جس سے اصل میں دشمنی ہی ہو، پھر کسی صورت سے اس سے دوستی ہوجائے تو اس ضرورت کے پورا ہونے پر دوستی ختم ہوجاتی ہے اور وہ دشمنی سے بدل جاتی ہے، پھر وہ اپنی اصلی حالت پر آجاتی ہے، اس پانی کی طرح جسے آگ پر گرم کیا جاتا ہے، پھر جب پانی کو آگ سے ہٹایا جاتا ہے تو وہ پھر ٹھنڈا ہوجاتا ہے میرے لئے تم سے زیادہ نقصان دہ دشمن کوئی نہیں ہے، میری اور تمہاری ضرورت اور مجبوری کی وجہ سے ہم نے یہ مصالحت اور اتفاق کیا تھا، جس معاملے میں مجھے تمہاری ضرورت اور تم کو میری ضرورت تھی وہ معاملہ ختم ہوچکا، مجھے یہ اندیشہ ہے کہ اس معاملے کے ختم ہوتے ہی دشمنی بھی عود کر آئی ہوگی، کمزور کے لئے طاقتور دشمن کی قرابت او

رنز دیکی مناسب نہیں، مجھے تمہاری میری ضرورت اس قدر سمجھ میں آرہی ہے کہ تم مجھے کھانا چاہتی ہو، اور...... مجھے تمہاری میری ضرورت نہیں ہے، مجھے تم پر کوئی بھروسہ نہیں؛ چونکہ مجھے یہ معلوم ہے کہ کمزور، دشمن سے بچاؤ کرنے والا، اس طاقتور سے زیادہ محفوظ و مامون ہوتا ہے، جو کمزور سے دھوکا کھا جاتا ہے، اور اس سے مطمئن رہتا ہے، عقلمند ضرورت کے وقت اپنے دشمن سے صلح کرتا ہے، اور اس سے اپنی محنت اور دوستی کا مظاہرہ کرتا ہے، اگر ضروری ہو تو اس پر رحم اور شفقت بھی کرتا ہے، پھر ضرورت ختم ہو جائے تو فوراً اپنا ہاتھ کھینچ لیتا ہے، عقلمند اپنے دشمن سے جس بارے میں صلح کرتا ہے، اس عہد کو پورا کرتا ہے، لیکن اس پر مکمل بھروسہ نہیں کرتا، اس کے قریب ہوتے ہوتے اسے چین وسکون نہیں ہوتا، اسے جس قدر ہو سکے اس سے دور ہی رہنا چاہئے، میں تم سے دور ہی سے محبت کرتا ہوں، میں تمہارے واسطے تمہارے باقی اور صحیح سالم رہنے کی چاہت کرتا ہوں، جب کہ یہی چیز میں پہلے نہیں چاہتا تھا، تم بھی میرے اس سلوک کا بدلہ اسی کے مثل سے دے سکتی ہوں، ہمارے اکٹھا ہونے کی کوئی صورت نہیں۔

بادشاہ اور ''فنزہ'' پرندہ

ذشلیم بادشاہ نے بید با فیلسوف سے کہا: میں نے یہ مثال سنی ہے، مجھے ان بدلہ لینے والوں کی مثال بتاؤ جنھیں ایک دوسرے سے بچاؤ کرنا چاہئے، بید با نے کہا: یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک ہندوستانی بادشاہ جس کا نام بریدون تھا، اسکا ایک پرندہ تھا جس کا نام فنزہ تھا، اس کا ایک بچہ تھا، یہ پرندہ اور اس کا بچہ بہترین گفتگو کرتے تھے، بادشاہ بھی ان دونوں سے بہت خوش تھا، بادشاہ نے ان دونوں کو اس کی بیوی کے پاس لے جانے کے لئے کہا اور بیوی سے کہا کہ: ان دونوں کی اچھی نگہداشت کرے، انھیں دنوں بادشاہ کو ایک لڑکا ہوا، پرندہ کے بچہ اس لڑکے سے مانوس ہوگیا، یہ دونوں بچے مل جل کر کھیلتے، فنزہ ہر روز پہاڑ پر جاتا اور وہاں سے ایک نیا پھل روز لاتا، آدھا بادشاہ کے لڑکے کو کھلاتا اور آدھا اپنے چوزے کو کھلاتا، یہ دونوں جلدی جلدی بڑے ہونے لگے، ان کی بڑھوتری میں اضافہ ہوتا رہا، بادشاہ کو بھی ان میوہ جات کے اثرات ان پر واضح طور پر نظر آنے لگے، اس کی وجہ سے فنزہ کی عزت عظمت اور محبت بادشاہ کے یہاں اور بڑھ گئی، ایک دن فنزہ پھلوں کی تلاش میں باہر گیا ہوا تھا، اس کا چوزہ لڑکے کے گود میں بیٹھا ہوا تھا، اس نے لڑکے کے گود میں پیشاب کر دیا، بچے کو غصہ آ گیا، اس نے چوزے کو لے کر زمین پر مار دیا، تو وہ مر گیا، پھر فنزہ واپس آیا تو اپنے بچے کو مرا ہوا پایا، وہ چلانے اور غم کا اظہار کرنے لگا، اور کہا: ان بادشاہوں کا برا ہو جن کے یہاں نہ کوئی عہد و پیمان ہوتا ہے اور نہ وفاداری ہوتی ہے، اس شخص کی تباہی ہو جسے ان بادشاہوں کی محبت اور رفاقت حاصل ہوئی ہو جن کے یہاں حمیت وغیرت نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی، وہ کسی سے محبت اور ان کا اعزاز واکرام اسی وقت کرتے ہیں جب ان کو ان کے پاس کے پاس موجود مال ودولت کی لالچ ہوتی ہے، یا وہ کسی کے علم کی ضرورت

مند ہوتے ہیں، وہ اسی کا اعزاز واکرام کرتے ہیں، جب وہ ان سے اپنی ضرورت حاصل کر لیتے ہیں تو نہ محبت ہوتی ہے نہ بھائی چارہ ہوتا ہے، نہ احسان ہوتا ہے اور نہ گناہوں کی بخشش اور معافی ہوتی ہے اور نہ حق کی پہچان ہوتی ہے، ان کے سارے معاملات ریاکاری اور فسق وفجور پر مبنی ہوتے ہیں، وہ اپنے لڑکے کے گناہ کو بھی چھوٹا سمجھتے ہیں، اور اپنی خواہشات کے خلاف چھوٹی چیز کو بھی بڑے سمجھتے ہیں، انھیں میں سے یہ ناشکرا بھی ہے، جس میں کوئی رحم وکرم نہیں، اپنے دوست اور بھائی کو دھوکہ دینے والا، نہایت ہی غصے میں اس نے لڑکے کے چہرہ پر حملہ کر دیا، اس کی دونوں آنکھیں پھوڑ کر اڑ گیا، پھر جا کر ایک درخت پر بیٹھ گیا، جب بادشاہ کو اس کی خبر ملی تو اس نے بہت زیادہ دکھ اور غم کا اظہار کیا، اس نے اس کے لئے حیلہ کرنا چاہا، اس کے قریب کھڑے ہو کر اسے آواز دیا، اور اس سے کہا: تم بالکل مامون ہو، فنزہ تم درخت پر سے اُتر آؤ، اس نے اس سے کہا: بادشاہ سلامت! دھوکہ باز دھوکہ میں ماخوذ ہوتا ہے، اگر وہ بجلد انجام سے دوچار نہ ہوتا خیر صحیح اپنے انجام سے دوچار ضرور ہوگا، یہاں تک کہ وہ سزا پر سزا سے دوچار ہوتا رہے گا۔ تمہارے بیٹے نے میرے بیٹے کو دھوکہ دیا، تو وہ اس کے انجام سے، بجلد دوچار ہوگیا، بادشاہ نے کہا: اللہ کی قسم! ہم نے تمہارے بیٹے کو دھوکہ دیا تم نے ہم سے انتقام لیا، نہ تم کو ہم سے کوئی بدلہ لینا ہے اور نہ ہم کو تم سے کوئی بدلہ لینا ہے، لہٰذا تم امن وامان کے ساتھ ہمارے پاس لوٹ آؤ، فنزہ نے کہا: میں تمہارے پاس دوبارہ کبھی نہیں آؤں گا، عقلمندوں نے مقتول کے اس وارث کے قریب جانے سے منع کیا جو بدلہ نہ لے سکے۔

یوں کہا جاتا ہے: عقلمند اپنے والدین کو دوست، بھائیوں کو رفیق، بیویوں کو محبت کرنے والیاں، لڑکیوں کو فریق مخالف، رشتہ داروں کو قرض خواہ اور اپنے آپ کو یکا وتنہا شمار کرتا ہے، میں وہ اجنبی، تنہا، دھتکارا ہوا شخص ہوں، جس نے تمہارے پاس سے غم واندوہ کا وہ بھاری بوجھ حاصل کیا ہے، جس کو میرے ساتھ کوئی دوسرا نہیں اٹھا سکتا ہے، میں جارہا ہوں میری طرف سے تم کو سلام۔

اس سے بادشاہ نے کہا: اگر تم نے اس قسم کی جرأت وہمت، ہمارے تمہارے

ساتھ حسن سلوک کی وجہ سے کی ہوتی، یا تمہاری یہ حرکت، ہماری جانب سے دھوکہ دہی کے ابتداء کے بغیر ہوتی تو بات تمہارے کہنے کے مطابق ہوتی، جب دھوکہ دہی کی ابتداء ہماری طرف سے ہوئی ہے تو تمہارا گناہ کیا ہے؟ تمہیں ہم پر بھروسہ کرنے سے کونسی چیز مانع بن رہی ہے؟ چلو ہمارے پاس آؤ، تم مامون ہو، فنزہ نے کہا: دیکھو، دشمنی، کینہ کے لئے دلوں میں مضبوط جگہ اور کسک ہوتی ہے، زبان دل کے بارے میں صحیح خبر نہیں دیتی ہے، دل، دل کے حوالے سے گواہی دینے میں زبان سے زیادہ انصاف پسند ہوتا ہے، مجھے یہ معلوم ہے کہ میرا دل تمہاری زبان کی اور تمہارا دل میری زبان کی گواہی نہیں دے رہا ہے، بادشاہ نے کہا: کینہ، دشمنی اور بغض بہت سے لوگوں کے بیچ ہوتا ہے، عقلمند کینہ دشمنی کو ختم کرنے کا بمقابل اس کی تربیت اور پرورش کے زیادہ شوقین ہوتا ہے، فنزہ نے کہا: بات ایسی ہی ہے جیسے آپ نے کہا: اس کے باوجود عقلمند کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ یہ سمجھ بیٹھے کہ، وارث اپنے موروث کے قتل کی تکلیف کو بھول بیٹھا ہے، اور اس نے اس حوالے سے سوچنا ترک کر دیا ہے، ذی رائے، عقلمند دھوکہ دہی، مکر و فریب کا اندیشہ کرتا ہے، وہ یہ جانتا ہے کہ بہت سے دشمنوں سے سختی، مخالفت اور دشمنی کے ذریعے اس قدر قابو نہیں پا سکتا، جس قدر ان کو نرمی، رقت، اور مہربانی کے ذریعے زیر کیا جا سکتا ہے، (ان کا شکار کیا جا سکتا ہے) جیسے جنگلی ہاتھی کا شکار پالتو ہاتھی کے ذریعے کیا جاتا ہے، بادشاہ نے کہا: عقلمند، شریف شخص اپنے محبوب کو نہیں چھوڑتا ہے، اپنے بھائیوں سے قطع تعلق نہیں کرتا ہے، اور اپنے دوستوں کو ضائع نہیں کرتا گرچہ اسے خود اپنے اوپر خوف ہو، بلکہ یہ اوصاف تو آخری درجے کے جانوروں میں بھی ہوتے ہیں، مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ کھلاڑی کتوں سے کھیلتے ہیں، پھر انھیں ذبح کر کے کھا جاتے ہیں، جو کتا ان سے مانوس ہوتا ہے وہ یہ سب کچھ دیکھتا ہے، لیکن وہ ان سے جدائیگی نہیں اختیار کرتا ہے، اور اس کی ان سے الفت ومحبت میں یہ چیز آ سکے لئے رکاوٹ بنتی ہے، فنزہ نے کہا: کینہ دشمنی جہاں بھی ہوتی ہے تو اس سے خوف اور اندیشہ ہوتا ہی ہے، بادشاہوں کے دل میں جو کینہ اور دشمنی ہوتی ہے وہ بہت سخت اور خوفناک ہوتی ہے؛ چونکہ بادشاہ انتقام کا طریقہ اختیار کرتے ہیں، وہ تاوان اور بدلہ لینے

کوعزت اور فخر سمجھتے ہیں؛ عقل مند ،بغض وحسد کے ٹھنڈے پڑنے سے دھوکہ نہیں کھاتا، دل میں کینے کی مثال اگر اس کا کوئی محرک اور داعی نہ ہوتو اس چھپے ہوئے آگ کے ڈلے کی سی ہے جسے ایندھن (لکڑیاں) نہیں ملتی، دواعی ومحرکات اور اسباب کے تلاش وجستجو کے ساتھ کینہ اور دشمنی جدا نہیں ہوتی، جیسے آگ لکڑی کو چاہتی ہے، جب کوئی وجہ اور سبب پایا جاتا ہے تو یہ کینہ بھی آگ کی طرح بھڑک اٹھتا ہے، نہ اس کینہ کی آگ کو بہترین گفتگو کے ذریعے، نہ ہی نرمی سے، نہ مہربانی سے نہ عاجزی وانکساری سے، نہ ظاہری بناوٹ سے اور نہ اس کے علاوہ کسی دوسری چیز سے بغیر جانوں کے تلف کے بجھایا جاسکتا ہے، حالانکہ قاتل مقتول کے وارث کو اپنی استطاعت وقدرت کے مطابق نفع اور فائدہ پہونچا کر اس سے معافی تلافی کی امید کرتا ہے، لیکن میں تمہارے دل میں موجود کینہ، کپٹ کو دور کرنے پر بالکل قادر نہیں ہوں، اور اگر تمہارا دل تم سے جو کہہ رہا ہے اس سے معمولی ہے بھی تو اس سے بھی مجھے کوئی بے نیازی حاصل نہیں ہوسکتی، جب تک ہم ساتھ رہیں گے تو میں خوف واندیشے اور بدگمانی میں رہوں گا، میرے اور تمہارے درمیان جدائیگی کی ہی میری رائے ہے، میری طرف سے تم کو سلام۔

بادشاہ نے کہا: میں جانتا ہوں کہ کوئی کسی کو نہ نفع پہونچا سکتا ہے اور نہ نقصان، جو کچھ بھی چھوٹی بڑی مصیبت کسی کو پہونچتی ہے تو وہ تقدیری فیصلوں کے تحت، جیسے مخلوقات کا وجود میں آنا، بچوں کا پیدا ہونا، کسی چیز کا باقی اور حیات رہنا، اس میں مخلوق کا کوئی دخل نہیں، ایسے کسی چیز کے فناء یا ہلاکت میں بھی کسی کا دخل نہیں ہوتا، جو کچھ تم نے میرے بچے کے ساتھ کیا اس میں نہ تمہارا گناہ ہے اور جو میرے بچے نے تمہارے بچے کے ساتھ کیا اس میں تمہارا کچھ گناہ نہیں، یہ تمام چیزیں تقدیری فیصلے ہیں، ان میں سے ہر چیز کے اسباب اور محرکات ہیں، تقدیر جن چیزوں پر آتی ہے، ہم اس کا مواخذہ نہیں کرسکتے، فنزہ نے کہا: تقدیر ویسے ہی ہوتی ہے جیسے تم نے ذکر کیا، لیکن یہ چیز مستقل مزاجی، پختہ کار شخص کو اندیشوں سے بچاؤ کرنے سے نہیں روک سکتی، یہ شخص تقدیر پر بھی یقین رکھتا ہے اور حزم واحتیاط کو بھی اپناتا ہے اور قوت کا بھی استعمال کرتا ہے، مجھے یہ معلوم ہے کہ تم ایسی بات

کرر ہے جو تمہارے دل میں نہیں ہے، میرے اور تمہارے درمیان جو معاملہ ہے وہ کوئی معمولی معاملہ نہیں ہے؛ چونکہ تمہارے بیٹے نے میرے بیٹے کو قتل کیا۔ اور میں نے تمہارے بیٹے کی آنکھ پھوڑ دی، تم میرے قتل سے تسلی حاصل کرنا اور مجھے اپنی جان سے غافل کرنا چاہتے ہو اور نفس موت سے انکار کرتا ہے، یوں کہا جاتا ہے محتاجگی مصیبت ہے، غم واندوہ مصیبت ہے، دشمن کی قربت مصیبت ہے، دوستوں کی جدائیگی مصیبت ہے، بیماری مصیبت ہے، بوڑھاپا مصیبت ہے، ان تمام مصائب کی جڑ موت ہے، غمگین او رتکلیف سے دوچار دل کی حالت کو اس شخص سے زیادہ کوئی نہیں جانتا، جس نے اسی کی طرح تکلیف اٹھائی ہو، میں اپنی دل کی حالت سے تمہارے دل کی حالت کا اندازہ کرسکتا ہوں کہ تمہارا دل بھی میرے دل کی طرح انتقام کا جذبہ رکھتا ہے، تمہاری رفاقت اور دوستی میں کوئی خیر اور بھلائی نہیں ہے؛ چونکہ جب بھی تم اپنے لڑکے کے ساتھ میری حرکت کو اور میں جب بھی تمہارے لڑکے کے میرے لڑکے کے ساتھ سلوک کو یاد کروں گا تو اس کی وجہ سے ضرور دلوں میں تبدیلی اور کدورت آئے گی۔

بادشاہ نے کہا: اس شخص میں کوئی خیر اور بھلائی نہیں ہے جو اپنے دل میں موجود چیزوں سے اعراض نہ کرسکتا ہوں اور اس کو اس طرح بھول نہ جاتا ہو اور اسے اس طرح چھوڑ نہ دیتا ہو کہ وہ پھر کبھی نہ یاد آئیں، اور دل میں اس کے لئے بالکل کوئی جگہ نہ رہے، فنزہ نے کہا: جس شخص کے پیر کے نچلے حصے میں پھوڑا اور زخم ہو، گرچہ اسے چلنے کی خواہش ہوتی ہے، لیکن اس کے زخم کو چھیلنا ضروری ہوتا ہے، آشوبِ چشم میں مبتلا شخص کو جب ہوا لگتی ہے تو وہ اس سے اعراض کرتا ہے؛ چونکہ اس کی وجہ سے اس کے آشوبِ چشم میں مزید اضافہ کا خدشہ ہوتا ہے، اس طرح قاتل مقتول کے وارث سے اپنے آپ کو قریب کرکے اپنے ہی کو ہلاکت سے دوچار کرتا ہے، دنیادار کے لئے ہلاکتوں اور نقصانات سے بچاؤ کرنا، معاملات کا اندازہ کرنا، قوت وطاقت پر کم بھروسہ کرنا، اور جن سے اسے امن نہ ہو ان سے دھوکہ کھانا یہ چیزیں ضروری ہیں؛ چونکہ جو شخص اپنی طاقت پر بھروسہ کرتا تو یہ چیز اسے خوفناک راہوں پر چلنے کے لئے آمادہ کرتی ہے، اس طرح وہ اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے کی

کوشش کرتا ہے، جو شخص اپنے لقمے کا اندازہ نہ کر سکے، اور اپنے منہ کی وسعت اور کشادگی سے بڑھ کر اس لقمے کو لے تو بسا اوقات اس کی وجہ سے اس کے گلے میں پھندا لگ جائے گا اور وہ اسی میں مر جائے گا، جو شخص اپنے دشمن کی بات سے دھوکہ کھا جائے، اور حزم واحتیاط کو ترک کر دے تو اس نے اپنے دشمن کی جانب سے خود اپنے اوپر زیادتی کی، کسی بھی شخص کو اس تقدیر پر بھروسہ نہیں کرنا چاہئے جس کے بارے میں یہ نہیں معلوم کہ اس میں سے کونسی چیز وقوع پذیر ہوگی اور کونسی چیز اس کو درپیش نہ ہوگی لیکن اسے تو احتیاط کرنا چاہئے۔قوت وطاقت کو اپنانا چاہئے اور اپنا محاسبہ بھی کرنا چاہئے، عقلمند جس قدر ہو سکے دوسرے پر بھروسہ نہ کرے، اور نہ خوف واندیشہ پر قائم رہے، حالانکہ وہ اس سے نکل بھی سکتا ہے، مجھے اندیشوں سے نکلنے کے لئے بے شمار راستے معلوم ہیں، میں جس راستے پر بھی جاؤں گا، اس پر اپنی ضرورت کی چیز پالوں گا؛ چونکہ جس میں پانچ خصلتیں ہوتی ہیں، تو وہ اسے ہر موقع سے کفایت کرتی ہیں، اسے ہر تنہائی میں انس کا کام دیتی ہیں، بعید کو قریب کرتی ہیں، اسے معاش اور دوستیاں فراہم کرتی ہیں، ایک تو تکلیف کا دور کرنا، دوسرے حسن اخلاق، تیسرے شک وشبہ سے بچنا، چوتھے عادات کا درست ہونا، پانچواں کام میں ذہانت کا ہونا، جب انسان کو اپنی جان پر کسی طرح کا کوئی خوف ہوتا ہے تو اس کا دل مال، اہل وعیال اور وطن سے مانوس اور مطمئن ہو جاتا ہے؛ چونکہ وہ ان تمام چیزوں کی نیابت وجانشینی کی امید رکھتا ہے، اسے خود اپنی نیابت کی امید نہیں ہوتی ہے۔ بدترین مال وہ ہوتا ہے جس میں سے خرچ نہ کیا جائے، بدترین بیوی وہ ہے جو اپنے شوہر کی نافرمان ہو، بدترین لڑکا وہ ہے جو نافرمان اور ماں باپ سے قطع تعلق کرنے والا ہو، بدترین دوست وہ ہے جو مصائب او پریشانیوں کے وقت دوست کی امداد کو چھوڑ دے، بدترین بادشاہ وہ ہے جس سے بے گناہ خوف کرے، اور جو رعایا کی صحیح حفاظت نہ کرے، بدترین شہر وہ ہے جہاں نہ رونق ہو اور نہ امن وسکون، بادشاہ سلامت مجھے آپ کے پاس نہ امن وسکون ہے اور نہ تمہارے پڑوس میں رہنے میں مجھے کوئی اطمینان وراحت ہے، پھر وہ بادشاہ کو الوداع کہہ کر اڑ گیا، یہ وہ ان بدلہ لینے والوں کی مثال ہے جن کے بارے ایک دوسرے پر بھروسہ کرنا مناسب نہیں۔

شیر اور گیدڑ

ذبشلیم بادشاہ نے بیدبا فیلسوف سے کہا: میں نے یہ مثال سنی ہے، مجھے اس بادشاہ کی مثال بتاؤ جو اس بے گناہ شخص سے رجوع کرتا ہے، جسے بغیر گناہ اور جرم کے سزا دی گئی ہے۔

فیلسوف نے کہا: اگر بادشاہ اس شخص سے رجوع نہیں کرتا ہے، جس کو اس سے کسی گناہ کی وجہ یا بغیر کسی گناہ کے تکلیف پہونچی ہے، خواہ اس نے یہ چیزیں ظلماً کی ہو یا نہ کی ہو یہ چیزیں تمام معاملات کے لئے نقصاندہ ہوتی ہیں، بادشاہ کو چاہئے کہ وہ ان چیزوں میں مبتلا شخص کے حالات پر نظر کرتا رہے اور اس کے پاس منفعت بخش چیزوں سے باخبر رہے، اگر اس کی رائے اور امانت پر اعتماد کیا جا سکتا ہے، تو بادشاہ کو اس سے ضرور رجوع کرنا چاہئے ؛ چونکہ حکومت کا کنٹرول کرنا بغیر ذی رائے اور عقلمند لوگوں کے ممکن نہیں ہے، یہی لوگ وزاراء اور دوسرے اعوان وانصار ہوتے ہیں، ان وزراء اور مددگار لوگوں سے بغیر محبت ومودت، اور خیر خواہی اور حسن سلوک کے فائدہ اٹھایا نہیں جا سکتا، اور محبت وخیر خواہی، ذی رائے عقلمند، اور دوست لوگوں سے ہی ہوتی ہے، بادشاہ کے کام بے شمار ہوتے ہیں، اس طرح بادشاہ کو بے شمار کارندوں اور مددگاروں کی ضرورت ہوتی ہے، لیکن ان تمام اوصاف خیر خواہی اور عفت وپاکیزگی کے حامل بہت کم لوگ ہوتے ہیں۔ اس کی مثال شیر اور لومڑی کی مثال ہے۔ بادشاہ نے کہا: یہ کیسے ہوا؟ فیلسوف نے کہا:

یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ کسی کوہ میں ایک گیدڑ رہا کرتا تھا، وہ دیگر گیدڑوں، ببروں اور لومڑیوں میں سے زیادہ زاہد اور عفیف تھا، وہ ان کی طرح حرکتیں نہیں کرتا، وہ ان کی کسی پر حملہ نہیں کرتا تھا اور نہ کسی کا خون بہاتا اور نہ کسی کا گوشت کھاتا، ان درندوں

نے اس سے جھگڑا کیا، اور کہا: ہم تمہاری اس عادت سے خوش نہیں ہیں، اور نہ تمہارے اس زہد اور دنیا سے کنارہ کشی کی رائے پر متفق ہیں، حالانکہ یہ تمہاری دنیا سے کنارہ کشی تمہارے لئے کچھ نفع بخش نہیں ہوگی، تم ہم میں سے ہر شخص کی طرح کاروائی کر سکتے ہو، تم کیوں خون ریزی نہیں کرتے ہو؟ اور گوشت نہیں کھاتے ہو؟ گیدڑ نے کہا: میرا محض تمہارے ساتھ رہنا مجھے گناہوں میں مبتلا نہیں کرسکتا، جب تک میں خود گناہ کرنا نہ چاہوں؛ چونکہ گناہ جگہوں یا ساتھیوں کی وجہ سے نہیں ہوتے، لیکن گناہوں کا تعلق دلوں اور اعمال سے ہوتا ہے، اگر اس جگہ رہنے والا آدمی نیک ہوتا ہے تو اس کے اعمال بھی اچھے ہوتے ہیں، اور اس جگہ رہنے والا برا ہوتا ہے تو اس کے اعمال بھی برے ہوتے ہیں، لہٰذا جو شخص عابد کو اس کے عبادت خانے میں قتل کردے تو وہ گنہ گار نہیں ہوگا اور جو شخص معرکۂ جنگ میں اسے چھوڑ دے تو گنہ گار ہوگا، میں اپنے جسم کے ساتھ تمہارے ساتھ رہتا ہوں، میں اپنے دل واعمال کے ساتھ تمہارے ساتھ نہیں رہتا؛ چونکہ میں اعمال کے ثمرات اور نتائج کو جانتا ہوں، اس لئے میں نے اپنی یہ حالت بنا رکھی ہے، گیدڑ اپنی اسی حالت پر قائم رہا، اور وہ زہد اور دنیا سے کنارہ کشی میں بہت مشہور ہوگیا، اس کی خبر یہاں کے بادشاہ شیر کو پہونچی، اسے اس کی عفت وپاکیزگی، پاکدامنی، دنیا سے بے رغبتی اور امانت کا پتہ چلا تو اس کو اس میں دلچسپی ہونے لگی، چنانچہ شیر نے اس کو بلا بھیجا، جب وہ آیا تو شیر نے اس سے گفتگو کی اور اس کو مانوس کیا، اس نے اسے تمام چیزوں میں اپنے مقصد کے موافق پایا، پھر اسے چند دنوں کے بعد اپنے پاس رہنے کے لئے بلایا، اور اس سے کہا: دیکھو میرے کارندے بہت سارے ہیں اور میرے مددگاروں کی بھی ایک بڑی تعداد ہے، اس کے باوجود بھی............ دیگر مددگاروں کی ضرورت ہے، مجھے تمہاری پاکدامنی، اخلاق، سمجھ بوجھ اور دینداری کا پتہ چلا ہے، اس لئے میری تمہارے اندر دلچسپی بڑھ گئی ہے، میں اپنے بہت بڑے کام کو تمہارے سپرد کرنا چاہتا ہوں، تمہیں بہت زیادہ رتبہ اور مقام دینا چاہتا ہوں، اور تم کو اپنا خصوصی نمائندہ بنانا چاہتا ہوں، گیدڑ نے کہا: بادشاہوں کو اپنے خصوصی کاموں اور اپنے دلچسپ امور میں اپنے مددگاروں کے

انتخاب کا اختیار ہوتا ہے، لیکن انہیں اس معاملے میں کسی پر زبردستی کرنا مناسب نہیں ہوتا؛ چونکہ جس پر زبردستی کی جاتی ہے وہ کام کو اچھی طرح سے انجام نہیں دے سکتا، مجھے بادشاہ کے کام کے لئے زبردستی کی جارہی ہے؛ حالانکہ مجھے اس کا تجربہ نہیں اور نہ مجھ میں بادشاہ کے بارے میں رقت اور نرمی ہے اور آپ درندوں کے سردار ہیں، آپ کے پاس مختلف قسم کے وحشی جانور ہیں، ان میں شریف اور طاقتور لوگ بھی ہیں، اور وہ کام کرنے کے شوقین بھی ہیں، اور وہ اپنے بادشاہوں کے بارے میں نرم رویہ بھی رکھتے ہیں، اگر آپ ان کاموں کے لئے ان کو استعمال کریں تو وہ اس کام کے لئے کفایت کریں گے، اور وہ اس کام کے ملنے پر اپنے آپ پر نازاں بھی ہوں گے، شیر نے کہا: یہ سب باتیں چھوڑ دو، میں تمہیں کام سے دستبردار نہیں کروں گا، گیدڑ نے کہا: بادشاہ کی خدمت دو شخص انجام دے سکتے ہیں، میں ان میں سے کسی میں نہیں ہوں، ایک تو بدکار، نرمی کرنے والا، جو اپنی شرارت سے اپنی ضرورت کو حاصل کر لیتا ہے، اور تکلف و بناوٹ کے ذریعے اپنے آپ کو محفوظ و مامون کر لیتا ہے، یا سادہ لوح اور لاپرواہ شخص، جس سے کوئی حسد نہ کرتا ہو۔ جو شخص سچائی اور پاکیزگی کے ساتھ بادشاہ کی خدمت انجام دینا چاہتا ہے، اس میں بناوٹ، تکلف یا تصنع کو جگہ دینا نہیں چاہتا تو اس وقت وہ بہت کم محفوظ رہتا ہے؛ چونکہ بادشاہ کے دوست او ردشمن دونوں اس کے ساتھ عداوت اور حسد کرنے لگتے ہیں، دوست رتبہ میں اس سے مسابقت کرنا چاہتا ہے، بادشاہ کا دشمن، اس کے بادشاہ کو نصیحت کرنے اور اس کی قائم مقامی کرنے کی وجہ سے اس سے بغض کرنے لگتا ہے، یہ دونوں قسم کے لوگ اکٹھے اس پر ٹوٹ پڑتے ہیں تو وہ ہلاکت کا شکار ہو جاتا ہے، شیر نے کہا: تمہیں میرے ساتھیوں کی تم پر زیادتی اور حسد کا خیال کرنا نہیں چاہئے، میں تمہارے ساتھ ہوں میں اس بارے میں تم کو بے نیاز کر دوں گا، میں تمہاری چاہت کے مطابق شرافت وعزت کے اعلی مقامات پر پہونچاؤں گا، گیدڑ نے کہا: اگر بادشاہ سلامت میرے ساتھ بھلائی اور احسان کرنا چاہتے ہیں تو وہ مجھے اس جنگل میں امن واطمینان کے ساتھ ھموم وغموم سے آزاد، گھاس اور پانی کے ساتھ بخوشی گذر اوقات کرنے کے لئے

چھوڑ دیں؛ چونکہ مجھے یہ معلوم ہے کہ بادشاہ کے قریبی شخص کو صرف ایک گھنٹے میں اس قدر تکالیف اور خوف واندیشے لاحق ہوتے ہیں، جو کسی دوسرے کو پوری عمر میں نہیں لاحق ہوتے، تھوڑے سے ساز وسامان کے ساتھ معمولی زندگی، خوف واندیشوں کے ساتھ بہت ساری زندگی سے بہتر ہے، شیر نے کہا: میں نے تمہاری بات سنی، میں جس چیز سے تمہیں ڈرتے اور خوف کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں، اس کا تمہیں خوف نہ کرنا چاہیئے، تمہاری مدد، میرے معاملے میں بالکل ضروری ہے، گیدڑ نے کہا: اگر بادشاہ یہی چاہتے ہیں تو مجھ سے یہ عہد کریں: اگر بادشاہ کے ساتھیوں میں سے کوئی جو مجھ سے رتبہ میں بڑھا ہوا، اپنے رتبہ اور مقام پر خوف واندیشے کی وجہ سے مجھ پر زیادتی کرے، یا جو رتبہ میں جو مجھ سے کمتر ہو اس مقام ومرتبہ میں مجھ سے مقابلہ کرنے کے لئے ظلم کرے، اگر کوئی بادشاہ کے پاس خود اپنی یا دوسروں کے زبانی کوئی ایسی بات کا ذکر کرے، جس سے وہ بادشاہ کو میرے خلاف اکسانا چاھتا ہو، تو بادشاہ اس بارے میں جلد بازی اور عجلت کا مظاہرہ نہ کرے، اس بارے میں جو بات بھی اسے پہنچے یا اس کے پاس جو بھی ذکر آئے تو اس بارے میں تحقیق وتفتیش کرے، پھر جو چاہے کر گذرے، اگر مجھے بھی اس بارے میں اعتماد ہو جائے تو میں بادشاہ کی پسند میں اس کے خود مدد کروں گا، جس نصیحت اور خیر خواہی کے لئے مجھے بادشاہ نے ترجیح دی ہے اس کے لئے کام کروں گا، میں اس بارے میں کوئی کمی کوتاہی نہ کروں گا، بادشاہ نے کہا: تم کو اس کا بلکہ اس سے زیادہ کا بھی اختیار ہے، پھر بادشاہ نے خزانے کی ذمہ داری اسے سونپی، اپنے دیگر ساتھیوں مقابلے میں اس کے لئے اس کو چنا، اور اس طرح اس کی عزت افزائی کی۔

جب شیر کے ساتھیوں نے یہ دیکھا تو وہ غصہ میں آ گئے اور انہیں برا لگا، انہوں نے اکھٹے ہو کر تدبیر کی، اور متفق ہو کر شیر کو اس کے خلاف ابھارنے کا ارادہ کیا، اس میں شیر کو گوشت کا کوئی حصہ بھا گیا تھا، اس نے اس کی کچھ مقدار الگ کی، اور اس کی حفاظت کرنے کو کہا، اور اسے سب سے زیادہ محفوظ ومامون جگہ میں اٹھا کر رکھنے کا حکم دیا، تاکہ اسے دوبارہ واپس لا کر دیا جا سکے، ان لوگوں نے اسے وہاں سے اٹھایا، اور اسے گیدڑ

کے گھر لے گئے اور اسے وہاں چھپا کر رکھ دیا، گیدڑ کو اس کا پتہ نہیں تھا، پھر وہ لوگ کسی بھی حالت کے درپیش ہونے کی صورت میں جھٹلانے کے لئے آموجود ہوئے، دوسرے دن شیر نے اپنے دوپہر کا کھانا طلب کیا تو اس نے گوشت کو نہیں پایا، اس نے اسے تلاش کرنے کو کہا، تلاش کے باوجود یہ نہ مل سکا، گیدڑ کو اس کے بارے میں جو سازش کی گئی تھی اس کا اسے پتہ نہیں تھا، جنہوں نے یہ چال چلی تھی وہ بھی وہاں آموجود ہوئے، اور مجلس میں آبیٹھے، پھر بادشاہ نے گوشت کے بارے میں دریافت کیا، اس نے اس کی پوچھ گچھ کے بارے میں نہایت سختی اختیار کی، ان لوگوں نے آپس میں ایک دوسرے کو دیکھا، ناصح اور خیر خواہ کی طرح ان میں سے ایک نے کہا: ہم کو بادشاہ کے نفع ونقصان کی اطلاع دینا چاہئے۔ گرچہ بات کسی کو گراں ہی کیوں نہ گذرے۔ مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ گیدڑ ہی یہ گوشت اپنے گھر لے گیا ہے، دوسرے نے کہا: میں تو یہ سمجھتا تھا کہ وہ ایسا نہیں کرے گا؛ لیکن تحقیق وتفتیش کرلو؛ چونکہ مخلوق کی پہچان مشکل ہے، ایک دوسرے نے کہا: اللہ کی قسم! راز پر اطلاع حاصل ہو ہی جاتی ہے، میرا یہ خیال ہے کہ اگر تم لوگ اس بارے میں تفتیش کروگے تو گوشت گیدڑ کے گھر میں مل جائے گا، جو کچھ اس کے عیوب اور خیانت کا ذکر کیا جارہا ہے اس کی بدرجہء اولی تصدیق ہوجائے گی، اور ایک شخص نے کہا: اگر یہ بات سچ ثابت ہوگی تو نہ صرف اس کی خیانت کا پتہ چل جائے گا؛ بلکہ اس کے ساتھ ساتھ کفران نعمت اور بادشاہ کے خلاف اس کی جرأت بھی معلوم ہوجائے گی، ایک شخص نے کہا: تم لوگ انصاف پسند اور شریف لوگ ہو، میں تمہاری تکذیب تو نہیں کرسکتا؛ لیکن اگر بادشاہ تحقیق وتفتیش کے لئے اس کے گھر پر کسی کو بھیج دے تو اس بات کا پتہ چل جائے گا، ایک اور شخص نے کہا: اگر بادشاہ اس کے گھر کی تلاشی لینا چاہتے ہیں تو بجلد یہ کاروائی کریں، چونکہ بادشاہ کے جاسوس اور سی آئی ڈی ہر جگہ موجود ہیں............وہ اس طرح کی بہت ساری گفتگو کرتے رہے، اس طرح یہ بات بادشاہ کے دل میں بیٹھ گئی، اس نے گیدڑ کو لے آنے کو کہا، بادشاہ نے اس سے کہا: جس گوشت کی نگہداشت کا میں نے تم کو حکم کیا تھا وہ کہاں ہے، اس نے کہا: میں نے اسے کھانے کے منتظم کو بادشاہ کو پیش کرنے کے لئے دیا ہے

،شیر نے کھانے کے منتظم کو بلایا،وہ بھی گیدڑ کے خلاف ان لوگوں سے اتحاد واتفاق کر چکا تھا،اس نے کہا:اس نے مجھے کچھ نہیں دیا،شیر نے ایک امانت دار شخص کو اس کے گھر تحقیق وتفتیش کے لئے بھیجا،اس نے وہ گوشت وہاں موجود پایا،اسے شیر کے پاس لے آیا،ایک بھیڑیا جس نے اس بارے میں کچھ نہیں کہا تھا وہ بادشاہ کے قریب آیا،وہ ایسے مظاہرہ کر کر رہا تھا جیسے وہ ان انصاف پسند لوگوں میں سے ہے جو کسی کے بارے میں حق وصداقت کے ظاہر ہوئے بغیر گفتگو نہیں کرتے،اس نے کہا:بادشاہ کو گیدڑ کی خیانت کا پتہ چل جانے کے بعد اسے ہرگز معاف کرنا نہیں چاہئے،اگر بادشاہ اسے معاف کریں گے تو اس کے بعد بادشاہ کو کسی خائن کی خیانت اور کسی گنہ گار کے گناہ کا پتہ نہ چل سکے گا،شیر نے گیدڑ کو لے جا کر اس کی نگرانی کرنے کو کہا،بادشاہ کے کسی ہم نشیں نے کہا: مجھے بادشاہ کی رائے اور اس کی امور پر اطلاع بڑی اچھی لگتی ہے،بادشاہ سے یہ معاملہ کیوں کر پوشیدہ رہ سکتا ہے؟اسے اس کی دھوکہ دہی اور دغابازی کا پتہ کیسے نہیں لگتا؟ مجھے اس سے بڑی تعجب خیز بات یہ لگتی ہے کہ بادشاہ معاملے کی حقیقت معلوم ہونے کے باوجود بھی درگذر کر دیتے ہیں،بادشاہ نے گیدڑ سے عذر ومعذرت کرنے کے لئے بھیجا،ایلچی جھوٹا پیغام نامہ اس کے پاس لے کر آیا،بادشاہ کو اس سے غصہ آ گیا اور اس نے گیدڑ کو قتل کرنے کو کہا،شیر کی ماں کو اس کی عجلت کا پتہ چل گیا،بادشاہ نے جن لوگوں کو قتل کا حکم دیا تھا،شیر کی ماں نے ان کے پاس اس کے قتل کو مؤخر کرنے کا پیغام بھیجا،وہ اپنے بیٹے کے پاس آئی،اس سے کہا: بیٹے کس قصور کی وجہ سے تم نے گیدڑ کو قتل کرنے کو کہا ہے،اس نے سارا معاملہ کہہ سنایا،ماں نے کہا: بیٹے!تم نے جلد بازی کی ہے،عقل مند عجلت کو ترک کر کے اور تحقیق وتفتیش کے ذریعے ندامت وشرمندگی سے بچ جاتا ہے،جلد باز غیر درست اور کمزور رائے کی وجہ سے ہمیشہ شرمندگی اور عار کے پھل چنتا رہتا ہے،بادشاہ سے زیادہ حزم واحتیاط اور تحقیق وتفتیش کی ضرورت کسی اور کو نہیں ہوتی؛چونکہ عورت اپنے شوہر سے وابستہ ہوتی ہے،لڑکا اپنے والد سے،شاگرد اپنے استاد سے،سپاہی اپنے کمانڈر سے،زاہد دین سے، عوام بادشاہ سے اور بادشاہ تقوی سے اور تقوی کا تعلق عقل سے ہوتا ہے،اور عقل مندی

تحقیق وتفتیش اور معاملہ کی چھان بین میں ہے، ہر چیز کی بنیاد احتیاط ہے، اور احتیاط کی بنیاد یہ ہے کہ بادشاہ اپنے ساتھیوں کی اطلاع حاصل کرے، ان کو ان کے درجہ کے مطابق مرتبہ عطا کرے اور ان کے ایک دوسرے کے معاملات میں دلچسپی لے؛ چونکہ اگر ان میں سے کوئی دوسرے کو ہلاک کرنا چاہے تو وہ اس طرح کرلے گا، میں نے گیدڑ کا بہت زیادہ تجربہ کیا ہے، میں نے اس کی رائے، امانت اور انسانیت کا اندازہ کیا ہے، میں اس کی تعریف میں رطب اللسان اور اس سے راضی اور خوش ہوں، بادشاہ کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ اس سے رضامندی کے اظہار اور اس کو امانت دار قرار دینے کے بعد خائن قرار دے، اس کے یہاں آنے کے بعد سے لے کر اب تک مجھے اس کی کسی خیانت کا پتہ نہیں چلا، سوائے عفت وپاکیزگی اور نصیحت وخیر خواہی کے، بادشاہ کو محض گوشت کے ایک ٹکڑے کی وجہ سے اپنی رائے کے بارے میں جلد بازی کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیے، بادشاہ کو چاہئے کہ وہ گیدڑ کے احوال کے بارے میں غور وخوص کرے؛ تاکہ یہ پتہ چل جائے کہ جس گوشت کو اس نے بطور امانت کے رکھا تھا، اس نے اس سے کوئی تعرض اور چھیڑ خانی نہیں کی ہے، شاید کہ بادشاہ اس بارے میں تفتیش کریں گے تو یہ پتہ چل جائے گا کہ گیدڑ کے کچھ مخالفین ہیں جنہوں نے یہ تدبیر رچی ہے، یہی لوگ اس کے گھر یہ گوشت لے گئے ہیں، اور انہوں نے ہی اسے وہاں رکھا ہے؛ چونکہ اگر چیل کے پیر میں گوشت کا ٹکڑا ہو تو اس کے پاس سارے پرندے اکھٹے ہوجاتے ہیں، ایسے ہی اگر کتے کے ساتھ ہڈی ہو تو اس کے ساتھ سارے کتے اکھٹے ہوجاتے ہیں، گیدڑ۔۔ اس وقت سے لے کر آج تک۔ نفع ہی پہنچا رہا ہے، وہ تم کو نفع پہنچانے کی راہ میں ہر نقصان کو برداشت کرلیتا ہے، تم کو راحت پہنچانے کے لئے ہر طرح کی تکان کو سہ لیتا ہے، وہ تم سے کسی بھی راز کو پوشیدہ نہیں رکھتا ہے۔

شیر کی ماں اس کے سامنے یہ باتیں کرہی رہی تھی کہ اسی دوران شیر کے کچھ بااعتماد لوگ اس کے پاس آئے، انہوں نے گیدڑ کے بے قصور ہونے کی اطلاع دی، گیدڑ کی بے گناہی کے شیر کو معلوم ہونے کے بعد شیر کی ماں نے کہا: بادشاہ کو جن لوگوں نے یہ چال چلی

ہے ان کو چھوٹ نہیں دینا چاہیئے؛ تاکہ یہ لوگ اس سے بڑے گناہ کی جرأت وہمت نہ کر لیں؛ بلکہ اسے یہ چاہیئے کہ وہ ان کو سزا دے، تاکہ وہ یہ حرکت دوبارہ نہ کریں، عقل مند کے لئے یہ مناسب نہیں کہ وہ نیکی کے انکار کرنے والے، دھوکہ دہی میں جری، بھلائی سے اعراض کرنے والے، جنہیں آخرت کا یقین نہیں ان سے دوبارہ رجوع کرے، اور انہیں ان کے عمل کا بدلہ دے، تم نے غصہ کی جلدی، لغزش کی زیادتی کو جان لیا، جو معمولی چیزوں سے ناراض ہوتا ہے، وہ زیادہ پر راضی نہیں ہوسکتا، بہتر یہ ہے کہ گیدڑ سے رجوع کرلو، اور اس پر رحم وکرم کرو، تم نے اسے جو رسوا اور ذلیل کیا ہے اس کی وجہ سے اس کی خیر خواہی سے تم کو مایوس نہیں ہونا چاہیئے؛ چونکہ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں، جنہیں کسی حالت میں نہیں چھوڑا جاسکتا، یہ وہ ہوتا ہے جس کی شرافت ونجابت، وعدہ وفائی، شکر گذاری، وفاداری، لوگوں سے اس کی محبت، کینہ وحسد سے اس کا پاک ہونا، اس کی تکلیف سے دوری، اس کا دوستوں اور ساتھیوں کو برداشت کرنا، گرچہ ان کی وجہ سے اس پر کس قدر بوجھ کیوں نہ پڑے، ان تمام چیزوں سے وہ مشہور ومعروف ہوتا ہے، جس کی دوستی کو ترک کرنا چاہیئے یہ وہ ہوتا ہے، جو بدمزاجی، بے وفائی، عہد شکنی، ناشکری، رحم وکرم سے دوری اور آخرت کے ثواب وعقاب کے انکار کے اوصاف سے مشہور ہوتا ہے، تم گیدڑ کو اچھی طرح جانا ہے، اور بہتر طریقے سے تم نے اس کا تجربہ کیا ہے، تم کو اس کی دوستی برقرار رکھنا چاہیئے۔

شیر نے گیدڑ کو بلایا، اس سے جو غلطی ہوئی تھی اس سے معذرت کی، اور اس سے اچھائی اور بہترین سلوک کا وعدہ کیا، ااور کہا: میں تم سے معذرت کرتا ہوں، اور تم کو تمہارے رتبہ اور مقام تک دوبارہ پہونچا دیتا ہوں، گیدڑ نے کہا: سب سے بدتر دوست وہ ہوتا ہے جو اپنی منفعت اور مفاد کے لئے اپنے ساتھی کے نقصان کے درپے ہوتا ہے، اور وہ اپنے آپ کو جس نگاہ سے دیکھتا ہے اس نگاہ سے اپنے دوست کو نہیں دیکھا، یا وہ اپنی خواہش کی پیروی میں غیر درست اور ناحق راستے سے اس کو راضی کرنا چاہتا ہے، اس طرح کی چیزیں دوستوں کے درمیان ہوتی رہتی ہیں، بادشاہ کی جانب سے مجھ سے جو سلوک کیا گیا وہ معلوم ہوا، لہٰذا جن لوگوں کے بارے میں مجھے اعتماد نہیں یا جس کے ساتھ میرا رہنا

مناسب نہیں ،اس کے بارے میں میرے اطلاع دینے کی صورت میں بادشاہ میرے اوپر سختی نہ کرے؛چونکہ بادشاہوں کو ان کے ساتھ رہنا مناسب نہیں جنھوں نے اسے تکلیف پہونچائی ہے اور نہ ہی ان کو بالکل چھوڑ دینا مناسب ہے؛چونکہ صاحب مقام ومرتبہ کو جب عہدے سے معزول کیا جاتا ہے تو وہ اپنی اس دوری اور معزولی کی حالت میں بھی عزت واحترام کے قابل ہوتا ہے،شیر نے اس کی بات کی طرف توجہ نہیں کی، پھر اس سے کہا: میں نے تمہاری طبیعت اور فطرت اور تمہارے اخلاق وعادات کا اندازہ لگالیا ہے،تمہاری امانب ،وفاداری ،سچائی کو پہچان لیا ہے،اوران لوگوں کی چاہوں اور تدبیروں کا بھی مجھے پتہ چلا جنھوں نے تمہارے خلاف ابھارنے کے لئے جھوٹ کہا ہے، میں اپنی جانب سے تم کو شریف اور کریم شخص کا مرتبہ عطا کرتا ہوں ،شریف اور نیک شخص محض ایک احسان اور بھلائی کی وجہ سے بہت ساری بے ادبیوں کو بھلا دیتا ہے،ہم دوبارہ تم پر اعتماد کرتے ہیں تم بھی ہم پر پھر سے اعتماد اور بھروسہ کرو؛چونکہ اس میں ہماری اور تمہاری دونوں کی خوشی ہے،اس طرح گیدڑ کو اس کے پہلے منصب اور عہدے پر فائز کیا گیا،بادشاہ نے اس کا بہت زیادہ اکرام واحترام کیا،دن بدن بادشاہ سے اس کی قربت اور نزدیکی بڑھتی رہی۔

ایلاذ، بلاذ اور ایراخت

ذشلیم بادشاہ نے بیدبا فیلسوف سے کہا: میں نے یہ مثال سنی ہے، مجھے ان چیزوں کی مثال بتلاؤ جن کا اپنے لئے التزام کرنا، اس سے اپنی سلطنت کی حفاظت کرنا اور اس سے اپنی حکومت کو مضبوط کرنا بادشاہ کے لئے ضروری ہے، اور یہی چیز اس کے لئے اساس وبنیاد کی حیثیت رکھتی ہو، کیا وہ بربادی ہے، یا انسانیت یا بہادری یا سخاوت، بیدبا نے کہا: بادشاہ جس چیز سے اپنی حکومت اور سلطنت کی زیادہ حفاظت کرسکتا ہے وہ بردباری ہے، اسی سے سلطنت کو دوام حاصل ہوتا ہے، بردباری، رحم وکرم ہی یہ ہر چیز کی اصل اور بنیاد ہے، اریہی بادشاہوں کے یہاں بہترین چیز ہوتی ہے، جیسے یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک بادشاہ تھا جس کا مام ''بلاذ'' تھا، اور اس کا ایک وزیر تھا جس کا نام ''ایلاذ'' یہ عبادت گذار اور عابد وزاہد شخص تھا، ایک رات بادشاہ سو گیا تو اس نے اپنی نیند کی حالت میں آٹھ خوفناک اور ڈراونی خواب دیکھے، وہ ڈر کر اٹھ بیٹھا، اس نے برہمنوں کو بلایا: تا کہ یہ عابد وزاہد لوگ اس کے خواب کی تعبیر بیان کرسکیں، جب یہ لوگ بادشاہ کے سامنے آموجود ہوئے تو بادشاہ نے ان کو اپنا خواب کہہ سنایا، ان تمام لوگوں نے اکٹھے ہو کر کہا: بادشاہ نے تو نہایت حیران کن اور عجیب چیز دیکھی ہے، اگر بادشاہ ہمیں سات دن کی مہلت دیں تو ہم اس کی تاویل بتادیں، بادشاہ نے کہا: تم کو مہلت ہے، وہ بادشاہ کے پاس سے نکل گئے، پھر وہ اپنے میں ایک شخص کے گھر پر جمع ہوئے، آپس میں منصوبہ بندی کی، اور کہا: تم لوگوں نے بڑی مقدار میں علم پایا ہے، اس سے تم اپنا بدلہ لے سکتے ہو، اور اس بادشاہ کو سزا دے سکتے ہو، تمہیں پتہ ہے کہ جس نے کل ہم میں کے بارہ ہزار لوگوں کو قتل کیا تھا، ہم اس کے راز سے واقف ہوگئے ہیں اور اس نے ہم سے اپنے خواب کی

تعبیر پوچھی ہے، آؤ ہم اس کو سخت بات کہہ دیتے ہیں، اور اس کو خوف واندیشے میں مبتلا کرتے ہیں، تاکہ وہ اس خوف اور ڈر کی وجہ سے ہماری مراد اور مقصد کو کر گذرے، ہم یوں کہیں گے: تم اپنے پسندیدہ اور محترم لوگوں کو ہمارے حوالہ کردو ہم انہیں قتل کردیں؛ چونکہ ہم نے اپنی کتابوں میں پایا ہے کہ جو خواب تم نے اپنے بارے میں دیکھا ہے اور جس مصیبت میں تم مبتلا ہوئے ہو یہ مصیبت تمہارے ہمارے ذکر کردہ لوگوں کے قتل کئے بغیر دور نہیں ہوسکتی، اگر بادشاہ یہ کہے: تم کس کو قتل کرنا چاہتے ہو ان کے نام بتلاؤ، تو ہم کہیں گے جو یر یہ محمودۃ کی ماں ملکہ ایراخت جو تمہاری سب سے اچھی عورت ہے، تمہارا محبوب سب سے برتر لڑکا جُویر، تمہارے معزز بھائی کا بیٹا، تمہارا دوست ایلاذ، تمہارے معاملادت وامور کا ذمہ دار ''کاآلا'' محرر جو تمہارا راز دار بھی ہے، تمہاری بے نظیر تلوار، تمہارا وہ ہاتھی جس کی رفتار کو گھوڑے بھی نہیں پاسکتے، تمہارا وہ گھوڑا جو جنگ میں تمہاری سواری کے طور پر استعمال ہوتا ہے، یہ چیزیں مقصود ہیں، ایسے ہی وہ دو بڑی ہاتھیاں جو نر ہاتھی کے ساتھ رہتے ہیں، ایسے ہی تیز رفتار، طاقتور بختی اونٹ، ایسے ہی ہمارا ٹارگٹ کباریوں، حکیم، فاضل، امور کا واقف کار بھی ہے؛ تاکہ اس نے ہمارے ساتھ یہ جو معاملہ کیا ہے اس کا بدلہ اس سے لے سکیں، پھر ہم کہیں گے: بادشاہ سلامت! آپ کے لئے بہتر یہی ہے کہ ہم نے جن کا نام لیا ہے ان کا قتل کردیں، پھر ان کا خون ایک حوض میں بھر کر آپ اس میں بیٹھ جائیں۔ جب آپ حوض میں سے نکلیں گے تو ہم برہمن لوگ چاروں طرف سے آپ کا چکر لگائیں گے اور آپ پر منتر پڑھ کر پھونک ماریں گے، اور تمہارے خون کو صاف کریں گے اور آپ کو پانی اور خوشبودار تیل سے غسل دیں گے، پھر آپ یہاں سے اپنے شاندار گھر میں جائیں گے، اس طرح اللہ عزوجل آپ کی اس مصیبت کو جس کا آپ کو خوف ہے دور کردے گا، بادشاہ سلامت اگر آپ صبر وضبط سے کام لیں گے، آپ کے جو اعزاء واقرباء کا ہم نے ذکر کیا ہے ان کے بارے میں آپ راضی ہوجائیں گے اور انھیں اپنے لئے قربان کردیں گے تو آپ اس مصیبت سے نجات پاجائیں گے، اس طرح آپ کی حکومت وسلطنت محفوظ ومامون ہوجائے گی اور بعد میں

آپ جس کو چاہیں گے اپنا جانشین بنائیں گے، اور اگر آپ اس طرح نہ کریں گے تو ہم کو اس بات کا اندیشہ ہے کہ آپ کی سلطنت چلی جائے یا آپ ہلاک ہوجائیں۔ اگر بادشاہ ہمارا کہا مان لے تو ہم انھیں جس طرح چاہیں گے بری طریقے سے قتل کرسکیں گے۔

کجب یہ لوگ اپنی سازش کے بارے میں متفق ہو چکے تو ساتویں دن بادشاہ پاس آئے، اور اس سے کہا: بادشاہ سلامت! ہم نے اپنی کتابوں میں آپ کے خواب کی تعبیر دیکھی ہے، ہم نے اس بارے میں آپس میں غور وخوض کیا ہے، اے نیک اور پاکباز بادشاہ تمہارے لئے عزت وعظمت ہو، ہم اس بارے میں اپنی رائے کا اظہار صرف خلوت اور تنہائی میں کرسکتے ہیں، بادشاہ نے اپنے پاس کے لوگوں کو باہر نکال دیا، اور ان سے خلوت کی، انہوں نے اپنی سازش اور مکر کے بارے میں بادشاہ کو بتلادیا، بادشاہ نے کہا: یہ لوگ جو میری ذات کے برابر ہیں اگر میں انھیں قتل کردوں تو اس کے بعد موت میری لئے زندگی سے بہتر ہوگی، یقینا میں اس وقت ایک بے جان لاشہ ہوں، زندگی بالکل مختصر ہے، میں تو ہمیشہ ہمیش کے لئے بادشاہ نہیں رہوں گا، تب تو میرے لئے موت اور ان اعزاء واحباب کی جدائیگی دونوں برابر ہیں، اس سے برہمنوں نے کہا: اگر آپ غصہ نہ ہوں تو ہم اس بارے میں بتلادیں گے، بادشاہ نے ان کو اجازت دی، ان لوگوں نے کہا: بادشاہ سلامت! جس وقت آپ نے دوسروں کی جان کو اپنی جان سے عزیز قرار دیا تو آپ نے یہ بات درست نہیں کہی، آپ اپنی جان کی اور اپنی سلطنت کی حفاظت کیجئے، اور آپ یہ کام کرگذریئے جس میں یقینی طور پر بڑی امید ہے، اور اپنی اس سلطنت کے ذریعے، اپنی اس رعایا کے بیچ جن کے ذریعے آپ کو یہ مقام شرافت وکرامت حاصل ہوا ہے، آپ اپنی آنکھوں کو ٹھنڈک پہونچایئے، آپ اس بڑے معاملے کو ترک کرکے اس کمزور رائے کو نہ اپنائیں اس طرح آپ اپنے محبوبوں کے لئے اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈال دیں، بادشاہ سلامت! یہ جان لیجئے کہ انسان زندگی کو اپنی جان کی محبت کی وجہ سے پسند کرتا ہے، اور وہ جن سے محبت کرتا ہے ان سے زندگی میں لطف اندوز ہونے کے لئے محبت کرتا ہے، آپ کی جان کا دارومدار اللہ عزوجل کے بعد آپ کی سلطنت سے ہے، آپ

نے اپنی یہ سلطنت کئی مہینوں اور سالوں میں بڑی مشقت کے بعد حاصل کی ہے، آپ کا اس کو چھوڑنا یا اس کو معمولی اور حقیر سمجھنا درست نہیں ہے۔ آپ ہماری بات سن لیجئے، آپ اپنے لئے اس فیصلہ کے بارے میں غور وخوض کیجئے، اس کے علاوہ ہر چیز کو ترک کر دیجئے؛ چونکہ اس سے جان کو خطرہ نہیں ہے، جب بادشاہ نے دیکھا کہ برہمنوں نے اسے اس قدر سخت بات کہہ دی ہے، اور گفتگو میں اس قدر جرأت آمیز لب ولہجہ اختیار کیا ہے، تو اس کا غم وغصہ اور زیادہ بڑھ گیا، اور وہ ان کے بیچ سے اٹھ کر چلا گیا، او راپنے کمرے میں آ گیا، اپنے چہرے کے بل گر کر رونے لگا، اور اس طرح الٹ پلٹ کرنے لگا جیسے بغیر پانی کی مچھلی الٹ پلٹ کرتی ہے، او راپنے آپ میں یوں کہنے لگا: کہ مجھے پتہ ہے، میرے لئے ان دونوں میں سے کونسی چیز عظیم اور برتر ہے، حکومت یا اقرباء کا قتل؟ میں زندگی بھر ہر گز خوشی حاصل نہ کر پاؤں گا، میری سلطنت تو ہمیشہ برقرار نہیں رہنے والی، اور مجھے میری سلطنت سے بھی میرا مطلب حاصل نہیں ہونے والا، اگر میں ''ایراخت'' کو نہ دیکھوں تو زندگی میں یکا وتنہا ہو جاؤں گا۔ اگر میرا وزیر ''ایلاذ'' ہلاک ہو جائے تو میں اپنی سلطنت کو کیسے برقرار رکھ سکوں گا؟ اگر میرا اسفید ہاتھی اور تیز رفتار گھوڑا نہ رہے تو میں اپنے آپ پر کیسے قابو پا سکوں گا، برہمنوں نے جن کا قتل کرنے کو کہا ہے، ان کے قتل کے بعد میں بادشاہ کیسے کہلاؤں گا؟ ان کے بعد میں دنیا کو لے کر کیا کروں گا؟ پھر بادشاہ کی غم واندوہ کی بات ہر طرف پھیل گئی، جب ایلاذ نے بادشاہ کو لاحق یہ غم وحزن دیکھا تو اس بارے دانائی اور باریکی کے ساتھ غور وخوض کیا، اور کہا: میری لئے یہ مناسب نہیں کہ میں بادشاہ کے پاس جا کر، اس کے مجھے بلائے بغیر اس کے اس تکلیف دہ معاملے کے بارے میں دریافت کروں، پھر وہ ایراخت کے پاس گیا اور کہا: جس وقت سے میں بادشاہ کی خدمت کر رہا ہوں اس وقت سے لے کر اب تک اس نے کوئی کام میرے رائے اور مشورے کے بغیر نہیں کیا، مجھے ایسے لگ رہا ہے کہ وہ مجھ سے کوئی ایسا معاملہ چھپا رہے ہیں جسکا مجھے پتہ نہیں، مجھے بادشاہ میں کوئی چیز نظر بھی نہیں آ رہی ہے، میں نے بادشاہ کو چند راتوں سے برہمنوں کی جماعت کی جماعت سے تنہائی میں ملاقات کرتے دیکھا ہے، وہ ان راتوں

میں ہم سے غائب رہے، مجھے یہ اندیشہ ہے کہ بادشاہ نے ان کو اپنی کسی راز سے مطلع کر دیا ہے، میں اس بارے میں مامون نہیں ہوں کہ انہوں نے اسے کوئی نقصان پہنچانے والا یا اسے کسی مصیبت میں مبتلا کروانے والا مشورہ دیا ہو،تم اٹھو اور اس کے پاس جا کر اس بارے میں اور اس کی اس حالت کے بارے میں دریافت کرو جس حالت میں بھی وہ مبتلا ہے، پھر اس کے بارے میں مطلع کرو، میں چونکہ اس کے پاس نہیں جا سکتا۔ ہوسکتا ہے برہمنوں نے اسے کوئی چیز خوبصورت بنا کر پیش کردی ہے اور اسے کسی غلط اقدام پر ابھارا ہے، کبھی مجھے یہ خیال ہوتا ہے کہ جس نے بادشاہ کو پیدا کیا وہ جب کسی پر غصہ میں آتا ہے تو وہ کسی سے نہیں پوچھتا،اس کے پاس چھوٹے بڑے معاملات برابر ہوتے ہیں، ایراخت نے کہا: میرے اور بادشاہ کے بیچ کچھ ناراضگی ہے، میں اس وقت تو اس کے پاس نہیں جا سکتی، اس سے ایلاذ نے کہا: اس جیسی چیزوں میں تمہیں اس سے کینہ نہیں ہونا چاہئے، بادشاہ کے پاس تمہارے علاوہ کوئی نہیں جا سکتا، میں نے اسے اکثر و بیشتر یہ کہتے ہوئے سنا ہے: جب بھی مجھے بہت زیادہ غم ہوتا ہے تو میں ایراخت کے پاس جاتا ہوں تو یہ میرا غم کافور ہو جاتا ہے، جاؤ جا کر اس سے درگذر کردو، اور اس سے ایسی بات کرو جس کے بارے میں تم یہ جانتی ہو کہ جس سے اس کا دل مطمئن ہوتا ہو، اور اسکا یہ غم جاتا رہتا ہو اور یہ دیکھو کہ اس کا جواب کیا ہوتا ہے؛ چونکہ اس میں ہمارے اور اہل سلطنت کے لئے بڑی راحت کا سامان ہے، ایراخت گئی، بادشاہ کے پاس جا کر، اس کے سر کے پاس بیٹھ گئی، اور کہنے لگی، بادشاہ سلامت آپ کو کیا ہو گیا ہے؟ آپ نے برہمنوں سے کیا سنا ہے؟ میں آپ کو غم زدہ دیکھ رہی ہوں؟ آپ کو کیا ہو گیا ہے بتلایئے، ہم کو بھی آپ کے ساتھ غم میں شریک ہونا چاہئے، اور اپنی طرف سے ہمدردی کرنا چاہئے، بادشاہ نے کہا: مالکن! آپ میرے معاملہ کے بارے میں دریافت نہ کیجئے، اس سے میرے غم اور تکلیف میں اضافہ ہوگا، یہ ایسی چیز ہے کہ تم کو اس بارے میں دریافت نہ کرنا چاہئے، اس نے کہا: کیا آپ کے پاس کوئی ایسا صاحبِ مرتبت شخص ہے جو اس دریافتی کا لائق ہو؟ لوگو ں میں سے سب سے زیادہ قابلِ تعریف عقل والا وہ شخص ہوتا ہے، جب اس کو کوئی

مصیبت درپیش ہوتی ہے تو اپنے آپ کو بے پناہ کنٹرول میں رکھتا ہے اور خیر خواہ لوگوں کی باتوں پر کان دھرتا ہے اس طرح اس مصیبت سے حیلہ، تدبیر، عقلمندی تحقیق تفتیش اور مشاورت سے نجات پاتا ہے، بڑے سے بڑا گنہ گار بھی رحمتِ خداوندی سے مایوس نہیں ہوتا، آپ کو کچھ غم وافسوس نہیں کرنا چاہئے، یہ تقدیری فیصلوں کو نہیں ٹالتے؛ بلکہ یہ تو جسم کو دبلا کر دیتے ہیں اور دشمن کی صحت وتندرستی کا باعث ہوتے ہیں، اس سے بادشاہ نے کہا: مجھے کسی چیز کے بارے میں دریافت نہ کرو، تم نے مجھے مشقت میں ڈال دیا ہے، جس چیز کے بارے میں تم مجھ سے دریافت کر رہی ہو اس میں کوئی خیر نہیں ہے؛ چونکہ اس کا انجام کار میری، تمہاری اور میرے اہل سلطنت کے بہت سے افراد کی، جو میری ذات کے برابر ہیں ہلاکت ہے؛ چونکہ برہمنوں کا یہ خیال ہے کہ: تمہارا اور بہت سارے میرے محبوبوں کا قتل ناگریز ہے، تمہارے بعد زندگی میں کوئی بھلائی نہیں، جو بھی اسے سنے گا تو اسے غم لاحق ہوگا۔

ایراخت نے جب یہ سنا تو گھبرا گئی، اس کی دانائی اور عقلمندی نے اسے بادشاہ کے سامنے جزع فزع کے اظہار سے روک دیا، اس نے کہا: بادشاہ سلامت! میری ایک ضرورت ہے میری آپ سے محبت اور میری جانثاری مجھے اس کے مطالبہ کرنے پر ابھار رہی ہے، اور یہ آپ کو نصیحت ہے، بادشاہ نے کہا: وہ کیا ہے؟ اس نے کہا: میری آپ سے یہ خواہش ہے کہ آپ اس کے بعد کسی برہمن پر بھروسہ نہ کریں، اور نہ اس سے کسی بارے میں مشاورت کریں، جب تک آپ خود اپنے بارے میں چھان بین نہ کرلیں، پھر آپ اس بارے میں معتبر اور معتمد لوگوں سے کئی بار مشورہ نہ کرلیں؛ چونکہ قتل غیر معمولی چیز ہے؛ چونکہ آپ مجھ کو زندہ کرنے کی قدرت نہیں رکھتے، یوں کہا جاتا ہے کہ: اگر تم کوئی ایسا قیمتی پتھر (جوہر) ملے، جس میں کوئی بھلائی نظر نہ آرہی ہو تو اسے اپنے ہاتھ سے پھینک نہ دے، جب تک کہ کسی معلومات والے کو نہ دکھادے، بادشاہ سلامت! آپ اپنے دشمنوں کو نہیں جانتے یہ جان لیجئے کہ برہمن آپ کو پسند نہیں کرتے، کل آپ نے انہیں کے بارہ ہزار لوگوں کو قتل کیا ہے، آپ یہ نہ سمجھئے کہ یہ ان لوگوں میں سے نہیں ہیں، اللہ کی قسم آپ کا

ان کو اپنے خواب کی اطلاع دینا مناسب نہیں تھا، انہوں نے جو کچھ آپ سے کہا ہے، وہ آپ کے اور ان کے درمیان موجود حسد کی وجہ سے ہے، شاید کہ وہ آپ کو آپ کے دوستوں اور عزیزوں کو اور وزیر کو قتل کردیں اور اپنے مقصد میں کامیاب ہوجائیں، مجھے ایسا لگتا ہے کہ اگر آپ ان کی بات مان لیں اور جن کے قتل کا انہوں نے مشورہ دیا ہے، انھیں قتل کردیں تو وہ آپ پر کامیاب ہوجائیں اور آپ کی سلطنت پر غلبہ حاصل کرلیں گے، اور اس حالت میں حکومت ان کے ہاتھ آجائے گی، آپ کباریون حکیم کے پاس چلے جایئے جو کہ ذہین وفطین عالم ہیں، آپ نے جو کچھ خواب میں دیکھا ہے انہیں بتلایئے، آپ کے پاس کے طریقہ کار اور تعبیر وتاویل کے بارے میں دریافت کیجئے۔

جب بادشاہ نے یہ بات سنی تو اس کو جو غم اور ملال ہورہا تھا جاتا رہا، اپنے گھوڑے کو لے آنے کے لئے کہا: اس پر سوار ہوا، اور کباریون حکیم کے پاس چل پڑا، جب اس کے پاس پہونچ چکا تو وہاں گھوڑے سے نیچے اترا اور اس کو سجدہ کیا اور اس کے سامنے سر جھکا کر کھڑا ہوگیا، اس سے حکیم نے کہا: بادشاہ! کیا حالت ہے؟ آپ کا رنگ مجھے بدلا ہوا نظر آرہا ہے، اس سے بادشاہ نے کہا: میں نے نیند میں آٹھ خواب دیکھے ہیں، میں نے اسے برہمنوں سے بتلایا تھا، انہوں نے مجھے اپنے خواب کی جو تعبیر بتلائی ہے، مجھے یہ اندیشہ ہے کہ اس سے مجھ کو کوئی بڑی مصیبت نہ پہونچ جائے، اور میری سلطنت چھینی جائے، یا میں مغلوب ہوجاؤں، اس سے حکیم نے کہا: اگر تم چاہو تو اپنا خواب مجھ سے بیان کردو، جب بادشاہ اپنا خواب اس کو بتا چکا تو اس نے کہا: بادشاہ! آپ کو اس بارے میں غم وملال نہ کرنا چاہئے اور نہ اس بارے میں آپ کسی قسم کا خوف کریں، وہ دو لال مچھلیاں جنھیں آپ نے اپنی دم کے بل کھڑے ہوتے دیکھا ہے تو وہ یہ ہے کہ نہاوند کے بادشاہ کا ایلچی آپ کے پاس ایک ڈبہ لے کر آئے گا، جس میں موتی اور سرخ یاقوت کے دو ہار ہوں گے، جس کی قیمت چار ہزار کیلو سونا ہوگا، وہ یہ لے کر آپ کے سامنے آ کھڑا ہوگا، جن دو بطخوں کو آپ کی پشت پر سے اُڑتے ہوئے آ کر اپنے سامنے بیٹھے ہوئے دیکھا ہے، تو وہ یہ ہے کہ آپ کے پاس بلخ کے بادشاہ کی جانب سے دو گھوڑے ایسے آئیں گے، جن کی

روئے زمین پر کوئی نظیر اور مثال نہ ہوگی، یہ دونوں آپ کے سامنے آموجود ہوں گے، جس سانپ کو آپ نے اپنے بائیں پیر کے پاس سے جاتے ہوئے دیکھا ہے تو یہ ہے کہ آپ کے پاس ''صنجبین'' کے بادشاہ کے پاس سے ایک ایلچی خالص لوہے کی بے نظیر تلوار لے کر آئے گا، اور جس سے آپ اپنے جسم کو رنگا ہوا دیکھا ہے وہ یہ ہے کہ آپ کے پاس '' کا زرون'' کے بادشاہ کے پاس سے ایک ایلچی ایک بہترین لباس جسے ''ارجوانی'' جوڑا کہا جاتا ہے جو اندھیرے میں روشنی دیتا ہے لے کر آئے گا، آپ نے پانی سے اپنے جسم کو دھوتے ہوئے دیکھا ہے، وہ یہ ہے کہ آپ کے پاس ''رھزین'' کے پاس سے ایک ایلچی کتان کے کپڑے کا بادشاہی لباس لے کر آئے گا، آپ نے یہ جو دیکھا ہے کہ آپ سفید پہاڑ پر ہیں، تو وہ یہ ہے کہ آپ کے پاس ''کیدور'' کے بادشاہ کا ایلچی ایک سفید ہاتھی جسکی رفتار کو گھوڑے بھی نہیں حاصل کر سکتے لے کر آئے گا، اور جو آپ نے اپنے سر کے اوپر آگ کے مثل دیکھا ہے تو وہ یہ ہے کہ آپ کے پاس ''ارزن'' کا بادشاہ کا ایلچی سونے کا ایک تاج لے کر آئے گا جو موتی اور یاقوت سے مرصع ہوگا، اور جس پرندے کو آپ نے آپ کے سر پر اپنی چونچ سے مارتے ہوئے دیکھا ہے، اس کی میں آج وضاحت نہیں کروں گا، یہ بھی آپ کے لئے نقصاندہ نہیں ہے، اس لئے آپ اس کا خوف نہ کریں، اس میں آپ کے چہیتوں کی جانب سے کچھ ناراضگی اور کچھ اعراض کا پہلو ہے، یہ تمہارے خواب کی تعبیر ہے، رہی یہ کشتی دار چادریں تو یہ آپ کے پاس سات دن کے بعد آموجود ہوں گے۔ بادشاہ نے جب یہ سنا تو کباریون کو سجدہ کیا اور اپنے گھر لوٹ گیا۔

سات دن کے بعد قاصدوں کے آمد کی شکل میں یہ تمام بشارتیں برآنے لگیں، بادشاہ نکلا اور تخت شاہی پر آبیٹھا، اور اشراف اور معززین کو آنے کے لئے کہا، کباریون حکیم کی خبر کے مطابق اس کے پاس ہدایا اور تحائف آنے لگے، بادشاہ نے یہ صورتحال دیکھی تو وہ کباریون کے علم سے بہت زیادہ حیرت زدہ رہ گیا، اور کہا: میں نے اپنے خوابوں کو برہمنوں کے سامنے بیان کیا تھا وہ میں نے درست نہیں کیا تھا، پھر انہوں نے مجھے جو کچھ بھی مشورہ دیا تھا، اگر اللہ رب العزت کی رحمت مجھ پر سایہ فگن نہ ہوتی تو میں بھی ہلاک

ہوتا اور دوسروں کو بھی ہلاک کر دیا ہوتا، اس طرح کسی بھی شخص کو عقلمند دوستوں کی ہی بات کو سننا چاہیئے، ایراخت نے بھلائی اور خیر خواہی کا مشورہ دیا تھا، میں نے اسے قبول کیا اور کامیابی کو دیکھنے کے لائق ہوا، اس کے سامنے تحائف کو رکھ دو؛ تاکہ وہ اپنی مند پسند چیز لے لے، پھر اس نے ایلاذ سے کہا: تم تاج اور کپڑے اٹھا کر میرے ساتھ عورتوں کی مجلس میں آجاؤ، پھر بادشاہ نے اپنی سب سے محبوب عورت ''ایراخت اور حورقناہ'' کو اپنے پاس بلایا، اس نے ایلاذ سے کہا: کپڑے اور تاج کو ایراخت کے سامنے رکھ دو، وہ جو چاہے لے لے، تحائف ایراخت کے سامنے رکھے گئے، اس نے اس میں سے تاج لیا، حورقناہ نے سب سے بہتر اور سب سے اچھا لباس لیا، بادشاہ کا یہ معمول تھا کہ وہ ایک رات ایراخت کے پاس اور ایک رات حورقناہ کے پاس رہتا، بادشاہ کا یہ بھی طریقہ کار تھا کہ جو عورت اس کے پاس شب گذاری کے لئے تیار کی جاتی وہ اسے میٹھا چاول پکا کر کھلاتی، بادشاہ نے ایراخت کی باری میں اس کے پاس آیا، اس نے اس کے لئے کھانا تیار کیا تھا، وہ اس کے ہاتھ میں پلیٹ تھامے ہوئے اور سر پر تاج پہنی ہوئی آئی، حورقناہ کو اس کا علم ہوا، اس کو ایراخت سے غیرت ہوئی، اس نے وہ کپڑے پہن کر بادشاہ کے پاس سے گذر گئی، یہ کپڑے اس کے چہرے کی نورانیت کے ساتھ سورج کی طرح چمک رہے تھے، بادشاہ نے جب اسے دیکھا تو وہ اسے اچھی لگی، پھر وہ ایراخت کی جانب متوجہ ہوا، اور کہا: تم نے جس وقت تاج لیا اور ان بے نظیر کپڑوں کو جس کی مثال ہمارے خزانے میں نہیں ترک کر دیا، تو تو نے بیوقوفی اور جہالت کا کام کیا، جب ایراخت نے بادشاہ کی زبانی حورقناہ کی تعریف، اس کی ثناء خوانی سنی، اور بادشاہ نے اسے بیوقوف قرار دیا اور اس کے انتخاب کی مذمت کی تو اس سے اس کو غیرت ہوئی، اس نے برتن لے کر بادشاہ کے سر پر دے مارا، چاول اسکے چہرے پر بہہ پڑا، بادشاہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا، اور ایلاذ کو بلایا، اس سے کہا: دیکھو میں دنیا کا بادشاہ ہوں، اس بیوقوف عورت نے میرے ساتھ یہ کیا سلوک کیا اور میری کیسے بے عزتی کی تم دیکھ رہے ہو، اسے لے جاؤ، اسے قتل کر دو، اس پر بالکل رحم نہ کرو، ایلاذ بادشاہ کے پاس سے نکل گیا اور کہا: میں اسے اس وقت تک قتل نہ

کروں گا، جب تک اس کا غصہ ختم نہیں ہوتا، چونکہ یہ عورت عقل مند، صائب الرائے اوران رانیوں میں سے ہے جس کی عورتوں میں نظیر اور مثال نہیں، بادشاہ اس کے بارے میں اپنے اوپر قابو نہیں پا سکتا، کیوں کے اس نے اسے موت سے خلاصی دلائی ہے، بہت سارے نیک کام کیئے ہیں، اوراس سے بڑی امیدیں وابستہ ہیں، مجھے وہ ضرور یہ کہہ سکتا ہے: کہ تم نے قتل میں تاخیر کیوں نہیں کی تھی، میں اس سے دوبارہ مراجعت کر لیتا، میں اسے اس وقت تک قتل نہیں کروں گا، جب تک بادشاہ اس کے بارے دوبارہ غور وخوض نہ کرلے، اگر میں اسے اپنے کیئے پر نادم اور شرمندہ ہوتا دیکھوں تو اسے زندہ اس کے پاس لے آؤں گا، اس وقت میں نے بہت بڑا کام کیا ہوگا اور ایراخت کو قتل سے بچا لیا ہوگا، اور بادشاہ کے دل کو رکھ لیا ہوگا اور میں نے اس طرح لوگوں کے یہاں اور زیادہ طاقت حاصل کر لی ہوگی، اور اگر میں اسے خوش وخرم اور اپنی اس رائے میں درستگی کو پانے والا محسوس کروں گا تو پھر اس کے قتل کے سوا کوئی چارہ نہیں ہوگا۔

پھر وہ اسے اپنے گھر لے گیا، اور اپنی ایک امانت دار خادمہ کو اس کی حفاظت وخدمت پر لگا دیا؛ تاکہ وہ یہ دیکھے کہ اس کے بارے میں اس کا اور بادشاہ کا کیا رویہ ہوتا ہے، پھر اس نے اپنی تلوار کو خون آلود کیا، اور بادشاہ کے پاس افسردہ ورنجیدہ حالت میں آیا اور کہا: بادشاہ سلامت! میں نے ایراخت کے بارے میں آپ کے حکم کو نافذ کر دیا ہے، بادشاہ کا غصہ اس وقت تک ٹھنڈا ہو چکا تھا، اس کو ایراخت کے خوبصورتی اور اس کے حسن وجمال کی یاد آئی تو اسے اس پر بہت افسوس ہوا، وہ اس بارے میں اپنے آپ سے تعزیت کرنے اور مضبوطی کا اظہار کرنے لگا، وہ اس کے باوجود وہ ایلاذ کے بارے میں دریافت کرنے میں حیاء کر رہا تھا، کیا تم نے حقیقت میں اس کے بارے میں میرے حکم کو نافذ کر دیا ہے یا نہیں؟ اسے ایلاذ کی عقل منداور دانائی سے یہ امید تھی کہ وہ اس طرح نہیں کرے گا، ایلاذ نے بھی اپنی دانش وبینش سے اسے دیکھا اور اس کے معاملے کو جان گیا، اس سے کہا: بادشاہ سلامت! آپ غم اور ملال نہ کریں، چونکہ غم اور ملال میں کوئی فائدہ نہیں، یہ تو بس جسم کو نڈھال اور کمزور کر دیتے ہیں، اور صحت کو بگاڑ دیتے ہیں، بادشاہ

سلامت! مجھے جس کے بارے میں بالکل کوئی قدرت اور طاقت نہیں، اس کے بارے میں صبر کیجئے، میں بادشاہ کو ایسی بات بتلانا چاہتا ہوں جو اس کے لئے تسلی کا سامان بنے، اس نے کہا: بتلاؤ۔

ایلاذ نے کہا: یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ دو کبوتر نر اور مادہ نے اپنے گونسلے کو گیہوں اور جو سے بھر دیا تھا، نر نے مادہ سے کہا: جب تک ہمیں جنگل میں اپنے گذارے کا سامان ملتا رہے گا ہم یہاں سے کچھ نہ کھائیں گے، جب موسم سرما آئے گا اور جنگل میں کچھ نہ رہے گا، تو ہم اپنے گھونسلے میں آجائیں گے اور اور یہ کھائیں گے، مادہ اس پر رضامند ہوگئی، اور اس سے کہا: ٹھیک ہے جس وقت ان لوگوں نے یہ دانے گھونسلے میں رکھے تھے وہ کچے تھے، نر کہیں چلا گیا، گرمی کے موسم میں دانے سوکھ کر سکڑ گئے، نر جب واپس آیا اس نے دانوں میں کمی دیکھی، اس نے مادہ سے کہا: کیا ہم نے اس بارے میں اتفاق نہیں کیا تھا کہ ہم اس میں سے کچھ نہ کھائیں گے؟ تم نے اس میں سے کیوں کھالیا، وہ قسم کھانے لگی اس میں سے اس نے کچھ نہیں کھایا، وہ اس سے عذر ومعذرت کرنے لگی، وہ اس کی بات کو مان نہیں رہا تھا، اس نے اسے چونچ سے مار مار کر ہلاک کر دیا، جب بارش ہوئی اور موسم سرما آگیا تو دانے تر ہوگئے او گھونسلا پہلے کی طرح ہوگیا، نر نے جب یہ صورتحال دیکھی تو اسے ندامت اور افسوس ہوا، پھر وہ اپنی مادہ کے باز و لیٹ گیا، اور کہنے لگا: تمہارے بعد میری زندگی اور یہ دانے کس کام کے، اگر میں تمہیں ڈھونڈوں تو نہ پاؤں گا اور تم کو حاصل نہ کرسکوں گا، جب میں نے تمہارے بارے میں غور کیا تھا اور میں نے جو تم پر ظلم کیا ہے اس کا مجھے پتہ چلا، میں اب اس غلطی تدارک نہیں کرسکتا، پھر وہ اسی طرح کرتا رہا، نہ کھانا کھاتا نہ پیتا، ایسے ہی اس کے باز و مر گیا۔

عقلمند سزا دینے میں جلدی نہیں کرتا، خصوصاً جسے ندامت وشرمندگی کا خوف ہوتا ہے جیسے نر کبوتر نے افسوس اور پشیمانی کا اظہار کیا۔

میں نے یہ بھی واقعہ سنا ہے کہ ایک شخص پہاڑ پر چڑھا، اس کے سر پر مسور کے دال کی ایک ٹوکری تھی، اس نے اسے آرام کرنے کے لئے اپنے کاندھے سے اتار دیا،

درخت سے ایک بندر نیچے آیا، اس نے مٹھی بھر مسور اس میں سے لے لی، اور درخت پر چڑھ گیا۔ اس کے ہاتھ سے ایک دانہ گر گیا، وہ اس کی تلاش میں نیچے اتر گیا، لیکن وہ اسے نہ مل سکا، جس قدر دانے اس کے ہاتھ میں تھے وہ بھی بکھر گئے۔ آپ بھی بادشاہ سلامت، جب کہ آپ کے پاس سولہ ہزار عورتیں ہیں، ان سے دل بہلائی چھوڑ کر حاصل نہ ہونے والی عورت کے تلاش میں ہیں، جب بادشاہ نے یہ بات سنی تو اسے ایراخت کے ہلاکت کا اندیشہ ہوا، اس نے ایلاذ سے کہا: تم نے اس بارے میں کیوں غور وخوض نہیں کیا؟ بلکہ تم نے صرف ایک بات سنتے ہی جلدی کی، اسی کو مضبوطی سے تھام لیا، اور جو میں نے کہا تھا اس کام کو اسی وقت کر گذرے، ایلاذ نے کہا: جس کی ایک ہی بات ہوسکتی ہو، یہ اس محض اللہ کی ذات ہے، جس کے کلام میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی، اس کے کلام میں کوئی تضاد اور اختلاف نہیں ہوتا، بادشاہ نے کہا: تم نے میرا کام بگاڑ دیا، اور ایراخت کو قتل کر کے میرا غم اور افسوس کو بڑھا دیا ہے، ایلاذ نے کہا: دو شخصوں کو غم کرنا چاہئے جو ہر دن گناہ کرتا رہتا ہے، اور جو کبھی بھی اچھا کام نہیں کرتا؛ چونکہ ان کی دنیا کی خوشی اور اس کی آسائش و آرام بہت تھوڑا ہوتا ہے، جب وہ اپنے بدلہ کو دیکھیں گے تو انہیں اس قدر شرمندگی اور ندامت ہوگی کہ اس کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا، بادشاہ نے کہا: میں اگر ایراخت کو زندہ دیکھوں گا تو مجھے کسی چیز کا غم نہیں ہوگا، ایلاذ نے کہا: دو شخصوں کو غم نہیں کرنا چاہئے، جو ہر دن نیکی کی کوشش کرتا ہو اور جو کبھی گناہ نہ کرتا ہو، بادشاہ نے کہا: میں جتنا ایراخت کو دیکھ چکا اس سے زیادہ نہ دیکھ پاؤں گا، ایلاذ نے کہا: دو شخصوں کو نظر ہی نہیں آتا، اندھا، اور جسے عقل نہ ہو، جیسے اندھا آسمان، ستارے، زمین، دوری اور نزدیکی کو نہیں دیکھ سکتا ایسے ہی بے عقل جو اچھائی برائی کو نہیں جانتا، نیکوکاروں اور بدکار کا علم نہیں رکھتا، بادشاہ نے کہا: اگر میں ایراخت کو دیکھتا تو میری خوشی اور مسرت اضافہ ہوتا، ایلاذ نے کہا: دو ہی شخص خوش رہتے ہیں، ایک صاحب بصیرت، دور بین نگاہ شخص، دوسرے عالم، جیسے صاحب بصیرت دنیوی امور کو دیکھتا ہے اور جو کچھ اس کمی، زیادتی یا دوری یا نزدیکی ہے اس پر نظر کرتا ہے، ایسے ہی عالم نیکی اور برائی کو دیکھتا ہے، آخرت کے

اعمال کو جانتا ہے، اور اس کے لئے نجات کی راہیں واضح ہوتی ہیں اور وہ راہ راست پر گامزن ہوتا ہے، ایلاذ نے کہا: دو شخصوں سے دوری اختیار کرنا بہتر ہے، جو یہ کہتا ہے: کہ نہ نیکی ہوتی ہے اور نہ برائی، نہ ثواب ہوتا ہے اور نہ ہی عقاب، جس میں میں مبتلا ہوں، اس میں مجھ پر کوئی الزام نہیں، اور دوسرے وہ شخص جو غیر محرم سے اپنی نگاہ کو نہیں پھیر لیتا، اس کے کان برائی کے سننے سے نہیں رکتے، اور اس کے دل میں جو برائی اور ہوس کا ارادہ ہوتا ہے تو اس سے اپنے دل کے رخ کو نہیں موڑتا، بادشاہ نے کہا: میرے ہاتھ تو ایراخت سے خالی ہو گئے، ایلاذ نے کہا: تین چیزیں خالی ہی ہوتی ہیں، جس نہر میں پانی نہ ہو، جس جگہ کا بادشاہ نہ ہو، جس عورت کا شوہر نہ ہو، بادشاہ نے کہا: ایلاذ تم حاضر جواب ہو، تین شخص حاضر جواب ہی ہوتے ہیں: جو بادشاہ دیتا اور اپنے خزانے سے تقسیم کرتا ہو، جو عورت ذی مرتبت، صاحب رتبہ، اور لوگوں کی محبوب اور معشوق ہوتی ہے، اور وہ عالم شخص جسے بھلائی کی توفیق حاصل ہو۔

جب ایلاذ نے یہ دیکھا کہ یہ معاملہ بادشاہ کے لئے بہت مشکل ہو رہا ہے تو اس نے کہا: بادشاہ سلامت! ایراخت زندہ ہے، بادشاہ نے جب یہ بات سنی تو اس کی خوشی کی انتہا نہ رہی، اور کہا: ایلاذ! میں اس لئے غصہ نہیں ہوا کہ میں تمہاری خیر خواہی اور تمہارے بات کی سچائی کو جانتا تھا، تمہارے علم و دانش کی وجہ سے مجھے یہ امید تھی کہ تم ایراخت کو قتل نہیں کرو گے، اگرچہ اس نے بڑے جرم کا ارتکاب کیا ہے اور سخت بات کہہ دی ہے؛ لیکن ایلاذ تم نے مجھے آزمانا اور اس کے بارے میں شک میں ڈالنا چاہا؛ لیکن تم نے مجھ پر بڑا احسان کیا، میں تمہارا شکر گذار ہوں، جاؤ اسے لے آؤ، وہ بادشاہ کے پاس سے نکل کر ایراخت کے پاس آیا، اور اسے تزئین و آرائش کرنے کو کہا، اس نے ایسے ہی کیا، وہ اسے لے کر بادشاہ کے پاس چلا، وہ بادشاہ کے پاس کے آئی، اور اسے سجدہ کیا اور اس کے سامنے کھڑی ہو گئی، اور کہے: میں اللہ عز وجل کی تعریف کرتی ہوں، پھر اسکے بعد اس بادشاہ کی تعریف کرتی ہوں جس نے مجھ پر یہ احسان کیا، میں نے اس قدر بڑے قصور اور غلطی کا ارتکاب کیا ہے کہ اس کے بعد میں زندہ اور باقی رہنے کے قابل ہی نہیں تھی، اس نے اپنی

بردباری، شرافت طبع اور رحمت ورأفت کا وسیع مظاہرہ کیا، پھر اس ایلاذ کی تعریف کرتی ہوں جس نے حکم کے نفاذ میں تاخیر کی اور مجھے ہلاکت سے بچالیا؛ چونکہ وہ بادشاہ کے رحم وکرم، اس کی سخاوت وبردباری، اس کی اصل شرافت اور ایفائے عہد کو جانتا تھا، بادشاہ نے ایلاذ سے کہا: تمہارا مجھ پر، ایراخت اور تمام لوگوں پر کتنا بڑا احسان ہے، تم نے اسے میرے قتل کا حکم دینے کے بعد زندگی عطا کی ہے، آج تم نے ہی اسے مجھے دیا ہے، میں برابر تمہاری خیر خواہی اور تدبیر پر بھروسہ کروں گا، تمہاری شرافت وعظمت اب میرے پاس اور بڑھ گئی ہے، تم میری سلطنت کے حاکم ہو، تم اس بارے میں اپنی رائے پر عمل کرو، اور اس کے بارے میں جو چاہو فیصلہ کرو، میں نے یہ ذمہ داری تمہارے سپرد کردی ہے اور تم پر اعتماد کرنے لگا ہوں، ایلاذ نے کہا: بادشاہ سلامت! اللہ عزوجل آپ کی سلطنت اور آپ کی خوشی ومسرت کو قائم ودائم رکھے، میں اس کو ناپسند کرتا ہوں، میں تو آپ کا غلام ہوں؛ لیکن میری ضرورت اور حاجت یہ ہے کہ بادشاہ سلامت ان جیسے امور میں جلد بازی کا مظاہرہ نہ کریں، جس کے انجام دیئے جانے پر ان کو شرمندگی کا سامنا کرنا پڑے اور اس کا انجام غم اور تکلیف ہو، خصوصاً اس جیسی نیک، مشفق ملکہ کے سلسلے میں جس کی روئے زمین پر نظیر نہیں مل سکتی، بادشاہ نے کہا: ایلاذ تم نے بالکل سچ کہا، میں نے تمہاری بات مان لی، میں اس کے بعد کوئی چھوٹا یا بڑا کام ایسا نہیں کروں گا، چہ جائے کہ اس جیسا بڑا کام کر گذروں گا، جس سے مجھے سلامتی اور بچاؤ اسی وقت حاصل ہوسکتی ہے، جب کہ میں اس کے بارے میں منصوبہ بندی غور وخوض اور دانا لوگوں سے دریافت، اعزاء واقرباء سے رائے ومشاورت نہ کرلوں، پھر بادشاہ نے ایلاذ کو بہترین تحفہ دیا، اور اسے ان برہمنوں پر قابو دے دیا جنھوں نے اس کے دوستوں کے قتل کا مشورہ دیا تھا، ان پر تلوار زنی کی گئی، اس سے بادشاہ اور رعایا کو سکون حاصل ہوا، انہوں نے اللہ کی تعریف کی، اور کباریون حکیم کی اسکی وسعت علمی اور حکمت ودانائی پر مدح سرائی کی، کہ اسکے ہی علم کی وجہ سے بادشاہ، اس کا نیک وزیر اور اس کی بیوی بچ سکی۔

شیرنی، تیرانداز اور شعہر

دبشلیم بادشاہ نے بیدبا فیلسوف سے کہا: میں نے یہ مثال سن لی ہے، مجھے اس شخص کی مثال بتلاؤ جو اپنے نقصان کو دیکھ کر قدرت کے باوجود دوسرے کو نقصان پہنچانا ترک کر دیتا ہے، اس کو پہنچنے والی مصیبت اس کے لئے نصیحت اور دوسروں پر ظلم وستم ڈھانے سے روکنے والی ہوتی ہے، فیلسوف نے کہا: لوگوں کو نقصان پہنچانے اور ان کو تکلیف سے دوچار کرنے کے درپے وہی ہوتا ہے جو جاہل اور بیوقوف ہو اور دنیا اور آخرت کے معاملات میں برے انجام کو ملحوظ نہ رکھتا ہو، علم کی کمی بھی ان پر سزا اور عذاب کے نزول کی وجہ بنتی ہے، بسا اوقات ان کے کرتوں کے نتیجے میں ان کو ایسی چیزوں میں مبتلا ہونا پڑتا ہے جو سمجھ سے بالکل باہر ہوتی ہیں۔

چونکہ جو شخص انجام کے بارے میں غور وفکر نہیں کرتا، وہ مصائب سے مامون اور محفوظ نہیں ہوتا؛ بلکہ وہ تو ہلاکت سے بھی نہیں بچتا، بسا اوقات ناواقف، جاہل بھی دوسروں سے جو مصیبت اسے پہنچ رہی ہے اس سے عبرت حاصل کرتا ہے، پھر وہ دوسروں پر اس طرح کی ظلم وزیادتی کرنے سے باز آجاتا ہے، اور اسے دوسروں کے نقصان پہنچانے سے باز آنے کا نفع اچھے انجام کے طور پر حاصل ہوتا ہے، اس کی مثال شیرنی، تیر انداز اور شعہر (یہ کتے اور گیدڑ کے مانند ایک جانور ہوتا ہے) کی سی ہے، بادشاہ نے کہا: یہ کیسے ہوا تھا؟۔

فیلسوف نے کہا: یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک شیرنی جنگل میں ایک چشمے کے پاس رہا کرتی تھی، اس کے دو بچے تھے، وہ اپنے دونوں بچوں کو اپنے کچھار میں چھوڑ کر شکار کرنے چلی گئی، وہاں سے ایک تیر انداز کا گذر ہوا، اس نے ان دونوں کو مار کر قتل کر دیا،

اس نے ان دونوں کی کھال کھینچی اور اسے لے کر اپنے گھر چلا گیا، شیرنی شکار سے واپس ہوئی، اس نے ان دونوں کے ساتھ پیش آنے والے اس عظیم واقعہ کو دیکھا تو تڑپ کر رہ گئی، چلاّنے اور شور مچانے لگی، وہیں اس کے پڑوس میں شعھر رہتا تھا، اس نے اس اس کی تڑپ اور چیخ وپکار کو سنا تو اس سے کہا: تم یہ کیا کر رہی ہو، تم کو کیا ہو گیا ہے؟ مجھے بھی تو بتلاؤ، شیرنی نے کہا: میرے بچّوں کے پاس سے ایک تیرانداز کا گذر ہوا، اس نے ان کو مار کر ان کی کھال کھینچی، ان کو اپنے ساتھ لے گیا، اور ان کے ڈھانچے کو یہیں پھینک دیا، اس سے شعھر نے کہا: جلدی نہ کر، اپنے آپ سے انصاف کر، اس تیرانداز نے تمہارے ساتھ وہی سلوک کیا ہے جو تم دوسروں کے ساتھ کرتی ہو، تم نے بہت ساروں کے ساتھ وہی سلوک کیا ہے، جس کی مشقت اور تکلیف کو وہ ایسے ہی محسوس کرتے ہیں، جس طرح تم اپنے بچّوں کی مصیبت کو محسوس کر رہی ہو، تم بھی دوسروں کے سلوک کو ایسے ہی برداشت کرو جیسے تمہارے سلوک کو دوسرے برداشت کرتے ہیں؛ چونکہ یوں کہا جاتا ہے: ''جیسے کروگے، ویسے بھروگے'' ہر عمل کا ثواب یا عقاب ہوتا ہے، اور یہ ثواب وعقاب بھی زیادتی اور کمی میں عمل کے برابر ہوتے ہیں، جیسے کھیتی کٹائی کے وقت بیج کے مقدار میں پھل دیتی ہے، شیرنی نے کہا: تم جو کہہ رہے ہو اس کی صاف وضاحت کرو، شعھر نے کہا: تمہاری عمر کتنی ہے؟ سو سال، شعھر نے کہا: تمہاری خوراک کیا ہے؟ شیرنی نے کہا: جانوروں کا گوشت، شعھر نے کہا: کیا تم نے ان جانوروں کو دیکھا ہے جن کا گوشت تم کھاتی ہو، کیا ان کے ماں وباپ نہیں ہوتے؟ اس نے کہا: کیوں نہیں، شعھر نے کہا: میں جس طرح تمہارے شور شرابے، چیخ وپکار کو دیکھ رہا ہوں، ان ماں وباپ کی آوازیں اس طرح سنائی نہیں دے رہی ہیں، یہ مصیبت جو تم پر آن پڑی ہے یہ تمہارے انجام پر نظر نہ کرنے اور اس بارے میں غور وخوض سے کام نہ لینے اور اس کے نقصان سے ناواقفیت کی وجہ سے ہے، جب شیرنی نے شعھر کی بات سنی تو اس کو یہ پتہ چل گیا کہ یہ خود اس کا کیا دھرا ہے، اس کا یہ عمل ظلم وزیادتی کے قبیل سے تھا، اس نے شکار کرنا چھوڑ دیا، وہ گوشت خوری چھوڑ کر پھل کھانے، زہد وعبادت گذاری میں لگ گئی، جب اسے اس گھنے درختوں والی

دلدلی جگہ کے مالک ''قُمری'' نے، جس کا گذر بسر پھلوں سے تھا، دیکھا تو اس نے کہا: میں تو یوں سمجھتا تھا کہ اس سال ہمارے درختوں کو پانی کی کمی کی وجہ سے پھل نہ لگے ہوں گے، جب میں نے تمہیں ان پھلوں کو کھاتے ہوئے دیکھا؛ حالانکہ تم گوشت خور ہو، اور تم نے اپنا کھانا پینا اور جو رزق اللہ نے تمہارے لئے طئے کر رکھا تھا چھوڑ دیا، اور تم دوسروں کی روزی روٹی کو کھانے لگے، تو اس کی وجہ سے پھلوں میں کمی واقع ہونے لگی، اب مجھے پتہ چلا کہ درخت سال گذشتہ کی طرح ہی پھل دے رہے ہیں، یہ پھلوں کی کمی تمہاری وجہ سے واقع ہو رہی ہے، تب تو درختوں کے لئے تباہی ہو، پھلوں کے لئے تباہی ہو، اور جن کا گذر بسر پھلوں پر ہوتا ہے ان کے لئے تباہی ہو، یہ کس قدر جلد لقمہء اجل بن جائیں گے، جب کہ ان کی رزق روٹی میں دوسرے لوگ دخل اندازی کرنے لگیں، اور جن کا اس میں حصّہ نہیں وہ اس پر تسلط جمانے لگیں، شیرنی نے جب قمری کی یہ بات سنی تو اس نے پھل کھانا چھوڑ دیے، اور وہ گھاس کھا کر عبادت کرنے لگی۔

میں نے یہ مثال تم سے اس لئے بیان کی ہے کہ؛ تا کہ تم کو یہ پتہ چل جائے کہ جاہل ناواقف شخص اپنے نقصان کو دیکھ کر لوگوں کو نقصان پہنچانے سے کیسے باز آجاتا ہے، جیسے شیرنی اس کے بچّوں کے انجام کو دیکھ کر گوشت کھانے سے باز آگئی، اور عبادت وریاضت میں مشغول ہوگئی، لوگوں کو اس پر زیادہ نظر کرنا چاہیئے، چونکہ یوں کہا جاتا ہے، جس چیز کو تم اپنے لئے پسند نہیں کرتیں، وہی کام دوسروں کے ساتھ نہ کرو؛ چونکہ اسی میں انصاف اور عدل ہے اور عدل وانصاف میں ہی اللہ عزوجل کی رضا اور خوشنودی ہے۔

عابد اور مہمان

دشلیم بادشاہ نے بیدبا فیلسوف سے کہا: میں نے یہ مثال سنی ہے، مجھے سے اس شخص کی مثال بیان کرو جو اپنے لائق اور شایان شان پیشے کو چھوڑ کر، دوسرے پیشے کو اپناتا ہے اور وہ اسے حاصل نہیں کر پاتا، حیران وششدرر ہ جاتا ہے، فیلسوف نے کہا: یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ سرزمین ''کرخ''میں ایک عابد زاہد، مرتاض شخص رہا کرتا تھا، اس کے پاس ایک دفعہ ایک شخص مہمان ہوا، اس نے مہمان کی ضیافت کے لئے کھجور منگوائے، ان دونوں نے یہ کھجور کھائے، پھر اس نے مہمان سے کہا: یہ کھجور کس قدر مزید ار اور میٹھے ہیں، یہ ہمارے شہر میں نہیں ہوتے، کاش یہ وہاں بھی ہوتے، پھر اس نے کہا: میرا یہ خیال ہے کہ اپنے علاقے میں اس درخت کو بونے کے لئے اس کے حاصل کرنے میں آپ میری مدد کریں گے؛ چونکہ میں تمہارے علاقے کے پھل اور یہاں کی جگہوں سے واقف نہیں ہوں، اس سے عابد نے کہا: یہ تمہارے واسطے راحت کی چیز نہیں ہے، یہ چیز تمہارے لئے مشکل ہوجائی گے، شاید کہ یہ تمہارے علاقے کے بے شمار اقسام کے پھلوں کے حامل ہونے کے باوجود یہ وہاں راس نہ آئے، تمہارے علاقے میں پھلوں کی بہتات کے باوجود کھجور کی جو کہ ناقابل ہضم اور جسم کے لئے ناموافق ہوتا ہے، اس کی تمہیں کیا ضرورت ہے؟ پھر اس سے عابد نے کہا: وہ شخص عقلمند شمار نہیں کیا جاتا جو ناقابل حصول چیز کی تلاش وجستجو کرتا ہے، تم نیک بخت اسی وقت شمار ہو گے جب تو قابل حصول چیز پر اکتفا کرو گے اور ناقابل حصول چیز سے کنارہ کشی کرو گے، یہ عابد شخص عبرانی بولی بولتا تھا، اس مہمان کو عبرانی زبان اچھی لگی اور وہ اسے بھا گئی، وہ اس کو سیکھنے کی بتکلف کوشش کرنے لگا، اس نے اس پر کئی دنوں تک محنت ومشقت کی، عابد نے اپنے مہمان سے کہا: تم

اپنی بات چیت چھوڑ کر عبرانی گفتگو میں مشقت اٹھا رہے ہو، ہوسکتا ہے کہ تم اسی حالت سے دوچار ہوجاؤ، جس سے کوا دوچار ہوا تھا، مہمان نے کہا: وہ کیسے ہوا تھا۔

عابد نے کہا: یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ کوے نے ہنس کو ایک پیر اٹھا کر دوسرے پیر پر چلتے ہوئے دیکھا اس کی یہ چال اسے اچھی لگی، اس نے اسے سیکھنے کی کوشش کی، اس پر خوب محنت کی (اپنے آپ کو سیدھایا) لیکن وہ اسے پوری طرح نہ سیکھ پایا، اس سے مایوس ہوگیا، پھر وہ اپنی سابقہ چلن پر عود کرآنے کی کوشش کرنے لگا، معاملہ اس کے لئے مشتبہ ہوگیا، وہ چلنے میں اپنے پیروں کو دور رکھنے لگا، وہ اس طرح پرندوں میں سب سے زیادہ بدچلن نظر آنے لگا (اسی کو اردو میں یوں کہا ہے: کوا چلا ہنس کی چال اپنی چال بھول گیا) میں نے یہ مثال تم سے اس لئے بیان کی ہے چونکہ تم مجھے اپنی فطری اور طبعی زبان کو چھوڑ کر عبرانی جس کو اس زبان کے ساتھ کچھ مشابہت نہیں، توجہ کرتے ہوئے نظر آرہے ہو، مجھے یہ اندیشہ ہے کہ تم اس زبان کو حاصل نہ کرپاؤ گے اور اپنی بھی زبان کو بھول جاؤ گے اور تم اپنے اہل وعیال کے پاس واپس لوٹنے کے بعد ان میں سب سے زیادہ ''بدزبان ''بری بولی بولنے والی ہوجاؤ گے؛ چونکہ یوں کہاں جاتا ہے: وہ شخص ناواقف جاہل شمار ہوتا ہے جو ان امور میں تکلف کرتا ہے جو اس کے موافق نہیں ہوتے اور وہ اس کے کام نہیں ہوتے، اس کے آباء واجداد نے اسے اس کی تربیت نہیں دی ہوتی ہے۔

مسافر اور سنار

ذشلیم بادشاہ نے بیدبا فیلسوف سے کہا: میں نے یہ مثال سن لی ہے، مجھے اس شخص کے احوال کی مثال بتلاؤ جو بے موقع بھلائی کر کے اس پر شکر گذاری کا خواہاں ہوتا ہے، فیلسوف نے کہا: بادشاہ سلامت! مخلوق کی طبیعتیں مختلف ہوتی ہیں، اللہ عزوجل نے روئے زمین پر جو مخلوقات پیدا کی ہیں جن میں چار پیر بھی چلنے والے ہیں، دو پیر پر بھی، یا دو پر والے بھی، ان میں انسان سے افضل اور برتر کوئی نہیں ہے، لیکن ان سب لوگوں میں سب سے زیادہ عہد کے پاسدار اور پاسباں وہ ہوتے ہیں، جو مقدسات کی حفاظت کرنے والے، بھلائی اور خیر خواہی کے معترف او راس کا کامل حق ادا کرنے والے ہوتے ہیں، ایسے وقت دانا، عقلمند، زیرک بادشاہ اور دیگر لوگوں کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ موقع اور محل کی مناسبت سے بھلائی اور احسان کریں، بے موقع ایسے شخص کے ساتھ احسان اور نیکی کا معاملہ نہ کریں جو اس کا متحمل اور احسان شناس نہ ہو، اس کے لئے محض رشتہ دار کا رشتہ داری کی وجہ سے انتخاب نہ کریں، جب کہ وہ بھلائی کا لائق اور مستحق نہ ہو، ورنہ ہی اس کے ساتھ کی ہوئی بھلائی اور خیر خواہی کا قدرداں اور معترف ہو اگر دور والے شخص سے جو بھلائی اور خیر خواہی کا قدرداں ہو تو اس سے بھلائی او ربخشش وعطا سے ہاتھ نہ روک لیں؛ چونکہ ایسا شخص ہی حق شناس، انعامات واحسانات پر شکر گذار، خیر خواہ بھلائی کا معترف، سچ گو، نگاہ عرفان رکھنے والا، بھلے اور اچھے اقوال او رافعال کا اثر لینے والا ہوتا ہے، اس طرح جو شخص بہترین عادات وخصلات میں مشہور اور معتمد ہو تو وہ بھی بھلائی اور احسان کا حقدار ہے؛ چونکہ رحم دل، عقل مند ڈاکٹر جانچ پڑتال، خون کی رفتار ودوران کا اندازہ کر لینے، طبیعت کی اچھی طرح جان پہچان او بیماری کی وجہ کو معلوم کرنے کے بعد ہی

علاج ومعالجہ کرسکتا ہے، وہ ان تمام چیزوں کی جانکاری کے بعد ہی دوا وعلاج کے لئے پیش قدمی کرتا ہے، ایسے ہی دانا شخص کو چاہئے کہ وہ کسی کا بھی انتخاب اور اختیار بھی نہایت ہی تحقیق وتفتیش کے بعد کرے، کیونکہ اگر کوئی شخص اصل انسان کی عدالت کی وجہ سے بغیر جانچ اور تحقیق کے پیش قدمی کرے گا تو وہ خطرے میں پڑ جائے گا، وہ ہلاکت اور بگاڑ کے قریب پہونچ جائے گا س، اس کے باوجود بعض اوقات انسان نے اس کمزور وناتواں کے ساتھ بھی خیر خواہی اور بھلائی کی ہے، جس کی شکر گذاری اور احساس نہ شناسی کا اس کو پتہ نہ تھا، اور وہ اس کی طبعی اور فطری حالت کو نہیں جانتا تھا کہ وہ اس کی شکر گذاری کرتا ہے اور اس کا بہتر سے بہتر بدل عطا کرتا ہے، کبھی عقل مند لوگوں سے احتیاط کرتا ہے، ان میں سے کسی کے بارے میں اپنی ذات کو مامون ومحفوظ تصور نہیں کرتا اور کبھی وہ نیولے کو پکڑ کر ایک آستین میں ڈال کر دوسرے آستین سے نکال لیتا ہے، اس شخص کی طرح جو پرندے کو اپنے ہاتھ میں پکڑ لیتا ہے، جو کچھ وہ شکار کرتا ہے، خود بھی اس سے فائدہ اٹھاتا ہے اور اس کو بھی کھلاتا ہے، یوں کہا جاتا ہے عقل مند کو چاہئے کہ وہ کسی کو چھوٹے کو نہ کسی بڑے اور نہ کسی چوپائے کو حقیر اور ناتواں تصور کرے، لیکن اسے ان کو جانچ پرکھ لینا چاہئے، اور پھر وہ ان کے ساتھ اسی قدر احسان کرے، جس قدر ان میں طاقت اور قوت دیکھے، اس بارے میں ایک مثال حکیموں نے بیان کی ہے، بادشاہ نے کہا: وہ کیا ہے؟۔

فیلسوف نے کہا: یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ چند لوگوں نے ایک کنواں کھودا، اس میں ایک سنار، ایک سانپ، ایک بندر، اور ایک ببر گر پڑے، وہاں سے ایک مسافر کا گذر ہوا، اس نے کنویں میں جھانکا، تو اسے آدمی، سانپ ببر اور بندر دکھائی پڑے، اس نے اپنے دل میں سونچا، اور یوں کہا: میرا اخروی اعتبار سے سب سے بہتر عمل یہ ہوگا کہ میں اس آدمی کو ان دشمنوں سے نجات دلا دوں، اس نے ایک رسی لی، اور اسے کنویں میں ڈالا تو ہلکے ہونے کی وجہ سے (سب سے پہلے) اس سے بندر لپک گیا، اور باہر نکل آیا، پھر اس نے رسی دوبارہ ڈالی تو اس سے سانپ لپیٹ گیا، اور وہ باہر نکل آیا، پھر اس نے تیسری دفعہ ڈالی، تو اس سے ببر نکل آیا، جس نے اس کے احسان کا شکریہ ادا کیا اور ان تمام لوگوں نے

کہا: اس آدمی کو کنویں سے مت نکالو، کیونکہ یہ انسان سے کم شکر گذار نہیں ہے، پھر خاص طور سے یہ آدمی، پھر بندر نے کہا: میرا گھر ''نوادِرَخت'' نامی شہر کے قریب پہاڑی میں ہے، ببر نے کہا: میں بھی اسی شہر کے ایک کنارے ایک جھاڑی میں رہتا ہوں، سانپ نے کہا: میں بھی اسی شہر کے فصیل بند میں رہتا ہوں، اگر تمہارا گذر کبھی یہاں سے ہو اور تمہاری ہمارے یہاں آمد ہو تو تو ہمیں آواز دینا ہم تم کو تمہارے احسان اور بھلائی کا بدلہ دیں گے، ،مسافر نے انسان کی ناشکر گذاری کی بات کا جو انہوں نے ذکر کیا تھا، اس پر دھیان نہیں دیا، اس نے رسی ڈالا اور سنار کو نکال لیا، سنار نے اسے سجدہ کیا، اور اس سے کہا: تم نے میرے ساتھ بھلائی اور احسان کیا اگر تم بھی شہر نوار دخت آؤ تو میرے گھر کے بارے میں دریافت کر لینا، میں ایک سنار ہوں، ہوسکتا ہے کہ میں تمہارے احسان کا بدلہ دوں، سنا راپنے شہر چلا گیا، مسافر بھی اپنے رخ پر چل پڑا ایک دفعہ ایسے ہوا کہ اس مسافر کو اس شہر میں کسی ضرورت سے جانا پڑا، وہاں بندر نے اس کا استقبال کیا اور اس کو سجدہ کیا اور اس کے پیروں کو چوما، اور اس سے عذر معذرت کی، اور کہا کہ: بندر کسی طرح کی ملکیت نہیں رکھتے ؛لیکن تم بیٹھو میں ابھی آتا ہوں، بندر گیا اور اچھے اچھے پھل لے آیا، اور اس کے سامنے رکھ دیا، مسافر نے بقدر ضرورت یہ پھل کھائے، اور وہ اس کے پاس سے چل پڑا، ببر سے اس کا سامنا ہوا، وہ اس کے لئے سجدہ ریز ہو گیا، اور کہا: تم نے میرے ساتھ بھلائی کی ،تم تھوڑی دیر آرام کرو، ابھی میں آتا ہوں، ببر گیا اور کسی دیوار سے اندر جا کر بادشاہ کی لڑکی کو قتل کر دیا، اور اس کے زیورات کو لے آیا، مسافر کو اس کا علم نہیں تھا، یہ ہار آیا کہاں سے ہے، اس نے اپنے دل میں سونچا: ان جانوروں نے میرے احسان کے بدلے کے طور پر یہ سب دیا ہے، کیا ہی بہتر ہوگا کہ میں سنار کے پاس جاؤں اگر وہ تنگ دست ہوگا، اس کی ملکیت میں کچھ نہ کچھ ہوگا تو وہ اس زیور کو بیچ کر اس کی قیمت وصول کرے گا، کچھ تو مجھے دے گا اور کچھ خود لے لے گا، اس کی قیمت کی جانکاری بھی وہ رکھتا ہے، مسافر، سنار کے پاس گیا، سنار نے اسے مبارک بادی دی، اور اسے گھر میں لے گیا، اس نے اس کے ساتھ یہ زیور دیکھا تو پہچان گیا، یہ زیور اسی نے بادشاہ کی لڑکی کے

لئے بنائے تھے، اس نے مسافر سے کہا: آرام کرو میں ابھی کھانا لے کر آتا ہوں، گھر کا کھانا میں تمہارے لئے اچھا نہیں سمجھتا، پھر وہ یہ سوچتا ہوا نکل گیا کہ یہی موقع ہے میں بادشاہ کے پاس چلا جاؤں اور اس کو (زیور کے بارے میں) مبتلا دو، اس طرح بادشاہ کے پاس میرا رتبہ اور درجہ بڑھ جائے گا، وہ بادشاہ کے دروازے پر گیا، اور اس کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ: جس نے تمہاری بیٹی کو قتل کیا ہے اور اس کے زیورات نکال لئے ہیں وہ میرے پاس موجود ہے، بادشاہ نے لوگوں کو بھیج کر مسافر کو بلا لیا، اس کے ساتھ اس نے زیورات دیکھے تو تاخیر نہیں کی، اور اسے فوراً سزا دینے کو کہا: اور شہر میں اس کو طواف کروا کر سولی پر لٹکانے کا حکم دیا، لوگوں نے مسافر کے ساتھ یہ سلوک کیا تو وہ رونے لگا اور بلند آواز میں کہنے لگا: اگر میں بندر، سانپ اور ببر کی بات مان لیتا اور ان کے انسان کے ناشکرے ہونے کی خبر کو تسلیم کرلیتا تو میرا یہ انجام ہرگز نہ ہوتا، وہ یہ جملہ بار بار کہتا رہا، سانپ نے اس کی یہ بات سنی، اس نے اپنی بل سے نکل کر اسے دیکھ لیا، وہ سخت پریشان ہوا، اس کو بچانے کی تدبیر کرنے لگا، وہ جا کر بادشاہ کے لڑکے کو ڈس لیا، بادشاہ نے اہل علم کو بلا کر اس کی شفاء اور منتر پڑھنے کو کہا، اس سے کچھ نہ ہوا، پھر سانپ اپنی ایک جن بہن کے پاس جا کر اس سے مسافر کے احسان اور بھلائی اور اپنی مصیبت کا ذکر کیا، اس کے حال پر اس کو ترس آیا، وہ بادشاہ کے بیٹے کے پاس جا کر اس کو یہ خیال ڈالنے لگی اور اس سے یہ کہنے لگے: تم اس وقت تک صحت یاب نہیں ہوسکتے جب تک تمہارا جھاڑ پھونک وہ شخص نہ کرے جسے تم نے بے قصور سزا دی ہے، سانپ مسافر کے پا س جیل چلا گیا، اور اس سے کہا: اسی لئے تو میں نے اس انسان کے ساتھ بھلائی کرنے سے منع کیا تھا، تم نے میری بات نہیں مانی، اس نے ایک پتہ جو اس کے زہر کا کام آتا تھا اسے لا دیا، اور اس سے کہا: اگر وہ تمہارے پاس بادشاہ کے لڑکے کے جھاڑ پھونک کروانے کے لئے آئیں تو تم اس پتے کے پانی کو پلا دینا وہ صحت یاب ہوجائے گا، پھر جب بادشاہ تمہارے احوال دریافت کرے تو تم سچ بتا دینا، پھر تم خلاصی حاصل کرلوگے (انشاء اللہ) بادشاہ کے بیٹے نے بادشاہ سے بتلایا کہ اس نے کسی کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: تم اس

وقت تک شفایاب نہیں ہوسکتے جب تک کہ تم کو وہ مسافر جو بے جا جیل میں ہے، جھاڑ پھونک نہ کرے، بادشاہ نے مسافر کو بلایا اور اس کے لڑکے کو جھاڑ پھونک کرنے کو کہا: اس نے کہا: میں جھاڑ پھونک تو اچھی طرح نہیں جانتا، لیکن میں اسے اس درخت کا پانی پلا دوں گا، وہ اللہ کے حکم سے شفایاب ہوجائیگا، اس نے لڑکے کو پانی پلایا، تو وہ صحت یاب ہوگیا، بادشاہ اس سے بے انتہا خوش ہوا، اس سے تمام واقعہ دریافت کیا، اس نے سارا واقعہ کہہ سنایا، بادشاہ نے اس کا شکریہ ادا کیا اور اس کو بہترین تحفے اور ہدایا دیئے، او رسنار کو پھانسی کا حکم دیا، لوگوں نے اسے جھوٹ اور ناشکری اور اچھائی کا بدلہ برائی سے دینے کی وجہ سے پھانسی دے دیا، پھر فیلسوف نے بادشاہ سے کہا: سنار کی مسافر کے ساتھ بدسلوکی، اس کو بچانے کے بعد اس کی ناشکری، جانوروں کی شکرگذاری اور بعض کا اس کو خلاصی دلانا، اس میں نصیحت حاصل کرنے والے کے لئے بے شمار عبرتیں ہیں، غور وفکر کرنے والے کے لئے بے شمار پہلو ہیں، اور اس میں یہ اخلاق ہے کہ وفادار شریف لوگ ،خواہ وہ قریب کے ہوں یا دور کے، ان کے ساتھ احسان اور بھلائی کی جائے؛ چونکہ اس میں درست رائے، خیر اور بھلائی اور نقصان سے دوری ہے۔

شہزادہ اور اس کے ساتھی

بادشاہ نے بیدبا فیلسوف سے کہا: میں نے یہ مثال سن لی ہے، اگر آدمی دانائی ، عقل مندی اور معاملات میں ثابت قدمی کے ذریعے خیر کو حاصل کرتا ہے تو پھر اس جاہل شخص کا کیا ہوگا (جو اپنی جہالت کے باوجود) جو بلندی مرتبت اور بھلائی کو حاصل کر لیتا ہے، او وہ دانا اور حکیم شخص کا کیا ہوگا (جو اپنی دانائی وبینائی کے باوجود) کبھی مصائب اور نقصانات سے بھی دوچار ہوتا ہے؟ بیدبا نے کہا: جیسے انسان اپنے دو آنکھوں سے دیکھتا ہے اور دو کانوں سے سنتا ہے، ایسے ہی عمل یہ صبر، واستقامت اور دانائی کے ساتھ ہی انجام پاتا ہے، لیکن کبھی اس پر قضاء اور قدر بھی غالب آجاتے ہیں، اس کی مثال بادشاہ کے بیٹے اور اس کے اصحاب کی ہے، بادشاہ نے کہا: یہ کیسے ہوا؟

فیلسوف نے کہا: یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے، چار اشخاص ایک ہی راستے پر جارہے تھے، ان میں ایک بادشاہ کا بیٹا تھا، دوسرا تاجر کا بیٹا، تیسرا ایک خوبصورت شریف آدمی کا لڑکا، اور چوتھا ایک کاشت کار کا لڑکا تھا، یہ تمام کے تمام ضرورت مند تھے، ان کو اجنبی جگہوں میں سخت پریشانی اور مصیبت لاحق ہوئی تھی، صرف وہ اپنے جسم کے کپڑوں کے مالک تھے، وہ راستہ چلنے کے دوران اپنے بارے میں غور وخوض کرنے لگے، ان میں سے ہر شخص اپنی طبیعت اور فطرت کی طرف رجوع کر رہا تھا، اور اسی سے بھلائی اور خیر کا امید وار تھا، بادشاہ کے بیٹے نے کہا: دنیا کے سارے معاملات قضا اور قدر سے وابستہ ہیں، جو انسان کے مقدر میں ہے وہ بہر حال ہو کر ہی رہتا ہے، تقدیر پر صبر ہی بہترین چیز ہے، تاجر کے بیٹے نے کہا: عقل ہر چیز سے بڑی ہے، شریف کے لڑکے نے کہا: تمہارے ذکر کردہ چیزوں میں خوبصورتی سب سے بہتر چیز ہے، کاشت کار کے بیٹے نے کہا: کام میں جٹ

جانے اور محنت وجستجو سے بڑی کوئی چیز نہیں ہے۔

جب یہ لوگ مطرون نامی گاؤں کے قریب پہونچے،تو شہر کے ایک کنارے بیٹھ کر مشورہ کرنے لگے،انہوں نے کاشت کار کے بیٹے سے کہا: جاؤ اپنی محنت سے ہماری لئے آج کے کھانے کا انتظام کرو،کاشت کار کا لڑکا گیا اور کسی ایسے کام کے بارے میں دریافت کرنے لگا جس سے انسان چار لوگوں کی روزی کا انتظام کر سکے،اسے لوگوں نے بتلایا کہ لکڑی سے زیادہ قیمتی چیز شہر میں کچھ بھی نہیں،لکڑی یہاں سے ایک فرسخ کی دوری پر ہے،کاشت کار کا لڑکا گیا اور ایک لکڑی کا گٹھر تیار کیا اور اسے شہر لے آیا،اسے ایک درہم کے عوض فروخت کر دیا،اس سے کھانا خریدا،اور شہر کے دروازے پر یہ تحریر لکھا۔ایک دن انسان کام میں پوری انتھک کوشش کرے تو اس کی قیمت ایک دینار ہے،پھر وہ اپنے ساتھیوں کے پاس کھانا لے آیا تو انہوں نے وہ کھالیا،دوسرے دن ان لوگوں نے کہا کہ: جس نے یہ کہا ہے کہ: خوبصورتی سے عزیز اور قیمتی چیز کوئی نہیں،مناسب یہ ہے کہ آج اس کی باری ہو،شریف کا لڑکا شہر جانے کے لئے چل پڑا،اس نے اپنے من میں سونچا،اور کہا: میں تو اچھی طرح کام کرنا نہیں جانتا،میں شہر کیوں کر جاؤں؟ اسے بغیر کھانے کے اپنے ساتھیوں کے پاس واپس چلے آنے میں بھی حیاء آنے لگی،اس نے ان لوگوں سے علحدگی اختیار کرنے کا ارادہ کیا،وہ چل کر ایک بڑے درخت پر ٹیک لگا کر بیٹھ گیا،اور نیند کے غلبہ سے سو گیا،وہاں سے شہر کے ایک بڑے آدمی کا گذر ہوا،اس کا حسن وجمال اس کو بھا گیا،اس نے اس خاندانی شرافت ونجابت کے آثار دیکھے،اس کو اس کے حال پر رحم آ گیا،اس نے اسے پانچ سو درھم دیئے،لڑکے نے شہر کے دروازے پر لکھا۔ ایک دن کی خوبصورتی پانچ سو درھم کے مساوی ہوئی ہے۔وہ دراھم لے کر اپنے ساتھیوں کے پاس آ گیا،پھر انہوں نے تیسرے دن صبح تاجر کے لڑکے سے کہا: تم جاؤ اور اپنی عقلمندی اور تجارت کے ذریعے آج کے لئے ہمارے واسطے کچھ لے آؤ،تاجر کا لڑکا چلتا رہا،اسے سمندری کشتیوں میں سے ایک کشتی سامان سے لدی نظر آئی،وہ ساحل پر لنگر انداز ہوئی تھی،کشتی کے پاس کچھ تاجر نکل آئے،وہ کشتی میں موجود سامان خریدنا چاہتے

تھے، وہ کشتی کے ایک کنارے بیٹھ کر مشورہ کرنے لگے، ان لوگوں نے آپس میں کہا: آج ہم واپس چلے جاتے ہیں، ان سے کچھ خرید نہیں کرتے، جب بازار مندا (سستا) ہوجائے گا تو یہ ہم کو کم قیمت پر دے دیں گے، ہمیں اس کی ضرورت ہے اور یہ سستا ہوجائے گا، وہ دوسرے راستے سے کشتی والوں کے پاس آیا، اس نے ان سے کشتی میں موجود سارا سامان ایک ہزار ادھار دینار کے عوض خرید لیا، اس نے اس سامان کو دوسرے شہر منتقل کرنے کا مظاہرہ کیا، تاجروں نے یہ سنا تو انھیں اس سامان کے ان کے ہاتھوں سے نکل جانے کا اندیشہ ہوا، انھوں نے اس سے یہ سامان ایک ہزار درھم زیادہ پر خرید لیا، اور اس نے باقی رقم کو کشتی والوں کے حوالے کرنے کو کہا: اور نفع کو لے کر اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور شہر کے دروازے پر لکھا......ایک دن کی دانائی وعقلمندی کی قیمت ایک ہزار درہم ہے ......چوتھے دن ان لوگوں نے بادشاہ کے بیٹے سے کہا: جاؤ اور جا کر اپنی قضا اور قدر پر اعتماد کے توسط سے کچھ کما لاؤ، بادشاہ کا بیٹا چلا اور شہر کے دروازے کے پاس آیا، شہر کے دروازے میں ایک بیٹھک میں بیٹھ گیا، اتفاق ایسا ہوا کہ وہاں کا بادشاہ مر چکا تھا، اس نے کسی لڑکے یا رشتہ دار کو نہیں چھوڑا تھا، وہ سب وہاں سے بادشاہ کا جنازہ لے کر گذرے، وہ سب کے سب غمزدہ تھے اور یہ غمگین نہیں تھا، وہ اس سے ناواقف تھے، اسے گیٹ مین چوکیدار نے گالی گلوچ کیا، اور اس سے کہا: تم کون ہو؟ تم شہر کے دروازے پر کیوں بیٹھے ہو؟ تم بادشاہ کی موت سے غم زدہ نظر نہیں آتے؟ اسے واچ مین نے دروازے کے پاس سے بھگا دیا، ان کے چلے جانے کے بعد لڑکا وہیں آ کر بیٹھ گیا، جب یہ تدفین کے بعد واپس آئے تو اسے چوکیدار نے وہیں دیکھا تو غصہ میں آ گیا، اور اس سے کہا: کیا میں نے تم کو یہاں بیٹھنے سے منع نہیں کیا تھا؟ اس کو پکڑ کر جیل میں ڈلوا دیا، دوسرے دن شہر والے اپنے بادشاہ کے انتخاب کے لئے مشورہ کرنے لگے، ان میں سے ہر شخص اپنی بڑائی ظاہر کر رہا تھا اور دوسرے کو دیکھ رہا تھا، وہ لوگ آپ میں اختلاف کرنے لگے، ان سے چوکیدار نے کہا: میں نے کل ایک لڑکے کو دروازے کے پاس بیٹھا ہوا دیکھا تھا، اسے میں نے ہماری طرح غم زدہ افسردہ نہیں پایا تھا، میں نے اس سے بات کی تو اس نے کچھ جواب نہیں

دیا، میں نے اسے دروازے کے پاس سے بھگا دیا، میں واپس ہوا تو وہ ایسے ہی بیٹھا ہوا تھا، میں نے اسے جاسوس سمجھ کر جیل میں ڈال دیا، شہر کے بڑے اور اشراف لوگوں نے لڑکے کو بلا بھیجا، وہ اسے کر آئے، اس سے اس کے احوال دریافت کئے اور اس کی شہر میں آمد کی وجہ معلوم کی، اس نے کہا: میں فَویران کے بادشاہ کا لڑکا ہوں، میرے باپ کے مرنے کے کے بعد میرے بھائی نے طاقت اور غلبہ سے حکومت حاصل کر لی، میں وہاں سے اپنی جان کے خوف سے بھاگ کر آ گیا اور میں اس طرح یہاں تک پہونچا، جب لڑکے نے یہ کہا تو جن لوگوں کا اس کے باپ کی سرزمین جانا ہوا تھا انہوں نے اسے پہچان لیا، اور اس کے باپ کی تعریف کی، پھر ان شرفاء اور عظماء نے لڑکے کو اپنا بادشاہ بنا چاہا، اور وہ اس پر راضی ہو گئے، اس شہر والوں کی ایک روایت تھی، جب کوئی ان کا بادشاہ ہوتا تو اسے سفید ہاتھی پر بٹھاتے اور اسے شہر کے اطراف میں لے جا کر چکر لگاتے، انہوں نے اس کے ساتھ بھی جب یہ روایت اپنائی تو اس کا گذر شہر کے دروازے پر ہوا تو اس نے شہر کے دروازے پر تحریر دیکھی تو اس نے وہاں یہ لکھنے کے لئے کہا: کوشش ومحنت، خوبصورتی وجمال، عقلمندی ودانائی، اور جو کچھ انسان کو دنیا میں بھلائی یا برائی پہونچتی ہے، وہ اللہ عزوجل کے تقدیری فیصلوں کی وجہ سے ہوتا ہے، میں نے یہ اس تحریر میں یہ اضافہ اللہ عزوجل نے مجھے جو شرافت وبھلائی عطا کی ہے اِس کی وجہ سے کی ہے۔

پھر وہ اپنی جگہ گیا اور تخت شاہی پر بیٹھ گیا، اس نے اپنے ساتھیوں کو بلا بھیجا وہ آ گئے، اس نے عقلمند کو وزراء میں شامل کر لیا، محنت ومشقت کرنے والے کسانوں میں ملا دیا، اور خوبصورت حسین شخص کو بے شمار مال ودولت عطا کئے جانے کا حکم دیا، پھر اسے وہاں سے جلاوطن کر دیا، تا کہ لوگ اس کے فتنے میں مبتلا نہ ہو جائیں، پھر اس نے وہاں کے علماء اور ذی رائے لوگوں کو بلایا، اور ان سے کہا: میرے ساتھیوں کو تو یہ یقین ہو گیا ہے جو کچھ بھی اللہ عزوجل نے انہیں خیر وبھلائی سے نوازا ہے تو وہ بس اللہ عزوجل کا تقدیری فیصلہ ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ تم بھی یہ سیکھ لو اور اس کا یقین کرو، جو کچھ بھی اللہ نے مجھے عطا کیا ہے اور جو کچھ بھی مجھے دیا ہے یہ سب تقدیر کی وجہ سے ہے، نہ تو یہ حسن وجمال کی

وجہ سے ہے نہ عقل ودانائی کی وجہ سے اور نہ محنت اور کوشش کی وجہ سے، مجھے جس وقت میرے بھائیوں نے بھگا دیا تھا، مجھے یہ امید نہیں تھی کہ مجھے میرا رزق اور روٹی بھی حاصل ہوگی، چہ جائے کہ میں اس قدر ومنزلت کو پہونچ پاؤں، میں نے کبھی یہ سونچا بھی نہیں تھا کہ مجھے یہ رتبہ حاصل ہوگا؛ چونکہ اس علاقے میں مجھ سے زیادہ حسین وجمیل مجھ سے زیادہ محنتی، اور صاحب رائے حضرات ہیں، مجھے تقدیر یہاں لے آئی کہ میں اللہ عزوجل کی قدرت سے یہ مقام حاصل کرسکا، اس مجمع میں ایک بوڑھا شخص بھی تھا، وہ اٹھ کر کھرا ہوگیا اور اس نے کہا: تم نے عقلمندی ودانائی والی بات کہی ہے تم نے یہ جو رتبہ حاصل کیا ہے تمہاری امیدیں برآئیں تمہاری ذکر کی ہوئی بات ہماری سمجھ میں آگئی، تم نے جو بتلایا اس میں سچے اترے، اللہ عزوجل نے تم کو جو حکومت اور عزت عطا کی ہے اس کے تم اہل تھے؛ چونکہ اللہ سبحانہ تعالیٰ تم کو عقل اور درست رائے سے نوازا ہے، دنیا اور آخرت میں نیک بخت وہ شخص ہوتا ہے جسے اللہ عزوجل درست رائے عطا کریں، اللہ عزوجل نے ہمارے ساتھ یہ صحیح کیا ہے کہ ہمارے بادشاہ کی موت کے بعد ہمیں تم کو عطا کیا اور ہم نے تمہارا اعزاز واکرام کیا، پھر ایک سیّاح بوڑھا کھڑا ہوا، اس نے اللہ عزوجل کی حمد ثنا بیان کی اور کہا: میں ایک شریف گھرانے کے آدمی کے پاس بچپن میں اپنے سیّاحت سے پہلے خدمت کیا کرتا تھا، جب میں نے ترکِ دنیا کا ارادہ کیا تو میں نے اس آدمی کو چھوڑ دیا، اس نے مجھے بطور اجرت کے دو دینار دیئے تھے، میں نے سونچا ایک کو صدقہ کردوں، اور دوسرے کو اپنے پاس رکھ لوں، میں بازار گیا، میں نے ایک شکاری آدمی کے پاس ایک ہُد ہُد کا جوڑا دیکھا، میں نے اس سے ان کا بھاؤ کیا، شکاری نے انہیں دو درہم سے کم دینے سے انکار کردیا، میں نے بہت کوشش کی کہ وہ اسے ایک دینار کے عوض فروخت کردے، اس نے انکار کردیا، میں نے اپنے دل میں کہا: ہوسکتا ہے یہ دونوں نر مادہ بیوی شوہر ہوں، میں ان دونوں کے درمیان جدائیگی کردو، مجھے ان دونوں پر رحم آگیا، میں نے اللہ پر بھروسہ کرکے ان دونوں کو دو دینار کے عوض میں خرید لیا، مجھے یہ ڈر ہوا کہ اگر میں ان کو آباد جگہ میں چھوڑ دیتا ہو......تو ہوسکتا ہے یہ شکار کرلے جائیں یا بھوک اور کمزوری کی وجہ سے اڑ نہ

پائیں، ان پر مصائب آن پڑیں، میں اس سے مامون نہ تھا، میں انھیں ایک نہایت ہری بھری اور بکثرت درختوں والی جگہ لے گیا، جو لوگوں اور آبادی سے بالکل دور تھی، میں نے انھیں چھوڑ دیا تو وہ اڑ گئے اور ایک پھلدار درخت پر جا بیٹھے، جب وہ اس کی بلندی پر پہونچ گئے تو وہ دونوں میرا شکریہ ادا کرنے لگے، میں نے ان میں سے ایک کو دوسرے سے یہ کہتے ہوئے سنا: اس سیّاح نے ہمیں اس مصیبت سے خلاصی دلوائی ہے جس میں ہم مبتلا تھے، اس نے ہمیں ہلاکت وبربادی سے بچا لیا، ہم کو اس کے اس احسان کا بدلہ چکانا چاہئے، اس درخت کی جڑ میں دنانیر سے بھرا ہوا ایک گھڑا ہے، کیا ہم اسے اسکا پتہ نہ دیں کہ وہ اسے حاصل کر لے، میں نے ان دونوں سے کہا: تم اس خزانے کا جسے آنکھیں نہیں دیکھ پاتی کیسے پتہ بتاؤ گے، حالانکہ تم نے شکاری کا جال کو نہیں دیکھ پائے، ان دونوں نے کہا: جب تقدیری فیصلے اترتے ہیں تو کسی چیز کے وجود سے آنکھیں پھر جاتی ہیں اور بصارت پر پردہ پڑ جاتا ہے، تقدیر نے ہماری آنکھوں سے جال کو ہٹا دیا، اس خزانے سے اس نے ہماری نگاہیں نہیں ہٹائی، میں نے وہ جگہ کھودی مٹی کا برتن نکالا، وہ دنانیر سے بھرا ہوا تھا، میں نے ان دونوں کے عافیت وسکون کی دعا دی، اور ران سے کہا: تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہے جس نے تم کو نامعلوم چیزوں کا علم عطا کیا، تم آسمان میں اڑتے ہو اور زمین کے نیچے کی چیزوں کا پتہ دیتے ہو، ان دونوں نے مجھ سے کہا: اے عقل مند! کیا تجھے پتہ نہیں کہ تقدیر ہر چیز پر بھاری ہو جاتی ہے، کوئی بھی تقدیر سے بچ کر نہیں نکل سکتا، میں نے بادشاہ کو جو کچھ میں نے دیکھا ہے وہ بتلا دیا، اگر بادشاہ حکم کریں تو میں مال لے آؤں، اور اس کے خزانے اس کو عطا کروں، بادشادہ نے کہا: یہ تمہارے واسطے ہے، بلکہ اور مزید۔

کبوتر،لومڑی اور بگلا

یہ باب اس شخص کے بارے میں ہے جو دوسرے کو رائے اور مشورے دیتا ہے اور خود اس پر عمل پیرانہیں ہوتا، بادشاہ نے فیلسوف سے کہا: میں نے یہ مثال سنی ہے، مجھے اس شخص کی مثال بتلاؤ جو دوسرے کو رائے اور مشورہ دیتا ہے اور خود اس پر عمل نہیں کرتا (اس رائے کو اپنے لئے نہیں سمجھتا) فیلسوف نے کہا: اس کی مثال، کبوتر،لومڑی او بگلے کی سی ہے، بادشاہ نے کہا: ان کی کیا مثال ہے؟۔

فیلسوف نے کہا: یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک کبوتری ایک لمبے آسمان پر جاتے ہوئے کھجور کے درخت پر انڈے دیا کرتی تھی، حسب معمول کبوتری اس درخت کے آخری سرے پر گھونسلے کو منتقل کر رہی تھی، اس نے جو کچھ بھی گھاس وپھوس گھونسلے کے بنانے کے لئے اوپر لی گئی درخت کی لمبائی اور اونچائی کی وجہ سے اس نے اس میں نہایت تعب وتکان اٹھایا، جب وہ گھاس وپھوس کے حمل ونقل سے فارغ ہوچکی تو گھونسلے میں انڈے دے کر اسے سینکنے لگی، پھر جب انڈے پھٹ کر بچے نکل آئے، تو لومڑی آ گئی، اس نے اپنے علم کے مطابق بچے نکل آنے کا اندازہ کر کے کبوتری سے کئے ہوئے معاہدہ کے مطابق اس کے پاس آئی، لومڑی درخت کے تنے کے پاس آ کر اسے پکارنے اور اوپر چڑھ آنے کی دھمکی دینے لگی، کبوتری نے (اس کے اوپر چڑھ آنے کے ڈر سے) اس کے پاس بچے پھینک دیئے، ایک دن اس کے دو بچے نکل آئے تھے، کہ اس کے پاس بگلہ کا آنا ہوا، وہ آ کر کھجور کے درخت پر بیٹھ گیا، اس نے کبوتر کو غم وملال میں دیکھا تو اس نے اس سے کہا: اے کبوتری! کیوں مجھے تمہارا رنگ فق اور حالت بری نظر آ رہی ہے؟ کبوتری نے اس سے کہا: بگلے میں ایک لومڑی کے مکر وفریب میں آ گئی ہوں، جب بھی میرے دو چوزے نکل آتے ہیں تو وہ

مجھے آ کر دھمکی دینے اور درخت کے تنے کے پاس کھڑے ہو کر چیخنے چلّانے لگتی ہے، میں اس سے ڈر کر اپنے بچے اس کے پاس پھینک دیتی ہوں، اس سے بگلے نے کہا: جب وہ تمہارے پاس آ کر اس طرح کرے تو تم اس سے یوں کہنا: میں اپنے بچے تمہارے پاس نہیں پھینکوں گی، چاہے تو تم میرے پاس چڑھ آؤ، اپنی آپ کو دھوکہ دو، اگر تم اس طرح کر بھی لوگی (اوپر چڑھ آؤ گی) اور میرے بچوں کو کھا لوگی تو میں اڑ کر اپنی جان بچا لوں گی، بگلے نے جب اسے یہ تدبیر سکھائی تو وہاں سے اڑ کر نہر کے کنارے آ گئی، لومڑی اپنی معلومات اور گمان کے مطابق (بچے نکل آنے کے وقت پر) وہاں آ کر درخت کے نیچے کھڑی ہو گئی، پھر وہ پہلے کی طرح چلّانے اور شور مچانے لگی، کبوتری نے اسے بگلے کی سکھائی ہوئی بات کہنا، اس سے لومڑی نے کہا: مجھے یہ بتاؤ تم کو یہ کس نے تدبیر سکھایا ہے، اس نے کہا: مجھے بگلے نے یہ تدبیر سکھائی ہے، لومڑی وہاں سے نہر کے کنارے بگلے کے پاس آئی، وہ وہاں کھڑا ہوا تھا، اس سے لومڑی نے کہا: اگر تمہارے پاس داہنے جانب کی ہوا آئے تو تم اپنا سر، کس جانب کر لیتے ہو؟ اس نے کہا: بائیں جانب، اس نے کہا: اگر بائیں جانب کی ہوا آئے تو اپنا سر کس جانب کر لیتے ہو؟ اس نے کہا: یا تو داہنے جانب یا اپنے پیچھے کر لیتا ہوں، لومڑی نے کہا: اگر ہوا ہر جانب سے اور سمت سے چلے تو اپنے سر کو کس طرف کرتے ہو؟ اس نے کہا: میں اپنے پروں کے طرف کر لیتا ہوں، تم اپنے سر کو پروں کے نیچے کس طرح کرتے ہو؟ میں نے تمہیں اس طرح کرتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا ہے، اس نے کہا: کیوں نہیں لومڑی نے کہا: تم یہ کس طرح کرتے ہو دکھاؤ؟ اللہ کی قسم اے پرندوں کی جماعت اللہ نے تم لوگوں کو ہم پر فضیلت دی ہے، تم لوگ ایک گھنٹے میں اس قدر جانکاری حاصل کر لیتے ہو جس قدر جانکاری ہم سال میں حاصل کرتے ہیں، اور تم لوگ اس حد تک پہونچ جاتے ہو جس حد تک ہم نہیں پہونچ پاتے ،ٹھنڈک اور ہوا کے وقت اپنے سر کو اپنے پیروں کے اندر کر لیتے ہو تمہیں مبارکباد دی ہو، لیکن یہ مجھے دکھلاؤ تو؟ پرندے نے اپنا سر اپنے پر کے نیچے کر لیا، اسی وقت لومڑی اس پر جھپٹ پڑی، اس کو لے کر اسے دانتوں سے یوں چبالیا کہ اس کی گردن چور چور ہو گئی پھر اس نے اس سے کہا: اے اپنے جان کے دشمن! تم کبوتر کو رائے اور مشورے دیتے ہو اور اس کی جان کی

حفاظت کے لئے اسے تدبیر بتاتے ہواور خود اپنے بارے میں ایسانہیں کر پاتے ،جس کی وجہ سے دشمن تم پر قابو پالیتا ہے، پھرلومڑی نے اسے مار کر کھالیا۔

جب فلسفی اتنی بات کر چکا تو بادشاہ خاموش ہوگیا اس سے فیلسوف نے کہا: بادشاہ سلامت! تم ہزار سال زندہ رہو،اورتم اقالیم سبعہ (سات براعظم) کے مالک بن جاؤ، تمہاری خوشی ومسرت اورتم سے تمہاری رعایا خوشحالی کے ساتھ ساتھ تم کو ہرطرح کے اسباب مہیا ہوں، اور تقدیر بھی تمہارا ہرطرح سے ساتھ دے؛ چونکہ تمہاری عقل اور تمہارا علم مکمل ہو چکا، تمہاری سمجھ بوجھ، بات چیت اور نیت بھی درست ہوگئی، تمہاری رائے میں کچھ کمی نہیں اور نہ تمہاری گفتگو میں کچھ نقص اور عیب ہے، شرافت اور نرم دلی کے تم جامع ہو، دشمن سے مڈبھیڑ کے وقت بزدلی نہ دکھانا اور کوئی واقعہ پیش آئے تو تنگی اور کھٹن کا احساس نہ کرنا، میں نے اس کتاب میں تمہارے واسطے تمام چیزیں اکٹھا کر دی ہیں اور تم نے اس بارے میں جو کچھ سوال مجھ سے دریافت کئے اس کی وضاحت کر چکا ہوں، میں نے اس میں تمہاری پوری پوری خیرخواہی اور نصیحت کا سامان کر دیا ہے، میں نے اس میں اپنی رائے، نظروفکر اور انتہائی سمجھ بوجھ کا استعمال کیا ہے، میں نے اپنی سمجھ بوجھ اور نظروفکر کے استعمال کے ذریعے تمہاری حق کی ادائیگی اور خلوص نیت کا ارادہ کیا ہے، اور میرے بیان کے مطابق نصیحت اور پندوموعظت سے معمور یہ کتاب وجود میں آچکی ہے، باوجودیکہ بھلائی کا حکم کرنے والا، اس بارے میں اس کی اطاعت کرنے والے سے زیادہ اچھا نہیں ہوتا، اور نہ ہی ناصح نصیحت کے بارے میں منصوح سے زیادہ بہتر ہوتا ہے، اور نہ ہی استاذ اپنے شاگرد سے زیادہ نیک بخت ہوتا، بادشاہ سلامت اس کو سمجھ لیجئے، برائی سے بچنے یا بھلائی کو حاصل کرنے کی کوئی طاقت وقوت نہیں مگر اللہ عزوجل کی قدرت سے جو بلندتر اور عظیم تر ہے۔

انتهت ترجمة هذا الكتاب وقد خلت خمسة أيام من شهر ذى الحجة سنة 1430م في اليوم الاثنين في الساعة التاسعة والنصف صباحا، فلله الحمد والمنة في التمام والكمال.(رفیع الدین حنیف،غفر الله له ولوالديه) واسبغ عليه من اذيال كرمه ونعمه الوسيعة